سیریز
ڈینجر لینڈ
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

ڈینجر لینڈ

مکمّل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے

ناشران ------- اشرف قریشی
----------- یوسف قریشی
پرنٹر -------- محمد یونس
طابع -------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت -------- -/40 روپے

معزز قارئین!

نیا ناول ڈینجر لینڈ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول کی کہانی ایک ایسے ایڈونچر پر مبنی ہے جس میں قدم قدم پر موت کے گہرے سائے چھائے رہتے ہیں۔ ڈینجر لینڈ اس جزیرے کی کہانی ہے جس پر حکومت روسیاہ کی مدد سے کافرستان پاکیشیا کی خوفناک تباہی کے لئے سولر میزائلوں کا اڈہ تعمیر کر رہا تھا اور اس اڈے کی حفاظت دنیا کی خوفناک جاسوسی تنظیم کے۔ جی۔ بی کے سپرد تھی اور کافرستانی سیکرٹ سروس نے پورے ملک میں جال پھیلا رکھے تھے۔

اور پھر عمران اور سیکرٹ سروس کی ٹیم اس اڈے کو تباہ کرنے کے لئے آگ کے اس خوفناک سمندر میں کود پڑی۔ کے۔ جی۔ بی، کافرستانی سیکرٹ سروس اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ایک ایسی خوفناک اور جان لیوا جدوجہد کا آغاز ہوا جس میں موت نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد مکڑی کی طرح جالا بُن لیا اور عمران اور اس کے ساتھی موت کے اس خوفناک دلدل میں یوں دھنستے چلے گئے کہ ان کے بچاؤ کا کوئی راستہ باقی نہ رہا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ڈینجر لینڈ ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کا قبرستان بن جائے گا۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی آخری سانس تک جدوجہد کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے اور یقیناً انہوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اس جان لیوا

جدوجہد نے ان کے جسموں سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا۔ مگر وطن
کی سلامتی اور پاکیشیا کے دس کروڑ عوام کی جانوں کی حفاظت کے لئے عمران
اور اس کے ساتھی انسانی جدوجہد کی آخری حد تک پہنچ گئے۔

پھر نتیجہ کیا ہوا ——— ؟

یہ ایک ایسی بات ہے جو چند لائنوں میں تحریر نہیں کی جا سکتی۔ ناول کا
ایک ایک لفظ اس جان لیوا جدوجہد کا منہ بولتا ثبوت بن گیا ہے۔

یہ ایک ایسی کہانی ہے جس کا ہر لفظ آپ کو چونکنے پر مجبور کر دے گا
اعصاب کو لرزا دینے والے سسپنس کے ساتھ ساتھ برق رفتار ایکشن اور
موت کی دلدل میں اٹھتے ہوئے بلبلوں کی طرح عمران کے قہقہوں نے اس
کہانی کو عظیم جاسوسی ادب میں نمایاں مقام دلوا دیا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ کہانی کا ہر لفظ آپ کو جاسوسی ادب کی رفعتوں
سے ہمکنار کر دیگا اور آپ اسے بار بار پڑھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

سلیمان چائے کی کیتلی کو آگ پر رکھے خود اس کے سامنے کھڑا
راگ بہار الاپنے میں مصروف تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ عمران نے اٹھتے ہی چائے
کی ہانک لگانی ہے۔ لیکن ادھر عمران کو بستر چھوڑے کافی دیر گزر چکی تھی۔
اور وہ اس وقت سر نیچے اور ٹانگیں اوپر کئے اپنی مخصوص ورزش میں
مصروف تھا۔ اس کے جسم پر صرف انڈر ویئر تھا۔ اور وہ یوں اطمینان
سے آنکھیں بند کئے الٹا کھڑا تھا جیسے اب بقیہ عمر اس نے اسی طرح کھڑے
رہنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ کہ اُسے کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان ——— ارے او سلیمانی چورن ——— کون سے ڈبے میں گھسے
پڑے ہو" ——— عمران نے کال بیل بجنے کی آواز سنتے ہی چیخ کر سلیمان کو پکارا۔

"کیا بات ہے صاحب ——— کیوں صبح صبح گلا پھاڑنے کی مشق کر رہے
ہیں۔ غضب خدا کا ——— خود کو تو بڑھاپے کی وجہ سے نیند آتی نہیں اور ہم جیسے
نوجوانوں کو بھی سونے نہیں دیتے" ——— چند لمحوں بعد دور سے سلیمان کی جھلاہٹ

آمیز آواز سنائی دی۔

"ارے بے بی سلیمان ——— ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی ہے۔ ذرا پھدکتے ہوئے جاؤ اور اگر رسیور اٹھا سکو تو ذرا پوچھ لو کس کی زبان میں صبح صبح کھجلی اٹھی ہے۔ اور میری طرف سے اُسے مشورہ دے دینا کہ نیم کے پتوں کا عرق پیا کرے۔ کھجلی دور ہو جائے گی" ——— عمران نے سلیمان کو بالکل ہی بچہ بناتے ہوئے کہا۔

"جب آدمی کی کھوپڑی ہی الٹی ہو تو پھر اس سے سیدھی بات کی توقع ہی نہیں رکھی جا سکتی۔ یہ کال بیل بجنے کی آواز ہے ٹیلی فون کی گھنٹی آپ کے دماغ میں بج رہی ہو گی" ——— سلیمان کی بڑبڑاہٹ راہداری میں گونجی اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر وہ کال بیل کا نام لے دیتا تو سلیمان ضد کرتا کہ صبح صبح دروازہ عمران خود کھولے۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق صبح صبح دودھ والا آتا ہے۔ اور اس کی شکل اتنی منحوس ہے کہ صبح جو اس کی شکل دیکھ لے اُسے سارا دن جھاڑیں ہی پڑتی رہتی ہیں۔ چنانچہ دودھ والے کی شکل عمران ہی دیکھے۔

عمران کو دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر دوسرے لمحے سلیمان کے قدموں کی تیز آواز واپس آتی سنائی دی۔

"بڑے صاحب آئے ہیں جناب" ——— سلیمان کے لہجے میں بوکھلاہٹ تھی۔

"بڑے نہیں الٹے صاحب کہو ——— اس وقت میری نظروں میں ہر صاحب الٹا ہے" ——— عمران نے اسی طرح آنکھیں بند رکھے

جواب دیا۔

وہ جانتا تھا کہ سلیمان اب اُس سے بدلہ لینے کے لئے ایسی بات کر رہا ہے ورنہ صبح صبح بڑے صاحب کی آمد کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

"عمران" ——— اچانک کمرے میں سر سلطان کی آواز گونجی اور عمران نے یہ آواز سنتے ہی نہ صرف گھبرا کر آنکھیں کھول دیں بلکہ وہ بوکھلا کر کھڑے ہونے کی کوشش میں دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔

"اوہ ——— اوہ ——— سوری ویری سوری وہ دراصل" ———

عمران نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر دوسرے لمحے اُس کی نظریں سر سلطان کے ساتھ کھڑے ایک غیر ملکی پر پڑیں جو بڑی حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"میں ذرا آپ جیسا انسان بن لوں ابھی آیا" ——— عمران کے لہجے میں اور زیادہ بوکھلاہٹ ابھر آئی اور دوسرے لمحے اس نے ایک زوردار چھلانگ لگائی اور دروازے میں غائب ہو گیا۔

"اسی عمران کی آپ تعریفیں کر رہے تھے سر سلطان یا ....." ——— غیر ملکی نے حیرت بھرے لہجے میں سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اطمینان سے تشریف رکھیے سر ہالڈ ——— یہ وہی عمران ہے" ——— سر سلطان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر ڈرائنگ میں رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے۔ غیر ملکی سر ہالڈ بھی بادل نخواستہ قریبی صوفے پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کے چہرے پر اب قدرے بیزاری کے آثار نمایاں تھے۔

تھوڑی دیر بعد جب عمران واپس آیا تو اس نے لکھنوی لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔

سر پر باقاعدہ دوپلی ٹوپی اوڑھی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں سرمے کی میریں
اور منہ میں پان کی دھڑی جمائے وہ بڑے انداز سے اندر داخل ہوا۔ اور
پھر ان دونوں کے سامنے جھک کر باقاعدہ کورنش بجالانے لگا۔

"اپنے غریب خانے یتیم خانے بلکہ مسکین خانے پر معزز مہمانوں کو
بندہ خاکسار نابہنجار خوش آمدید کہتا ہے" ——— عمران کا لہجہ خالصتاً
لکھنوی تھا۔

"عمران —— یہ ہمارے دوست ملک شوگر لینڈ کی سیکرٹ
سروس کے چیف سر ہالڈ ہیں" ——— سر سلطان نے بڑے سنجیدہ لہجے
میں غیر ملکی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"شوگر لینڈ —— خوب بہت خوب —— پھر تو آپ چائے پھیکی ہی
پسند فرمائیں گے۔ چلو اس مہنگائی کے دور میں چینی کی بچت تو ہوئی۔
مجھے آپ سے مل کر واقعی خوشی ہوئی ہے۔ مجھے ان لوگوں سے مل کر کوئی
خوشی نہیں ہوتی جو خواہ مخواہ دوسروں کا خرچہ بڑھا دیتے ہیں" ———
عمران نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے مصافحے کے لئے ہاتھ سر ہالڈ کی
طرف بڑھا دیا۔ اور نہ صرف عمران کے ان فقروں سے سر ہالڈ کا چہرہ
سرخ ہو گیا بلکہ سر سلطان کے چہرے پر بھی خجالت کے آثار نظر آنے لگے۔
انہیں شاید توقع نہ تھی کہ عمران سیکرٹ سروس کے چیف کا تعارف
سننے کے باوجود اس قسم کی فقرہ بازی کرے گا۔

"عمران —— یہ کیا کر رہے ہو۔ سر ہالڈ ہمارے معزز مہمان ہیں"
سر سلطان نے تقریباً ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ غلطی ہو گئی۔ معاف فرمائیے۔ مجھے آپ سے مل کر قطعاً خوشی

نہیں ہوئی۔ بلکہ خود ہی سوچیئے۔ اب آپ کو ناشتہ کرانا پڑے گا۔ چائے
پلوانی پڑے گی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بڑے
اطمینان سے صوفہ پر بیٹھ گیا۔

"سر سلطان مجھے اجازت دیجئے۔ میں اس قسم کی باتوں کا عادی
نہیں ہوں" ——— سر ہالڈ نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور
وہ جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"تشریف رکھیئے سر —— میں نے آپ کو پہلے ہی بتایا تھا کہ عمران
کی باتوں کا برا نہ منائیے گا" ——— سر سلطان نے اٹھ کر انہیں
واپس بٹھاتے ہوئے کہا۔

"اور عمران سنو —— اگر تم نے اب بھی سنجیدگی اختیار نہ کی تو میں
خود بھی چلا جاؤں گا" ——— سر سلطان نے سر ہالڈ کو بٹھانے کے
بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خس کم جہاں پاک —— ارے معاف کیجئے۔ بس زبان ہے پھسل
جاتی ہے۔ ہاں تو فرمائیے کیسے تشریف آوری ہوئی۔ میرے لائق کیا
خدمت ہے۔ ویسے ایک بات پہلے واضح کر دوں کہ آج کل میرا بجٹ
بڑا ٹائٹ ہے اس لئے اتنی خدمت بتلائیے جتنی سلیمان اجازت دے۔
بلکہ ٹھہریئے میں سلیمان سے پوچھ لوں کہ وہ اس وقت کتنی خدمت کر
سکتا ہے۔ سلیمان جناب سر سلیمان صاحب" ——— عمران کی زبان
میرٹھ کی قینچی کی طرح چل نکلی۔ اور اس نے جان بوجھ کر سلیمان کو سر سلیمان
کا خطاب دے کر بلایا۔

"جی صاحب" ——— سلیمان کی آواز سنائی دی جو ٹرالی دھکیلتا

ہوا ڈرائنگ روم میں داخل ہو رہا تھا۔ جس پر بھرپور ناشتے کے تمام لوازمات رکھے ہوئے تھے۔ اس نے بڑی پھرتی سے درمیانی میز پر ناشتے کے برتن رکھنے شروع کر دیئے۔ وہ جیسے جیسے ناشتے کا سامان میز پر رکھتا جا رہا تھا۔ عمران کی آنکھیں اسی طرح پھٹتی چلی جا رہی تھیں۔

"غضب خدا کا مجھے تو آج تک تم چائے کی پیالی پر ہی ٹرخلاتے رہے ہو۔ اور اب یہ اتنا سامان کیا ہمسائے کے باورچی خانے پر ڈاکہ ڈالا ہے" عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہیئے۔ اگر آپ کو مہمان نوازی نہیں آتی تو کم از کم خاموش رہنا تو آتا ہے" ——— سلیمان نے جواب میں عمران کو گھورتے ہوئے کہا اور عمران یوں کان دبا کر بیٹھ گیا جیسے بچہ باپ کی ڈانٹ سن کر سہم جاتا ہے اور سر سلطان کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"لیجئے ناشتہ کیجئے بلا تکلف کیجیے سر ہالڈ ——— آپ جب عمران کی فطرت سے واقف ہو جائیں گے تو پھر آپ ان باتوں سے محفوظ ہوں گے" ——— سر سلطان نے میزبان کی طرح سر ہالڈ کو ناشتے کی دعوت دیتے ہوئے کہا اور سر ہالڈ سر کو جھٹکتے ہوئے ناشتے میں مصروف ہو گئے۔

"ارے میرا بھی تو ناشتہ ہو گا واہ صاحب مجھے آپ نے دعوت ہی نہیں دی" ——— عمران نے تیزی سے ناشتے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ بڑھ چڑھ کر ناشتے میں مصروف ہو گیا جیسے زندگی میں پہلی بار ناشتہ کر رہا ہو۔

جب ناشتہ ختم ہو گیا اور تینوں نے چائے پی لی تو سلیمان نے برتن اکٹھے کئے اور ٹرالی دھکیلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"عمران بیٹے ——— سر ہالڈ ایک انتہائی اہم مشن پر یہاں آئے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے یہ ہمارے دوست ملک شوگر لینڈ کی سیکرٹ سروس کے چیف ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ میرے ذاتی دوست بھی ہیں۔ جو باتیں انہوں نے بتائی ہیں وہ ہمارے لئے بھی اتنی اہم ہیں کہ میں نے مناسب سمجھا کہ تمہیں بھی بتا دی جائیں اور ہم نے صبح صبح تمہارے پاس آنے کا فیصلہ اس لئے کیا کہ آج کل تم آوارہ گردی میں مصروف ہو اور مجھے یقین تھا کہ ایک بار تم فلیٹ سے نکل گئے تو پھر تمہارا ہاتھ آنا مشکل ہے" ——— سر سلطان نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا

"جی فرمائیے میں ہمہ تن گوش بلکہ نصیحت نوش ہوں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر سے حماقتوں کا نقاب کچھ اس طرح کھسک گیا تھا کہ سر ہالڈ حیرت سے اس کے چہرے کو دیکھتے رہ گئے جس پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"سر ہالڈ آپ خود تفصیل سے بتائیے" ——— سر سلطان نے سر ہالڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمارے معلوماتی خفیہ سیارے نے گزشتہ دنوں ایک اہم ترین راز کا انکشاف کیا ہے ایک ایسا انکشاف جس نے ہمیں بری طرح چونکا دیا۔ اور پھر ہم نے اس انکشاف کی اپنی سیکرٹ سروس سے باقاعدہ تحقیق کرائی جس کی بنا پر مزید معلومات حاصل ہوئیں۔ اپنی سیکرٹ سروس کی اس رپورٹ کی بنا پر میں نے مناسب سمجھا کہ میں غیر سرکاری طور پر یہاں آؤں

اور سر سلطان کو تفصیلات سے آگاہ کر دوں۔ کیونکہ ہماری سیکرٹ سروس کی رپورٹ کے مطابق اس انکشاف کا زیادہ تعلق آپ کے ملک سے تھا۔ اور اگر میں سرکاری طور پر یہاں آتا تو ہو سکتا ہے وہ لوگ چونک جاتے۔ دوسری صورت میں اگر میں خط یا فون کے ذریعے یہ راز آپ تک پہنچاتا تو پھر بھی ان لوگوں کے ہوشیار ہو جانے کا خطرہ تھا۔ اس لئے میں خود ذاتی طور پر یہاں آیا اور رات ہی میں نے سر سلطان کو تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا بلکہ انہیں معلوماتی سیارے کی بھیجی ہوئی رپورٹ کے ساتھ اپنی سیکرٹ سروس کی مکمل رپورٹ کی تفصیل بھی دے دی ہے۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ تمہیں بھی اس راز میں شریک کر لیا جائے۔ چنانچہ ہم صبح صبح یہاں آ گئے ہیں" ـــــ سر ہالڈ نے بڑی تفصیل سے تمہید بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اور وہ راز یہ تھا کہ مرغی سے پہلے انڈا پیدا ہوا تھا۔ یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انڈے سے پہلے مرغی پیدا ہو گئی تھی" ـــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اُسے دراصل سر ہالڈ کی اس تمہید پر شدید غصہ آ رہا تھا۔

"عمران تم پھر پٹڑی سے اترتے جا رہے ہو" ـــــ سر سلطان نے اُسے جھڑکتے ہوئے کہا اور سر ہالڈ عمران کا ریمارک سن کر ایک لمحے کے لئے سرخ پڑ گئے۔ مگر دوسرے لمحے انہوں نے اپنے آپ پر قابو پا لیا۔ وہ شاید سر سلطان کی دوستی کی وجہ سے سب کچھ برداشت کر رہے تھے۔

"اوہ سوری" ـــــ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"سب سے پہلے ہمارے معلوماتی سیارے نے انکشاف کیا کہ کافرستان کے مشرقی ساحل کے قریب واقع ایک غیر آباد جزیرے پر کوئی غیر معمولی کارروائی جاری ہے۔ کیونکہ سیارے نے جو تصویریں بھیجیں اس میں ایک ہیلی کاپٹر جو روسیاہی ساخت کا تھا۔ بڑے بڑے کریٹ اس جزیرے پر اتار رہا تھا۔ اور ایک تصویر میں باوردی فوجی بھی صاف دکھائی دیتے تھے۔ یہ فوجی بھی روسیاہی ہی تھے۔ ان تصویروں کی بنا پر ہم بے حد پریشان ہوئے چنانچہ ہم نے اپنی فارن سیکرٹ سروس کے ذمہ اس کی تحقیقات لگائی۔ جس کی رپورٹ سے مزید تفصیلات سامنے آئیں۔ اس رپورٹ کے مطابق اس غیر آباد جزیرے میں انڈر گراؤنڈ ایک سولر میزائل اسٹیشن تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اور یہ سولر میزائل اسٹیشن روسیاہی حکومت تعمیر کر رہی ہے۔ ہمارے ایجنٹوں نے کچھ تصویریں اور دستاویزات بھی حاصل کر لیں۔ جس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اس جزیرے میں جسے نقشے میں ڈینچ لینڈ کے نام سے لکھا جاتا ہے۔ واقعی دنیا کے خوفناک سولر میزائلوں کا بہت بڑا اڈہ تعمیر ہو رہا ہے۔ اور پھر ان تصاویر سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ اڈے کی تعمیر اور سولر میزائل کے پلیٹ فارموں کی بناوٹ بتاتی ہے کہ ان سولر میزائلوں کا ٹارگٹ ہمارا ملک شوگر لینڈ نہیں بلکہ پاکیشیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ کو غیر سرکاری طور پر ان تفصیلات سے مطلع کر دوں تاکہ آپ اس اڈے کے بارے میں آگاہ ہو جائیں۔ اگر یہ میزائل وہاں نصب ہو گئے تو یہ بات مکمل طور پر طے شدہ ہے کہ پاکیشیا کا تمام تر دفاعی نظام ریت کے ڈھیر میں بدل جائے گا۔ اور کافرستان کو پاکیشیا پر

ہر قسم کی بالا دستی حاصل ہو جائے گی۔ ایسی بالا دستی کہ وہ جب چاہے آپ
کے پورے ملک کو ایک لمحے میں راکھ کا ڈھیر بنا سکتا ہے اور یہ بات بھی
طے شدہ ہے کہ یہ میزائل حکومت روسیاہ کی نگرانی میں نصب ہو رہے
ہیں اور انہی کی سیکرٹ سروس کے۔جے۔بی۔ اس کی نگرانی کر رہی ہے"
سر ہالڈ نے تفصیلات بتائیں اور پھر انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر
ایک فائل نکالی اور اسے کھول کر عمران کے سامنے پھینک دیا۔ عمران جو
انتہائی حیرت بھرے انداز میں اس خوفناک انکشاف کو سن رہا تھا۔ اس
نے ہاتھ بڑھا کر وہ فائل اٹھا لی اور پھر اس میں موجود تصویروں اور
شوگر لینڈ سیکرٹ سروس کی رپورٹ کو بغور پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر
بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل میز پر رکھ دی۔
"سر ہالڈ میں دلی طور پر معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو میرے رویے
سے تکلیف پہنچی۔ آپ ہمارے محسن ہیں۔ دراصل میری اب کچھ عادت
سی بن گئی ہے۔ آپ پلیز مائنڈ نہ کیجیے گا" ——— عمران نے خلاف
توقع بڑے معذرت خواہانہ لہجے میں سر ہالڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔
اور سر سلطان حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے کیونکہ عمران سے کسی قسم کی
معذرت کی توقع ان کے تصور میں بھی نہ تھی۔ لیکن عمران کے چہرے پر
بے پناہ سنجیدگی تھی۔ اسے دراصل سولہ میزائل کے اس اڈے کی
تفصیلات سن کر اس کی اہمیت کا صحیح معنوں میں احساس ہو گیا تھا۔ کہ
واقعی سر ہالڈ نے اس کا انکشاف کر کے پورے پاکیشیا پر زبردست
احسان کیا تھا۔
"کوئی بات نہیں مسٹر عمران ——— ایسا ہوتا رہتا ہے۔ بہرحال مجھے

آپ کی زندہ دلی اور شگفتگی پہ حیرت ضرور ہوئی تھی کیونکہ ہماری سیکرٹ
سروس میں ایسی باتوں کا شائبہ تک نہیں" ——— سر ہالڈ نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"عمران بیٹے ——— اب اس ڈینجر لینڈ کے متعلق کیا خیال ہے میں نے
صدر مملکت کے نوٹس میں لانے سے پہلے یہ مناسب سمجھا کہ تم سے مشورہ کر
لوں۔ کیونکہ سرکاری طور پر اس بات کو سامنے لانے میں چند خطرات بھی ہیں۔
کے۔جی۔بی دنیا کی سب سے خطرناک سیکرٹ سروس ہے نجانے ان لوگوں
نے کن کن لوگوں کو خرید رکھا ہے۔ اگر ان تک یہ رپورٹ پہنچ گئی کہ ہمیں
اس اڈے کی اطلاع مل گئی ہے تو وہ ہمارے خلاف کوئی فوری قدم اٹھائیں گے۔
تمہیں آج کل کے بیرونی حالات کا تو بخوبی علم ہے" ——— سر سلطان نے
بڑے گمبھیر لہجے میں کہا۔
"اس اڈے کو مکمل ہونے سے پہلے ہر قیمت پر تباہ ہونا چاہیے سلطان
صاحب ——— ورنہ پاکیشیا تو بالکل بے دست و پا ہو کر رہ جائے
گا" ——— عمران کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔
"لیکن یہ سوچ لیجیے عمران صاحب ——— کہ اس اڈے کی تباہی مذاق
نہیں۔ روسیاہی حکومت اور کافرستانی حکومت کو اس کی اہمیت کا
پورا پورا احساس ہے۔ اس لئے ظاہر ہے انہوں نے اس کی حفاظت کے
ایسے انتظامات یقیناً کیے ہوں گے جو ناقابل شکست ہوں گے" ———
سر ہالڈ نے لقمہ دیتے ہوئے کہا۔
"کچھ بھی ہو اس ڈینجر لینڈ کو زیر آب جانا ہو گا چاہے پاکیشیا کے
ہر فرد کی جان کیوں نہ چلی جائے ہم اپنے ملک کے خلاف اس قدر

خوف ناک سازش کبھی برداشت نہیں کر سکتے"۔ ___ عمران کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔

"آپ کا عزم اور حوصلہ قابل مبارک باد ہے۔ بہرحال غیر سرکاری طور پر اگر آپ چاہیں تو شوگر لینڈ کی سیکرٹ سروس کی خدمات حاضر ہیں"۔ سر ہالڈ نے کہا۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ ___ کہ آپ نے بنیادی راز حاصل کر لیا ہے۔ اب آپ باقی کام ہم پر چھوڑ دیجیے۔ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے بازوؤں میں ابھی اتنا دم موجود ہے کہ وہ روسیاہی اور کافرستانی دونوں سے بیک وقت ٹکرا سکے"۔ ___ عمران کے لہجے میں چٹانوں کی سی مضبوطی تھی۔

"لیکن......" ___ سر ہالڈ نے کچھ کہنا چاہا۔

"سر ہالڈ ___ اب فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ___ عمران نے اگر ان سے ٹکرانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پھر ڈینجر لینڈ کی تباہی مقدر بن چکی ہے۔ میں مطمئن ہوں"۔ ___ سر سلطان نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور سر ہالڈ صرف سر ہلا کر رہ گئے۔ لیکن ان کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ دراصل انہیں یقین نہ آ رہا تھا کہ اس قسم کا مسخرہ نوجوان اور پس ماندہ قسم کی سیکرٹ سروس روسیاہی سیکرٹ سروس کے۔ جی۔ بی کا مقابلہ کر سکتے ہیں وہ چونکہ ابھی حال ہی میں سیکرٹ سروس کے سربراہ مقرر ہوئے تھے۔ اس لئے انہیں پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے متعلق کچھ زیادہ معلومات بھی حاصل نہ تھیں۔

"آپ صدر مملکت کو ذاتی طور پر دوسرے لفظوں میں غیر سرکاری طور

پر ان تفصیلات سے آگاہ کر دیں۔ میں بہرحال سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو راضی کرتا ہوں کہ ڈینجر لینڈ کے خلاف اقدام کرے"۔ عمران نے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا اور سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اچھا اب اجازت ___ یہ فائل"۔ ___ سر ہالڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور فائل کے متعلق انہوں نے سر سلطان کی طرف دیکھا۔

"یہ فائل یہیں رہنے دیجیے میں اسے ایکسٹو تک پہنچا دوں گا"۔ ___ عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور سر سلطان کے اثبات میں سر ہلانے پر سر ہالڈ خاموش ہو گئے۔ اور پھر عمران سے مصافحہ کر کے وہ دونوں کمرے سے باہر چلے گئے۔

عمران نے فائل دوبارہ اٹھائی اور ایک بار پھر اُسے بغور پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ واقعی پاکیشیا کے خلاف یہ اتنی بڑی سازش تھی جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور عمران کو اس بات کا بھی پوری طرح احساس تھا کہ یہ مشن کس قدر خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

اس نے فائل کو بار بار پڑھا اور پھر اُسے تہہ کر کے وہ اٹھا اور باتھ روم میں گھستا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلا تو اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور چہرے پر خاصی گہری سنجیدگی تھی۔

"سلیمان"۔ ___ عمران نے سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

"جی"۔ ___ سلیمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کے لہجے سے ہی اس کے موڈ کا اندازہ کر لیتا تھا۔

"میں دانش منزل جا رہا ہوں۔ اور ہو سکتا ہے طویل عرصے کے لئے مجھے باہر جانا پڑا۔ اس لئے کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دو۔" ——— عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب ——— کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کرے آپ بخیریت واپس آجائیں باقی سب ٹھیک ہے۔" ——— سلیمان نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا قوی ہیکل نوجوان بری طرح چونک پڑا۔ اس نے سامنے رکھی ہوئی فائل کو تیزی سے تہہ کر کے میز کی دراز میں رکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ——— نمبر سکسٹی الیون سپیکنگ اوور۔" ——— ٹرانسمیٹر کا بٹن آن ہوتے ہی سیٹی کی آواز پر ایک مردانہ آواز غالب آگئی۔

"یس چیف آف سیکرٹ سروس شاگل سپیکنگ اوور۔" ——— شاگل نے باوقار لہجے میں جواب دیا ویسے نمبر سکسٹی الیون کی کال سن کر اس کے چہرے پر حیرت کے آثار چھا گئے تھے۔ کیونکہ یہ کال قطعاً غیر متوقع تھی۔ سکسٹی الیون کا تعلق فارن سیکرٹ سروس کے خصوصی گروپ سے تھا۔

"سر ایک اہم رپورٹ ابھی ابھی پاکیشیا سے موصول ہوئی ہے اوور۔" ——— سکسٹی الیون نے گھمبیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سے اہم رپورٹ ——— کیا رپورٹ ہے اوور۔" ——— شاگل کے کان پاکیشیا کا نام سنتے ہی کھڑے ہو گئے۔

"سر ——— ہمارے ایجنٹ نے اطلاع دی ہے کہ شوگرلینڈ سیکرٹ سروس کا نیا چیف سر بالڈ خفیہ دورے پر پاکیشیا آئے ہیں اور وہ یہاں آتے ہی سیدھے پاکیشیائی سیکرٹری وزرائے خارجہ سر سلطان سے ملے ہیں اور پھر دوسرے روز صبح ہی صبح وہ دونوں علی عمران کے فلیٹ میں گئے اور انہوں نے وہاں کافی دیر لگائی۔ ان کے واپس جانے کے بعد عمران بے حد سنجیدہ انداز میں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہاں کچھ لوگ داخل ہوئے۔ شاید سیکرٹ سروس کے چیف نے کوئی ایمرجنسی میٹنگ بلائی تھی اوور۔" ——— سکسٹی الیون نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— شوگرلینڈ سیکرٹ سروس کے چیف والا مسئلہ واقعی اہم ہے۔ وہ وہاں کس لئے گیا۔ کیا اس سلسلے میں مزید تحقیقات نہیں ہو سکتیں اوور۔" ——— شاگل نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں جناب ——— وہ عمران کے فلیٹ سے واپس آنے کے بعد پہلی فلائٹ سے ہی واپس اپنے ملک چلے گئے ہیں اوور" ——— سکسٹی الیون نے جواب دیا۔

"کیا تمہارا ایجنٹ سر سلطان یا عمران کے کسی ساتھی کو کور کر کے مزید معلومات حاصل نہیں کر سکتا اوور" ——— شاگل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"جناب یہ ناممکن ہے۔ ہمارا ایجنٹ صرف نگرانی تک ہی محدود رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ابھی تک کام کر رہا ہے اگر اس نے کوئی عملی اقدام کیا تو پھر آپ پاکیشیائی سیکرٹ سروس اور عمران کو جانتے ہیں کہ ہمیں اور کوئی ایجنٹ ڈھونڈھنا پڑے گا اور آپ جانتے ہیں کہ اچھا ایجنٹ ملنا تقریباً ناممکن ہے اوور" ——— سکسٹی الیون نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"او کے ——— بہرحال تمہاری رپورٹ چونکا دینے والی تو ضرور ہے۔ لیکن اس سلسلے میں کوئی بات واضح نہیں ہوئی اوور" ——— شاگل نے منہ ٹیڑھا کرتے ہوئے کہا۔

"جناب ——— میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ آپ کو علم ہے کہ کچھ دن پہلے ہم نے شوگر لینڈ کے چند ایجنٹوں کو ڈینجر لینڈ کے سلسلے میں ٹریس کیا تھا۔ اور اس میں سارے ایجنٹ ہی ختم ہو گئے تھے۔ لیکن ایک ایجنٹ کے سلسلے میں ہم آخر تک مشکوک رہے تھے۔ کہ آیا وہ بھی ہلاک ہوا ہے یا نکل گیا ہے۔ اور پھر شوگر لینڈ میں ہمارے ایجنٹوں نے یہ اطلاع دی تھی کہ ڈینجر لینڈ کے سلسلے میں شوگر لینڈ کو کچھ اطلاعات ملی ہیں لیکن بات واضح نہ ہو سکی۔ ہو سکتا ہے کہ ڈینجر لینڈ کے سلسلے میں ہی شوگر لینڈ سیکرٹ سروس کا چیف پاکیشیا گیا ہو اوور" ——— سکسٹی الیون نے خیال پیش کیا اور اس بار شاگل کے چہرے پر اتنی سلوٹیں پڑ گئیں کہ چہرہ ہی مسخ ہو گیا۔

"اوہ سکسٹی الیون ——— تم واقعی بے حد ذہین ہو۔ تمہارا خیال ضرور درست ہو گا۔ اور اگر واقعی ایسی بات ہے تو اس کا مطلب ہے ہمیں ڈینجر لینڈ کے سلسلے میں عمران اور سیکرٹ سروس کے ممکنہ حملے کی پوری توقع کرنی چاہئے اوور" ——— شاگل نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"میں نے ایک خیال ظاہر کیا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ بات نہ ہو۔ بہرحال ہمیں اس سلسلے میں چوکنا رہنا چاہئے۔ ویسے میں نے اپنے ایجنٹ کو ہدایات دے دی ہیں کہ وہ مزید تفصیلات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اگر اس نے کوئی رپورٹ بھیجی تو میں آپ کو مطلع کر دوں گا اوور" سکسٹی الیون نے جواب دیا۔

"ضرور مطلع کرنا۔ ویسے ہمیں اس سلسلے میں فوری انتظامات کر لینے چاہئیں۔ اگر ایسی بات ہے تو اس بار کم از کم عمران اور اس کے ساتھیوں کی قبریں کافرستان میں ہی بننی چاہئیں اوور" ——— شاگل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"او کے سر ——— میں رپورٹ ملتے ہی آپ کو کال کر دوں گا اوور" ——— سکسٹی الیون نے جواب دیا۔

"او کے ——— اوور اینڈ آل" ——— شاگل نے کہا اور پھر ہاتھ

بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ وہ ڈینجر لینڈ کی اہمیت سے پوری طرح واقف تھا۔ اور اُسے احساس تھا کہ ڈینجر لینڈ میں بننے والے سولر میزائلوں کے اڈے کی ہر قیمت پر حفاظت ضروری ہے۔ کیونکہ اس اڈے کی مدد سے پاکیشیا کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جا سکتا تھا۔ گو ڈینجر لینڈ کی حفاظت کے۔ جی۔ بی خود کر رہی تھی۔ لیکن اس کے باوجود وزیر اعظم کافرستان نے خصوصی احکامات جاری کئے تھے کہ سیکرٹ سروس بھی ہر ممکنہ حد تک اس کی حفاظت میں حصہ لے۔ ظاہر ہے کے۔ جی۔ بی کے آدمی ڈینجر لینڈ کے جزیرے اور اس کے ارد گرد سمندر تک ہی موجود تھے جب کہ سیکرٹ سروس کے ایجنٹ پورے ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر عمران کے کانوں تک ڈینجر لینڈ میں بننے والے اڈے کی بھنک بھی پڑ گئی تو پھر وہ بھی ہر قیمت پر یہ چاہے گا کہ یہ اڈا تعمیر ہونے سے پہلے ہی تباہ ہو جائے۔ اور وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی سے اچھی طرح واقف تھا۔ اُسے ابھی تک راماننڈ پہاڑی پر نصب ہونے[1] والی لیبارٹری کی تباہی یاد تھی۔

"اس بار عمران کو کسی صورت بچ کر نہیں جانا چاہیئے"۔۔۔ شاگل نے مٹھیاں بھینچ کر میز پر مارتے ہوئے کہا۔ ایک لمحے کے لئے اُسے خیال آیا کہ کے۔ جی۔ بی کے مقامی چیف کو اس رپورٹ کے بارے میں اطلاع کر دے۔ لیکن پھر فوراً ہی اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ ایک تو یہ کہ رپورٹ پوری طرح واضح نہ تھی اور دوسری بات یہ کہ اس رپورٹ کے سرکاری طور پر سامنے آتے ہی حکومت کی طرف

[1] راماننڈ پہاڑی پر نصب لیبارٹری کی تباہی کے لئے "خاموش چیخیں" پڑھیئے۔

سے اس پر بے پناہ دباؤ پڑ سکتا تھا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ حکومت کو اس وقت اطلاع دی جائے جب عمران اور اس کے ساتھیوں پر قابو پا لیا جائے تاکہ ایک طرف حکومت سے کارکردگی کا لوہا منوایا جا سکے اور دوسری طرف کے۔ جی۔ بی پر بھی یہ ثابت کیا جا سکے کہ کافرستان سیکرٹ سروس کارکردگی میں کسی سے کم نہیں۔

یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر پر ایک اور فریکونسی سیٹ کی اور پھر بٹن آن کر دیا۔ پھر جیسے ہی ٹرانسمیٹر پر لگا ہوا سبز بلب جلا۔ اس نے ایک اور بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔۔۔ نمبر ٹو سپیکنگ اوور"۔۔۔ دوسرا بٹن دبتے ہی ایک کرخت مردانہ آواز ابھری۔ یہ سیکرٹ سروس کا سیکنڈ چیف تھا۔ اور سیکرٹ سروس کے ہر شعبے کو براہِ راست کنٹرول کرتا تھا۔

"شاگل سپیکنگ اوور"۔۔۔ شاگل نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس اوور"۔۔۔ نمبر ٹو کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"نمبر ٹو۔۔۔ اپنے تمام شعبوں کو الرٹ کر دو۔ اور اپنے آدمی پورے دارالحکومت میں پھیلا دو۔ سخت ترین نگرانی کا جال بچھا دو۔ ابھی ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیا کا علی عمران اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے ممبر ڈینجر لینڈ کو تباہ کرنے کے لئے ہمارے ملک میں داخل ہونے والے ہیں اس بار انہیں بچ کر نہیں جانا چاہیئے اوور"۔۔۔ شاگل نے کرخت لہجے میں نمبر ٹو کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔۔۔ واقعی اہم مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے آپ بے فکر رہیں۔

میں تمام شعبوں کو الرٹ کر دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کسی بھی انداز میں داخل ہوئے تو انہیں ٹریس کر لیا جائے گا اوور"۔۔۔ نمبر ٹو نے چونکتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور سنو۔۔۔ گزشتہ بار عمران کا ساتھی نائٹران سامنے آیا تھا جس کا بعد میں کوئی پتہ نہ چل سکا۔ تم ایسا کرو کہ ہر ممکن طریقے سے اُسے ٹریس کرو۔ مجھے یقین ہے کہ اگر عمران یہاں آیا تو یقیناً اس بار بھی وہ نائٹران کو ہی استعمال کرے گا اوور"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"بہتر باس۔۔۔ میں ایک بار پھر کوشش شروع کر دیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے اس بار ہم اُسے ٹریس کرنے میں کامیاب ہو جائیں اوور"۔۔۔ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"او۔کے۔۔۔ پوری طرح الرٹ رہنا۔ کسی بھی مشکوک آدمی کو نہ چھوڑنا اور مجھے روزانہ رپورٹ دیتے رہنا اوور"۔۔۔ شاگل نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔۔۔ میں دارالحکومت کے چپے چپے کی نگرانی کراؤں گا اوور"۔۔۔ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔ شاگل نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔ اُسے یقین تھا کہ اگر عمران یہاں آیا تو سیکرٹ سروس کے جال سے بچ کر نہ جا سکے گا۔

دانش منزل کے میٹنگ ہال میں تمام ممبران عمران سمیت موجود تھے۔ ایکسٹو کی طرف سے ہنگامی میٹنگ بلائی گئی تھی اس لئے وہ سب ہر ممکن تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تھے۔ عمران سب سے آخر میں آیا تھا۔

"عمران صاحب۔۔۔ جب آپ سیکرٹ سروس کے ممبر نہیں ہیں تو پھر میٹنگ میں کیوں شریک ہوتے ہیں"۔۔۔ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں تو یہاں جولیا کے باڈی گارڈ کی حیثیت سے آتا ہوں۔ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ اُس پردہ نشین اور تمہاری رقابت میں کہیں مس جولیا ہی حرام نہ ہو جائے وہ کیا محاورہ ہے "دو ملاؤں میں مرغی حرام"۔ عمران نے سوکھا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ"۔۔۔ جولیا اپنے متعلق ریمارکس سن کر عمران پر ہی الٹ پڑی۔

"یس میڈم ——— ویسے اگر آپ حرام ہونا چاہتی ہیں تو کم از کم کام کے مُلا تو ڈھونڈھیں۔ یہ بے چارے مُردے نہلانے والے مُلا تو جھٹکا کر دیں" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نکلو یہاں سے ابھی نکل جاؤ۔ میں ایک لمحہ بھی تمہیں برداشت نہیں کر سکتا" ——— اچانک تنویر نے جیب سے ریوالور نکال کر عمران پر تانتے ہوئے کہا اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بُری طرح بگڑ گیا تھا شاید جولیا کے سامنے اس قسم کا مذاق اس کی برداشت سے باہر تھا۔

"تنویر ہوش میں آؤ۔ یہ کیا حرکت ہے۔ ہم دانش منزل میں بیٹھے ہیں" ——— اچانک صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

"اس بے چارے کا کیا قصور صفدر ——— اس کی تو دانش منزل ہی ننہال ہے" ——— عمران نے بُری طرح چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے تنویر نے ٹریگر دبا دیا۔ مگر اُسی لمحے قریب بیٹھے صفدر نے تیزی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور گولی بجائے سیدھی جانے کے چھت پر جا لگی۔

"کیا کر رہے ہو۔ اگر مذاق برداشت کرنے کی ہمت نہ ہو تو آدمی خاموش بیٹھا رہے" ——— صفدر نے تلخ لہجے میں کہا اور انتہائی پھرتی سے ریوالور جھپٹ لیا۔

"تنویر ——— کیا تم اپنی چھچھوری حرکتوں سے باز نہیں آ سکتے" ——— جولیا نے بھی سخت لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر دانتوں سے ہونٹ کاٹتا ہوا خاموش ہو رہا۔ مگر اس کی آنکھوں سے چنگاریاں

سی نکل رہی تھیں۔

"ہیلو ممبران" ——— اچانک لاؤڈ سپیکر سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور سب لوگ چونکنے ہو کر بیٹھ گئے۔

"یس سر ——— ہم سب موجود ہیں" ——— جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

یہ ہنگامی میٹنگ ایک خاص مقصد کے لئے بلائی گئی ہے۔ ایک اہم اور نازک ترین مشن ہمارے سامنے ہے۔ ہمارے ہمسایہ ملک کی ہمارے ساتھ دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ جب سے ہمارا ملک وجود میں آیا ہے۔ ہمسایہ ملک کی ہر لمحہ یہی کوشش رہی ہے۔ کہ وہ ہمارے ملک کو صفحہ ہستی سے ہی نیست و نابود کر دے۔ اور اس کے لئے اس نے ہمیشہ ہر حربہ استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر ہمارے ملک کے جیالوں نے ہمیشہ اس کے ارادہ کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اب بھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہ ہمسایہ ملک کافرستان ہمارے ملک کو تباہ کرنے کے لئے ایک نئی سازش تیار کر رہا ہے۔ اور اس بار اس کی حمایت دنیا کی ایک بہت بڑی طاقت روسیاہ کر رہی ہے۔ اور یہ سازش اس قدر بھیانک ہے کہ اگر کافرستان اس سازش میں کامیاب ہو گیا۔ تو پھر ہمارا ملک ہم سب سمیت ہر لمحہ اس کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ جائے گا۔ وہ جب چاہے صرف ایک بٹن دبا کر ہمارے ملک کے آٹھ کروڑ عوام کو موت کی نیند سلا سکتا ہے۔ اور ہم بزدلوں کی طرح اس کے اشاروں پہ ناچنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ یہ پس منظر میں

اس لئے بتا رہا ہوں تاکہ اس مشن کی صحیح اہمیت کا آپ لوگوں کو احساس ہو سکے۔ اب یہ ذمہ داری ہم پر آ گئی ہے۔ کہ ہم اپنی جانیں قربان کر کے بھی اس بھیانک سازش کو ناکام بنا دیں یہ ہم سب کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اور میں نے اس چیلنج کو قبول کر لیا ہے" ـــــ ایکسٹو نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"سر ـــــ آپ بے فکر رہیں اور اعتماد رکھیں کہ ہم اپنے ملک کے عوام کا سر کبھی نیچا نہ ہونے دیں گے" ـــــ اچانک صفدر نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"مجھے یقین ہے۔ اور میں نے بھی آپ لوگوں کے بھروسے پر یہ چیلنج قبول کیا ہے۔ بہرحال میں اب اس مشن کی تفصیل آپ کو بتاتا ہوں۔ کافرستان کے مشرقی ساحل سے سات میل دور ایک غیر آباد جزیرہ ہے جہاں سانپوں اور اسی طرح کے دیگر حشرات الارض کی کثرت ہے۔ اس لئے اس جزیرے کو ڈینجر لینڈ کہا جاتا ہے۔ اور اب کافرستانی حکومت نے روسیاہی حکومت سے مل کر اسے ہمارے ملک کے لئے ڈینجر لینڈ بنانے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس جزیرے میں زیر زمین سولر میزائلوں کا ایک جدید ترین اڈہ انتہائی خفیہ طریقے سے قائم کیا جا رہا ہے۔ اتنا بڑا اڈہ کہ اس میں سے بیک وقت کئی سولر میزائل ٹارگٹس پر پھینکے جا سکتے ہیں۔ سولر میزائلوں کے بارے میں آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ اس وقت دنیا کا سب سے خطرناک ترین ہتھیار ہے۔ یہ اتنی بڑی تباہی لاتا ہے کہ انسانی ذہن اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اور اڈے کی تعمیر کے دوران اسی بات کا انکشاف ہوا ہے کہ ان تمام سولر میزائلوں کا ٹارگٹ پاکیشیا

ہوگا۔ اب آپ خود سوچ لیں اگر یہ اڈہ مکمل ہو گیا اور اس میں سولر میزائل نصب ہو گئے تو پھر پاکیشیا کی کافرستان کے سامنے کیا حیثیت رہ جائے گی۔ ابھی یہ اڈہ زیر تعمیر ہے۔ اور شاید جلد ہی مکمل بھی ہو جائے۔ اور یہ بات بھی آپ لوگ ذہن نشین کر لیں کہ یہ اڈہ حکومت روسیاہ تعمیر کر رہی ہے۔ اس لئے اس کی حفاظت بھی دنیا کی سب سے خطرناک روسیاہی تنظیم کے۔جی۔بی کر رہی ہے۔ اور کافرستانی سیکرٹ سروس تو ظاہر ہے ان کی پوری پوری امداد کر رہی ہو گی۔ غرضیکہ آپ کو بیک وقت دو تنظیموں سے نپٹنا پڑے گا۔ کے۔جی۔بی اور کافرستانی سیکرٹ سروس۔ اس لئے یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ دوسری بات یہ کہ ابھی اس اڈے کے متعلق اور اس سے متعلقہ حفاظتی انتظامات کے سلسلے میں کوئی تفصیلی اطلاع نہیں مل سکی۔ اس لئے فی الحال اس کے متعلق کوئی ٹھوس منصوبہ بندی نہیں کی جا سکتی۔ وہاں پہنچ کر حالات کو دیکھتے ہوئے جو بھی ہو سکے کرنا ہو گا" ـــــ ایکسٹو نے کہا۔

"سر ـــــ کیا آپ ہمارے ساتھ اس مشن پر چلیں گے" ـــــ جولیا نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــــ اس مشن کا انچارج عمران ہو گا اور تم سب کو اس کی قیادت میں کام کرنا ہو گا۔ اور میں خاص طور پر تنویر پر یہ بات واضح کر دوں کہ حب الوطنی کے مقابلے میں ہر قسم کا حسد اور دشمنی کو یک لخت ختم کر دینا چاہیئے۔ ہماری ذرا سی غفلت، لاپرواہی یا حکم عدولی کا نتیجہ پورے ملک اور ملک کے تمام عوام کو بھگتنا ہو گا۔ اور یہ بات کم از کم ہم سب کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اس لئے میں تنویر کو خاص طور پر تنبیہہ کرتا ہوں۔ کہ

اس لمحے کے بعد وہ عمران کے ساتھ اپنا رویہ یکسر تبدیل کر دے۔ میں آپ لوگوں کے ہر اقدام سے ہر لمحہ باخبر رہوں گا۔ چنانچہ تم لوگوں میں سے کسی کی ذرا برابر بھی غفلت یا حکم عدولی اُسے دوسرا سانس لینے کا موقع نہ دے گی" ـــــ ایکسٹو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"سر ـــــ آپ بے فکر رہیں ملکی مفاد کے مقابلے میں کسی چیز کی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ ملک کی خاطر تو میں عمران کے پیر دھو کر پینا بھی فخر سمجھوں گا" ـــــ تنویر نے کھڑے ہو کر کہا اور اس کے لہجے میں مکمل خلوص نمایاں تھا۔

"ویری گڈ ـــــ مجھے آپ لوگوں سے اس بات کی توقع تھی۔ بہرحال تم لوگ عمران کے ساتھ مل کر اپنا لائحہ عمل طے کر لو۔ وش یو گڈ لک" ـــــ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔

"شکریہ تنویر ـــــ تمہارا یہ جذبہ واقعی قابل قدر ہے۔ بس تم جولیا سے ذرا دور رہنا باقی سب خیریت ہے" ـــــ عمران نے ٹرانسمیٹر خاموش ہوتے ہی بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور تنویر سمیت سب لوگ بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب ـــــ آپ کے ذہن میں کیا پروگرام ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے موضوع بدلنے کی خاطر عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کوئی پروگرام نہیں ہے۔ فی الحال بس اتنا سا کام ہے کہ ہم سب خفیہ طور پر کافرستان پہنچ جائیں۔ اس کے بعد وہاں جا کر پروگرام بنائیں گے۔ چنانچہ اس سلسلے میں مجھے یقین ہے کہ ہر ممکن خطرے سے بچنے کے لئے کافرستانی سیکرٹ سروس نے مکمل جال بچھایا ہوا ہو گا۔ چنانچہ آپ

سب نے اپنے اپنے طور پر یہ پروگرام بنانا ہے کہ آپ کس طرح وہاں پہنچیں۔ ہر ممبر علیحدہ علیحدہ جائے گا۔ کسی کا رابطہ دوسرے سے نہیں ہو گا تاکہ اگر ہم میں سے کوئی پکڑا جائے تو وہ دوسروں کے متعلق نشاندہی نہ کر سکے۔ وہاں پہنچ کر کسی قسم کا ٹرانسمیٹر استعمال نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ایک نمبر ذہن میں رکھ لیں یہ نمبر کافرستان میں ہماری سیکرٹ سروس کے فارن شعبہ کا خفیہ نمبر ہے۔ آپ لوگوں نے وہاں پہنچ کر اس نمبر پر تھرٹی فور ڈ پر اپنے متعلق اطلاع دینی ہے۔ اور وہاں سے آپ کو جو ہدایت ملے آپ نے اس پر عمل کرنا ہے۔ آپ اس نمبر پر رنگ صرف پبلک بوتھ سے کریں گے۔ اگر کوئی ممبر پھنس جائے تو پھر وہ اپنے طور پر وہاں سے نکلنے کی کوشش کرے اور جب تک اُسے یقین نہ ہو جائے کہ وہ پوری طرح گرفت سے نکل آیا ہے۔ ٹیلی فون کرنے کی کوشش نہ کرے" ـــــ عمران نے بڑی سنجیدگی سے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم سمجھ گئے۔ ویسے اگر ہم آپس میں کوئی ایسا پروگرام بنا لیں کہ جس سے ہم بغیر مشکوک ہوئے کافرستان پہنچ جائیں تو آپ کو اعتراض تو نہیں ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ اگر کوئی ایسا پروگرام ہو جس سے آپ محفوظ طریقے سے پہنچ سکیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جس قدر ممکن ہو سکے ہماری وہاں جانے کی خبر سیکرٹ سروس کو نہ ہو۔ تاکہ ہم اطمینان سے مشن پر کام کر سکیں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔ اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کیونکہ مشن کی اہمیت

کا انہیں پوری طرح احساس تھا۔

"اچھا —— اب میں چلتا ہوں۔ آپ لوگوں کو میں تین دن دیتا ہوں تیسرے دن آپ سب کو کافرستان میں موجود ہونا چاہیئے۔ خدا حافظ" عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے میٹنگ ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ایک چھوٹے سے کمرے میں میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر سرخ و سفید رنگ کا خاصا لحیم شحیم آدمی بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ درشتگی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کی تمام عمر انسانوں کے خون سے ہولی کھیلتے ہوئے گزری ہو۔ سر کے بال قدرے گھنگھریالے لیکن اندھیری رات کی طرح سیاہ تھے جب کہ اس کی بڑی بڑی برف کی طرح سفید مونچھیں تھیں۔ اور کالے بالوں اور سفید مونچھوں نے مل کر اس کی شخصیت کو بے حد پراسرار سا بنا دیا تھا۔ چہرے کے دائیں طرف زخم کا ایک طویل نشان آنکھ کے نیچے

سے لے کر گردن تک چلا گیا تھا۔ اور زخم کے ارد گرد لگے ہوئے ٹانکوں کے نشانات سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اس کے چہرے پر بڑی سی چھپکلی چمٹی ہوئی ہو۔ یہ کے۔ جی۔ بی کا مقامی سربراہ کرنل ہلگارڈ تھا کے۔ جی۔ بی کا خوف ناک انسان جسے عرف عام میں کوبرا کہا جاتا تھا۔ وہ ڈینجر لینڈ میں تعمیر ہونے والے اڈے کے حفاظتی نظام کا انچارج تھا۔ اور اُسے اس کام کی اہمیت کے پیش نظر خصوصی طور پر تعینات کیا گیا تھا۔ اس نے یہاں آتے ہی اڈے کے گرد ایسا حفاظتی جال بچھایا تھا کہ اب ایک مکھی بھی اس کی اجازت کے بغیر ڈینجر لینڈ کے اوپر پرواز نہ کر سکتی تھی۔

میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی اچانک زور سے بج اٹھی تو کرنل ہلگارڈ نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر رسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

"کوبرا اسپیکنگ" —— کرنل ہلگارڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

"زاروف سپیکنگ باس —— مقامی سیکرٹ سروس کے آفس سے ہمارے آدمی نے رپورٹ دی ہے کہ سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو اس کے فارن شعبے نے اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس ڈینجر لینڈ کی تباہی کے لئے روانہ ہو چکی ہے۔ ان کے ہمراہ وہاں کا مشہور جاسوس علی عمران بھی ہے" —— زاروف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"علی عمران —— اوہ یہ تو بہت بری خبر ہے۔ یہ شخص ہمارے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ میں اس کی تمام بڑی

جانتا ہوں "۔۔۔۔۔ کرنل ہلگارڈ کے لہجے میں ہلکی سی تشویش تھی۔

"یس باس ۔۔۔۔ علی عمران ۔۔۔ وہ بظاہر ایک احمق اور بے ضرر سا آدمی ہے مگر درحقیقت وہ سانپ سے زیادہ خطرناک اور چیتے سے زیادہ سفاک ہے "۔۔۔۔ زاروف نے جواب دیا۔

"پھر شاگل نے کیا اقدام کیا ہے "۔۔۔۔ کرنل ہلگارڈ نے کچھ دیر سوچنے کے بعد پوچھا۔

"شاگل نے اپنے آدمیوں کو چوکنا رہنے کا حکم دے دیا ہے۔ وہ آنے والوں کو خود گرفتار کر کے تمام کریڈٹ حاصل کرنا چاہتا ہے "۔۔۔ زاروف نے کہا۔

"باقیوں کے متعلق تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا البتہ علی عمران اس کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس کے لئے ہمیں خود ہی کام کرنا پڑے گا "۔۔۔ شاگل نے جواب دیا۔

"لیکن ہم انہیں ٹریس کیسے کریں گے نجانے وہ کس میک اپ میں اور کس انداز میں یہاں آئیں "۔۔۔۔ زاروف نے کہا۔

" تمہاری بات اپنی جگہ درست ہے لیکن اس کے باوجود ہم کوئی رسک نہیں لے سکتے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے آدمیوں کو ایئر پورٹ اور شہر کے بڑے بڑے ہوٹلوں میں پھیلا دو۔ شاگل اور اس کے آدمیوں کا ٹکراؤ تو اکثر ان لوگوں سے ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ٹریس کرنے کا تعلق ہے وہ لوگ یقیناً انہیں ٹریس کر لیں گے۔ لیکن اس کے بعد ان پر قابو پانا بہت مشکل ہے۔ اس لئے ہمیں صرف اتنا کرنا ہو گا کہ شاگل کے آدمیوں کی نگرانی کریں اور جب وہ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیں

پھر ہم میدان میں کود پڑیں "۔۔۔۔ کرنل ہلگارڈ نے منصوبہ بندی کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔۔۔ ایسا ہی ہو گا "۔۔۔۔ زاروف نے جواب دیا۔

"اور سنو ۔۔۔ حتی الوسع کوشش کرنا کہ علی عمران زندہ گرفتار ہو جائے۔ کیونکہ میں اُسے خود اپنے ہاتھوں سے مارنا چاہتا ہوں۔ یہ میری دیرینہ حسرت ہے "۔۔۔ کرنل ہلگارڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔۔۔ اس بار آپ کی دیرینہ حسرت ضرور پوری ہو گی "۔۔۔ زاروف نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"او۔ کے "۔۔۔ کرنل ہلگارڈ نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ کیونکہ اب تک اڈے کی تعمیر بڑے اطمینان سے ہو رہی تھی۔ کچھ دن پہلے انہوں نے شوگر لینڈ کے چند جاسوس پکڑے تھے لیکن وہ اطلاعات بھیجنے سے پہلے ہی مار ڈالے گئے تھے۔ لیکن اب وہ ملک سامنے آ رہا تھا جس کے خلاف یہ اڈا تعمیر ہو رہا تھا۔ اور کرنل ہلگارڈ جانتا تھا کہ ایسے لوگ اپنی جانوں تک کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

اس نے ایک اور ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا۔ اور پھر تیزی سے اس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس مارتھا سپیکنگ "۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کوبرا سپیکنگ "۔۔۔ کرنل ہلگارڈ نے اپنا مخصوص نام دہراتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ مارتھا کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہوگیا۔

"مارتھا ـــــ کچھ خطرناک جاسوسوں کی آمد کی اطلاع ملی ہے۔ وہ ڈینجر لینڈ کو تباہ کرنے کا مشن لے کر آرہے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہمارا حفاظتی نظام بے حد سخت ہونا چاہیئے۔ ہر لحاظ سے مکمل" ـــــ کرنل ہلگارڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس ـــــ میں سیکورٹی کے تمام افراد کو چوکنا کر دیتی ہوں" مارتھا نے جواب دیا۔

"نہ صرف چوکنا کر دو بلکہ انہیں میری طرف سے یہ حکم پہنچا دو کہ ذرا سی غفلت بھی ہم سب کے لئے موت کا باعث بن جائے گی" ـــــ کرنل ہلگارڈ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس" ـــــ مارتھا نے جواب دیا۔ اور کرنل ہلگارڈ نے رسیور رکھ دیا۔ اب وہ قدرے مطمئن تھا کہ اگر علی عمران یا اس کے ساتھی اس اڈے کے قریب بھی پھٹکے تو انہیں آسانی سے ٹریپ کر لیا جائے گا۔

عمران بڑے اطمینان سے طیارے کی سیٹ پر بیٹھا ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا۔ یہ طیارہ ابھی ابھی ولیسٹرن جیوش لینڈ کے بین الاقوامی اڈے سے اڑا تھا اور اس کی منزل کافرستان تھی عمران گذشتہ روز ہی پاکیشیا سے ولیسٹرن جیوش لینڈ آگیا تھا۔ اور پھر اس نے یہاں سیکرٹ سروس کے فارن شعبے کی مدد سے نہ صرف پاسپورٹ اور ویزا حاصل کر لیا تھا۔ بلکہ وہ ایک سرکاری انجینئر کے روپ میں کافرستان سرکاری مشن پر جا رہا تھا۔ کافرستان کی حکومت نے گذشتہ دنوں ہی ولیسٹرن جیوش لینڈ سے آئل ریفائنری کی تنصیب کا ایک معاہدہ کیا تھا۔ اور اس سلسلے میں ایک انجینئر کو دعوت دی تھی کہ وہ کافرستان آکر آئل ریفائنری کے لئے مناسب جگہ تلاش کر کے نہ صرف اپنی حکومت کو رپورٹ کرے بلکہ کافرستانی حکومت کو بھی اس سلسلے میں مطمئن کرے۔ ولیسٹرن جیوش لینڈ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن شعبے کے انچارج کو اچانک ہی اس مشن کی اطلاع ملی تھی اور پھر اس نے اس انجینئر کو اغوا

کرلیا۔ اور اُسی کے پاسپورٹ، ویزے اور میک اپ میں۔ عمران اب
کافرستان جارہا تھا۔ اس کے پاس تمام کاغذات اصل تھے۔ صرف عمران
نے اتنا کیا تھا کہ اس کا میک اپ کر لیا تھا۔ چنانچہ اُسے پوری طرح اطمینان
تھا کہ وہ اس میک اپ میں شاگل اور کے۔ جی۔ بی کو ڈاج دینے میں
کامیاب ہو جائے گا۔

اور پھر چار گھنٹوں کی مسلسل اڑان کے بعد طیارہ کافرستان کے
ہوائی اڈے پر اتر گیا اور عمران ہاتھ میں بیگ اٹھائے سیدھا کلیرنس
سائیڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر موجود گہرا اطمینان اور چال
میں خود اعتمادی بتا رہی تھی کہ وہ ویسٹرن جیوش لینڈ کی طرف سے کافرستانی
حکومت پر بہت بڑا احسان کرنے آرہا ہے۔

کلیرنس شعبے پر جب اس نے اپنا بیگ اور کاغذات چیکنگ آفیسر کے
سامنے رکھے تو وہ چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے تحیر کے
آثار نمایاں ہوئے مگر وہ جلد ہی نارمل ہو گیا۔ اس نے جلدی سے عمران کے
بیگ پر کلیرنس کا مخصوص نشان لگایا اور پاسپورٹ اور دیگر کاغذات
پر کلیرنس کی مہریں لگاتے ہوئے کہا۔

"سر ـــــ آپ ہمارے معزز مہمان ہیں۔ آپ کی خدمت تو ہم پر
فرض ہے" ـــــ چیکنگ آفیسر کا لہجہ بے حد خوشامدانہ تھا۔

"مگر تم میرے کاغذات دیکھ کر تو اس طرح چونکے تھے جیسے انسان کی
بجائے کسی بھوت کے کاغذات تمہارے سامنے رکھ دیئے گئے ہوں" ـــــ
عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہہ ہی دیا۔

"اوہ سر ـــــ میرا چونکنا قدرتی تھا۔ کیونکہ آپ کی آمد کی اطلاع ہمیں

مل چکی تھی لیکن اس پر کل کی تاریخ تھی۔ یعنی آپ نے آج کی بجائے کل پہنچنا
تھا" ـــــ چیکنگ آفیسر نے اُسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں آنا تو کل ہی تھا لیکن میں وہاں کام سے جلد ہی فارغ ہو گیا تو میں
نے سوچا کہ مزید وقت ضائع کرنا ٹھیک نہیں ہے" ـــــ عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا اور چیکنگ آفیسر بھی اثبات میں سر ہلانے
لگا۔ اس کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے وہ عمران کی فرض شناسی
سے بے حد متاثر ہوا ہو۔ عمران نے کاغذات اٹھا کر واپس کوٹ کی
جیب میں رکھے اور پھر بیگ اٹھا کر باہر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے
ذہن میں چیکنگ آفیسر کے چونکنے کی ہلکی سی خلش موجود تھی۔ لیکن اس کے
باوجود وہ مطمئن تھا کہ اتنی آسانی سے وہ ٹریس نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ عمران
جانتا تھا کہ کافرستانی حکومت بغیر مکمل تحقیقات کئے معاہدے کی تنسیخ
کا رسک نہ لے گی اور اُسے اس بارے میں پوری طرح تسلی تھی کہ جب
کافرستانی حکومت ویسٹرن جیوش لینڈ سے اس کے بارے میں بات چیت
کرے گی تو اُسے جواب یہی ملے گا کہ ہمارا ہی انجینئر ہے۔ ایئرپورٹ کی
عمارت سے باہر نکل کر وہ سیدھا ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد اس کی ٹیکسی فائیو سٹار ہوٹل کی طرف اڑی چلی جا
رہی تھی۔ کیونکہ اسی ہوٹل میں اس کا کمرہ حکومت کی طرف سے بک
کرایا گیا تھا۔ عمران ٹیکسی کی پچھلی نشست پر بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا
تھا۔ لیکن اس کی تیز نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں کیونکہ اس نے ایئرپورٹ
سے ہی ایک سرخ رنگ کی کار کو اپنے تعاقب میں آتے دیکھ لیا تھا۔
لیکن وہ اپنی جگہ مطمئن تھا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ ڈینجر لینڈ کی وجہ سے

شاگل نے مشکوک افراد کی چیکنگ کے وسیع انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ اور ظاہر ہے یہ بھی اُسی انداز کی رسمی کارروائی ہوگی۔

تھوڑی دیر بعد اس کی ٹیکسی فائیو سٹار ہوٹل کی عظیم الشان عمارت کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔ اور جب ٹیکسی مین گیٹ کے سامنے رکی۔ تو ایک باوردی بیرے نے بڑے مؤدبانہ انداز میں آگے بڑھ کر ٹیکسی کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور عمران بیگ اٹھائے باہر آ گیا۔ بیرے نے بیگ اُس کے ہاتھ سے لے لیا اور عمران نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی گود میں پھینکا اور پھر بغیر بقایا لئے وہ تیزی سے مڑا اور مین گیٹ کے اندر داخل ہوتا چلا گیا۔ بیرا بیگ اٹھائے اس کے پیچھے تھا۔ مین گیٹ کے پاس ہی ایک وسیع و عریض کاؤنٹر تھا جس پر دو خوب صورت لڑکیاں لبوں پہ شوخ مسکراہٹیں سجائے کھڑی تھیں۔

"خوش آمدید سر" ——— ایک لڑکی نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے بھی جواب میں سر ہلایا اور پھر جیب سے اپنے کاغذات نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیئے۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

لڑکی پاسپورٹ اور دیگر کاغذات دیکھتے ہی ایک لمحے کیلئے چونکی اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے کاؤنٹر کے نیچے سے ایک رجسٹر نکالا اور تیزی سے پاسپورٹ کے اندراجات اس پر کرنے لگی۔ پھر اس نے رجسٹر عمران کی طرف گھماتے ہوئے کہا۔

"یہاں دستخط فرما دیجئے" ——— لڑکی نے قریب کھڑے ایک باوردی بیرے کو بلا کر بورڈ سے ایک چابی اٹھا کر اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"جناب کو آٹھویں منزل کے کمرہ نمبر بائیس میں پہنچا دو" ———

"یس سر ——— تشریف لائیے" ——— بیرے نے بیگ اٹھا کر لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور عمران بیرے کے پیچھے چلتا ہوا لفٹ کے ذریعے چند ہی لمحوں میں کمرہ نمبر بائیس پر پہنچ گیا اس نے بیرے کو ٹپ دی اور بیرے کے جانے کے بعد دروازہ بند کر کے وہ آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ذہن میں عجیب سی خلش تھی۔ ایئرپورٹ پر چیکنگ آفیسر جس انداز میں چونکا تھا۔ اس کی خلش ابھی باقی تھی کہ اب ہوٹل کی استقبالیہ لڑکی بھی اس کے کاغذات دیکھ کر چونک پڑی تھی۔ اور عمران نے دیکھا تھا کہ اس نے رجسٹر میں نئی انٹری کی تھی۔ جب کہ اُسے سرکاری طور پر بھی اطلاع ملی تھی کہ فائیو سٹار ہوٹل میں سرکاری طور پر اس کے لئے کمرہ بک کرا دیا گیا ہے۔

بہر حال اب جو ہوتا دیکھا جاتا۔ ویسے اُسے اطمینان تھا کہ اتنی آسانی سے اس پر ہاتھ نہ ڈالا جا سکے گا۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ اس کا میک اپ چیک کیا جائے۔ اس بارے میں اُسے ذرا سا بھی خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ اس نے سپیشل میک اپ کیا ہوا تھا۔

کافی دیر تک آرام کرسی پر بیٹھنے کے بعد وہ اٹھا اور اس نے ٹیلی فون اٹھا کر روم سروس والوں کو شراب بھیجنے کا آرڈر دیا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ وہ انجینئر شراب پینے کا بے حد عادی تھا۔ اور وہ کوئی گنجائش نہ رکھنا چاہتا تھا۔ اب یہ بات دوسری تھی کہ شراب اس کے حلق میں اترنے کی بجائے کسی گملے کی نذر ہو جاتی۔

شراب کا آرڈر دینے کے بعد وہ غسل خانے میں گھس گیا۔ اور جب نہا دھو کر باہر نکلا تو میز پر شراب کی بوتل اور گلاس موجود تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ بیٹھ کر شراب گلاس میں انڈیلنے کی ریہرسل کرتا۔ دروازے پر ایک زوردار قسم کی دستک ہوئی۔

"کم ان" ——— عمران نے شراب کی بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چار افراد ہاتھوں میں ریوالور پکڑے اندر داخل ہوئے۔ عمران ان میں سب سے آگے والے کو دیکھ کر دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ کیونکہ وہ مقامی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل تھا۔ وہ شاگل جو اس کی بوٹیاں نوچنے کے لئے ہر وقت تڑپتا رہتا تھا۔

"اوہ ——— فرمایئے آپ کون ہیں" ——— عمران نے لہجے کو حیرت زدہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"آپ برائے مہربانی ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جایئے" ——— شاگل نے اپنے کرخت لہجے کو حتی الوسع نرم کرتے ہوئے کہا۔

"مگر کیوں ——— کیا یہاں دن دہاڑے ڈاکے ڈالے جاتے ہیں"

عمران نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ ہمارے معزز مہمان ہیں اس لئے میں آپ سے نرم سلوک روا رکھ رہا ہوں ورنہ میں آپ کو پہلے جوتے مارتا پھر آپ سے بات کرتا۔

"ہمارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے" ——— شاگل نے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— بڑی اچھی کارکردگی ہے۔ یہاں کی سیکرٹ سروس کی

بہرحال فرمایئے مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے۔ میں تو ابھی ولیسٹرن جیوش لینڈ سے یہاں پہنچا ہوں" ——— عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں معلوم ہے۔ آپ ذرا دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جایئے" ——— شاگل نے طنزیہ لہجے میں کہا اور عمران بڑے اطمینان سے دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔

"شامو ——— کمرے کی تلاشی لو" ——— شاگل نے اپنے ایک ساتھی سے کہا اور اس شخص نے بڑے ماہرانہ انداز میں عمران کے بیگ اور دوسرے سامان کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ عمران بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس کے پاس کوئی مشکوک چیز نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اس نے ریوالور تک اپنے پاس نہ رکھا تھا۔

"آخر آپ لوگ کیا چاہتے ہیں کچھ مجھے بھی معلوم ہو" ——— عمران نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ خاموش کھڑے رہیں اگر ضرورت پڑی تو آپ کو سب کچھ بتا دیا جائے گا" ——— شاگل نے اُسی لہجے میں کہا اور پھر جب شامو نے کمرے کی تلاشی لینے کے بعد عمران کے کپڑوں اور جیبوں کی تلاشی لی۔ لیکن سوائے ان کاغذات کے جو وہ پہلے ہی ائیرپورٹ اور ہوٹل میں دکھا چکا تھا۔ اور کچھ نہ تھا۔

"کچھ نہیں ہے صاحب" ——— شامو نے آخر کار ہاتھ جھاڑتے ہوئے اعلان کر دیا۔

"ٹھیک ہے تشریف رکھیئے" ——— شاگل نے اس بار قدرے نرم

لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران سر جھٹکتا ہوا کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

"تم لوگوں کو اس کے لئے بہت کچھ بھگتنا پڑے گا"۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔

"پہلے ہم اپنی تسلی کر لیں پھر ہم معذرت کر لیں گے"۔۔۔۔ شاگل نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے عمران کے پیچھے کھڑے ہوئے دونوں آدمیوں کو اشارہ کیا تو ان میں سے ایک نے جیب سے امونیا کی بوتل نکال لی۔ جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں تولیہ تھا۔

"ہم آپ کا میک اپ چیک کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ شاگل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس وقت تم جو چاہو کر لو لیکن بعد میں تم اسے پچھتاؤ گے کہ یہ لمحات تمہارے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ میں ابھی اپنی حکومت سے اس توہین کے سلسلے میں بات کرتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے تلخ اور بیزار سے لہجے میں کہا اور پھر شاگل کے اشارے پر اس کے ساتھیوں نے امونیا سے اس کا منہ دھویا اور پھر اس کے چہرے کو زور زور سے رگڑنا شروع کر دیا مگر عمران جانتا تھا کہ ان کی یہ کارروائی فضول ثابت ہو گی کیونکہ سپیشل میک اپ امونیا سے نہیں دھل سکتا تھا۔ اور وہی ہوا عمران کے چہرے میں ذرا سا بھی فرق نہ پڑا۔ تو شاگل کے چہرے پر شدید مایوسی کے آثار ابھر آئے۔

"مسٹر ریگان ۔۔۔ اب آپ میرے چند سوالوں کے جواب دیجئے"۔ شاگل نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"فرمایئے جناب ۔۔۔ سوال بھی پوچھ لیجئے"۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں شدید بیزاری تھی۔

"آپ کی حکومت نے کل رات کو آپ کے دورے کی منسوخی کی اطلاع دی تھی پھر آپ یہاں کیسے پہنچ گئے"۔۔۔۔ شاگل نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے پوچھا۔

"میری حکومت نے دورے کی منسوخی کی اطلاع دی تھی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ایسا ناممکن ہے"۔۔۔۔ عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اور اب اس کی سمجھ میں ایئرپورٹ پر کسٹم آفیسر اور ہوٹل کی استقبالیہ لڑکی کے چونکنے کی بات سمجھ میں آئی تھی۔

"یہ درست ہے کہ سرکاری طور پر کل رات یہ اطلاع دی گئی تھی کہ آپ کا دورہ چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر منسوخ کر دیا گیا ہے۔ لیکن صبح جب یہ اطلاع ملی کہ آپ اچانک آگئے ہیں تو ہمیں بے حد حیرت ہوئی۔ اور چونکہ آج کل ہمارے ملک کے حالات بے حد نازک ہیں اس لئے ہم نے یہ ضروری سمجھا کہ آپ کی مکمل چیکنگ کی جائے"۔۔۔۔ شاگل نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ کی کارروائی واقعی درست ہے لیکن آپ کو جو اطلاع ملی ہے وہ قطعاً غلط ہے میرا دورہ منسوخ نہیں ہوا۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں آپ کے سامنے ہوں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ فی الحال شکوک سے بالاتر ہیں لیکن ہم نے سرکاری در پر آپ کی حکومت سے وضاحت طلب کی ہے۔ شام تک یہ وضاحت

آجائے گی تو معاملہ بالکل صاف ہو جائے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ
شام تک اس ہوٹل سے باہر نہ جائیں"۔۔۔ شاگل نے کہا اور پھر وہ
تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے
پیچھے چلے گئے۔ اور جب دروازہ بند ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس
لی۔ وہ شاگل کے ہاتھوں بال بال بچا تھا۔ شاگل بے وقوف تھا کہ وضاحت
سے پہلے ہی چیکنگ کے لئے آ گیا۔ اگر وہ شام تک انتظار کر لیتا تو پھر
عمران کے لئے بے حد مشکل بن جاتی کیونکہ پھر شاگل کے ہاتھوں سے بچ نکلنا
ناممکن ہو جاتا۔ اب بھی عمران کو یقین تھا کہ شام تک نہ صرف اس کے
کمرے کی مکمل نگرانی کی جائے گی بلکہ پورے ہوٹل کو گھیرے میں لے لیا جائے
گا۔ لیکن اب یہاں سے نکلنا ضروری ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اگر دورہ کسی
وجہ سے سرکاری طور پر منسوخ کر دیا گیا ہے تو اس سلسلے میں رپورٹ ضرور
بھیج دی جائے گی اور پھر شاگل کسی وحشی درندے کی طرح اس پر چڑھ
دوڑے گا۔ لیکن اب مسئلہ تھا فوری طور پر یہاں سے نکلنے کا۔ اور عمران
وقت نہ ضائع کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ دروازہ بند ہوتے ہی وہ تیزی سے
اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن اس کی عین توقع کے مطابق دروازہ
باہر سے بند تھا۔ اس کے بعد وہ کمرے کی اکلوتی کھڑکی کی طرف بڑھا اور
کھڑکی کے شیشے کے اندر سے اس نے جب جھانکا تو اسے سامنے لان
میں پانچ افراد اس کھڑکی کی طرف متوجہ نظر آئے۔ ان کی جیبوں کے
مخصوص ابھار بتا رہے تھے کہ وہ اس میدان کے کھلاڑی ہیں۔

"ہوں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے شاگل نے بڑے سخت انتظامات
رکھے ہیں"۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دوبارہ کر

پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ہوٹل کی روم سروس کو کھانا لانے کا حکم دیا۔

"بہتر جناب ۔۔۔ ابھی کھانا پہنچا دیا جاتا ہے"۔۔۔ دوسری طرف
سے منیجر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ اور عمران جانتا تھا کہ کھانا لے کر آنے
لے بیرے کے روپ میں سیکرٹ سروس کا کوئی رکن ہو گا۔ لیکن وہ
مطمئن تھا کہ اسے آسانی سے سنبھال لے گا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے دروازے پر دستک کی آواز
سنی۔

"کم ان"۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ
کھلا اور ایک سمارٹ سا بیرا ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ دروازہ
کھلنے پر عمران کو برآمدے میں ایک اور آدمی کی بھی جھلک نظر آئی۔ وہ
دروازہ کھلتے ہی تیزی سے سائیڈ میں ہو گیا تھا۔

"میز پر برتن لگا دو"۔۔۔ عمران نے بیرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"۔۔۔ بیرے نے جواب دیا اور بڑی تیزی سے برتن
میز پر سجانے شروع کر دیئے اور عمران اٹھ کر غسل خانے کی طرف بڑھ گیا۔
غسل خانے کا دروازہ کمرے کے دروازے سے ملحق تھا۔ عمران جب
غسل خانے کے دروازے پر پہنچا تو بیرے نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر
دیکھا مگر جب اس نے عمران کو غسل خانے کا دروازہ کھولتے دیکھا تو
وہ اطمینان سے مڑ کر دوبارہ برتن رکھنے میں مصروف ہو گیا۔ اور اس
کے مڑتے ہی عمران نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ بڑھایا اور پھر ایک
جھٹکے سے کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ اسے یقین تھا کہ دوسرا آدمی
دروازے کے ساتھ لگا اندر کی طرف کان لگائے کھڑا ہو گا۔ چنانچہ

وہی ہوا جیسے ہی اس نے جھٹکے سے دروازہ کھولا دروازے سے کان لگائے
کھڑا آدمی ایک جھٹکے سے اندر کی طرف جھولا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ
سنبھلتا عمران نے اُسے گردن سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا اور وہ
کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا برتن رکھ کر مڑتے ہوئے بیرے کے
اوپر جا گرا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر میز پر جا گرے
جس پر ابھی کھانے کے برتن رکھے ہوئے تھے۔ اور کراکری ٹوٹنے کے
ساتھ ساتھ ان دونوں کی کراہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ بیرے کا سر
سالن کے ڈھکنے میں جا لگا تھا۔ اور گرم سالن اس کے تمام چہرے پر
پھیل گیا تھا۔ اور وہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھے چیخ رہا تھا جب کہ دوسرا
آدمی نیچے گرتے ہی تیزی سے سنبھلا اور اس نے جیب سے ریوالور
نکالنے کی کوشش کی مگر عمران اُسے اتنا موقع بھلا کہاں دے سکتا
تھا۔ اس کی لات بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور بوٹ کی نوک اٹھتے
ہوئے آدمی کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑی اور وہ چیخ مار کر بستر پر
جا گرا۔ وہ بُری طرح تڑپ رہا تھا۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ ساکت
ہو گیا۔ عمران نے دوسرے آدمی کو بھرپور لات مارتے ہی اچھل کر
بیرے کی گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑی بیرے نے تڑپ کر دونوں
ٹانگیں سمیٹیں وہ شاید عمران کو دونوں پیروں کی مدد سے اچھال دینا چاہتا
تھا لیکن عمران نے فوراً ہی گھٹنا موڑ کر اس کے پیٹ پر رکھ دیا اور اس
کا یہ داؤ بیکار چلا گیا۔ اُسی لمحے عمران نے دونوں ہاتھوں کو مخصوص
انداز میں جھٹکا دیا تو ہلکی سی چیخ کی آواز سنائی دی اور بیرے کا جسم
یکلخت سیدھا ہوتا چلا گیا۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔

عمران اس کے ختم ہوتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس نے جھپٹ
کر سب سے پہلے دروازے کی اندر سے چٹخنی چڑھائی اور پھر اس نے
کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا ہوا ایک سگریٹ کیس باہر نکالا سگریٹ
کیس غیر ملکی سگریٹوں سے بھرا ہوا تھا لیکن دراصل یہ سگریٹ نہ تھے بلکہ مختلف
محلولوں سے بھرے ہوئے کیپسول تھے۔ ان میں میک اپ کا تمام سامان
آگیا تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے غسل خانے میں گھس کر بیرے کا
میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ بیرہ اس کی ہی قدوقامت کا تھا۔
اس لئے عمران نے میک اپ کے لئے اُسے ہی منتخب کیا تھا۔ اس کے ہاتھ
انتہائی تیزی سے چل رہے تھے اور پھر چند منٹوں میں اس نے اپنے چہرے
اور بالوں کو وہی روپ دے دیا تھا جو بیرے کا تھا۔ سگریٹ کیس دوبارہ
جیب میں رکھنے کے بعد وہ تیزی سے کمرے میں آیا اور اس نے بیرے
کی مخصوص وردی اتار کر پہن لی۔ یہ ایک سفید پینٹ اور لمبا سا سفید
کوٹ تھا جس پر ہوٹل کا مخصوص مونوگرام بنا ہوا تھا۔ اور اس لمحے عمران
کے چہرے پر یہ دیکھ کر مسکراہٹ ابھر آئی کہ بیرے نے اپنے لباس کے
اوپر ہی بیروں والی وردی چڑھائی تھی۔ ظاہر ہے ہنگامی طور پر اُسے
بیرے کے لباس میں بھیجا گیا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے سفید پینٹ پہن کر سفید کوٹ اوپر چڑھایا
اور پھر ٹرالی کو دھکیلتا ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے
آہستہ سے دروازہ کی چٹخنی کھولی اور ٹرالی لے کر کمرے سے باہر آگیا۔
دروازے کو اس نے باہر سے لاک کیا اور پھر ٹرالی کو اس سیڑھی کی طرف
دھکیلتا چلا گیا جو اس مقصد کے لئے خاص طور پر بنائی گئی تھی۔ اور پھر

دوسری منزل پہ پہنچتے ہی وہاں موجود ایک بیرہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ٹرالی اس سے سنبھال لی۔ اور عمران تیزی سے قریبی لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ ہال میں پہنچ چکا تھا۔

"کوئی مشکوک بات تو نہیں دیکھی"۔۔۔۔ اس کے لفٹ سے باہر آتے ہی ایک آدمی نے تیزی سے اس کی طرف بڑھ کر پوچھا۔

"نہیں جناب ۔۔۔ وہ اطمینان سے بیٹھا رہا"۔۔۔۔ عمران نے اسی بیرے کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ۔۔۔ تم جاکر سٹور میں یہ وردی اتار دو"۔۔۔۔ اسی آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور عمران سر ہلاتا ہوا بائیں ہاتھ پہ بنی ہوئی گیلری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گیلری کے اختتام پہ ایک کمرے کے دروازے پہ سٹور کی تختی نظر آ رہی تھی۔ عمران ایک لمحے کے لئے اس دروازے پہ رکا اور پھر اس نے ادھر ادھر دیکھ کر جب گیلری کو خالی پایا تو وہ بجائے دروازہ کھول کر اندر جانے کیلئے تیزی سے دائیں ہاتھ مڑا اور ایک دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر چلا گیا۔ یہ کچن کا دروازہ تھا۔ اور اُسے معلوم تھا کہ کچن کا ایک دروازہ پچھلی گلی میں کھلتا ہے۔ جہاں سے بیرے اور دوسرا سامان کچن میں لایا جاتا ہے۔ کچن میں بے شمار افراد آٹومیٹک الیکٹرک چولہوں پہ مختلف کھانے پکانے میں مصروف تھے۔ عمران بڑے اطمینان سے ان کے درمیان سے ہوتا ہوا پچھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کھانا پکانے والوں میں سے چند نے ایک نظر اس پہ ڈالی مگر اس کی

بیروں والی وردی دیکھ کر وہ دوبارہ اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

عمران نے بڑے اطمینان سے پچھلا دروازہ کھولا اور باہر گلی میں آ گیا۔ باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے بیرونی سڑک کی طرف بڑھتا گیا۔ مگر ابھی وہ گلی کے اختتام تک نہ پہنچا تھا کہ اس نے کچن والا دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا محسوس کیا۔ دو افراد ہاتھوں میں ریوالور سنبھالے تیزی سے باہر آئے۔ عمران نے صرف ایک لمحے کے لئے ان کی طرف مڑ کر دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے ایک لمبی چھلانگ لگائی۔ اور سڑک پہ آ گیا۔ اس سڑک پر ٹرام کی پٹڑی بچھی ہوئی تھی اور یہ ایک اتفاق تھا کہ عین اُسی لمحے ٹرام کھڑکھڑاتی ہوئی اس گلی کے سامنے سے گزری اور عمران چھلانگ لگا کر ٹرام میں سوار ہو گیا۔ کچن سے نکلنے والے دونوں افراد اب ریوالور لہراتے ہوئے تیزی سے سڑک کی طرف دوڑے چلے آ رہے تھے۔ اور ظاہر ہے اب وہ ٹرام پر تو فائر نہ کھول سکتے تھے کیونکہ اس طرح کئی بے گناہ افراد مارے جاتے۔ جیسے ہی ٹرام گلی کے سامنے سے گزری عمران ٹرام کی دوسری طرف اتر گیا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا سڑک کی دوسری طرف ایک گلی میں گھستا چلا گیا۔ اس نے گلی میں بھاگتے ہوئے سفید کوٹ اتار کر ایک کوڑے کے ڈرم میں اچھال دیا۔ اور پھر گلی کراس کر کے وہ دوسری سڑک پر آیا۔ اور سامنے والے ایک شاپنگ پلازہ کے دروازے میں گھستا چلا گیا۔ وہ سیدھا ایک ریڈی میڈ ملبوسات والے شعبے میں گھسا اور اس کی سائیڈ میں بنے ہوئے باتھ روم میں گھستا چلا گیا اس نے باتھ روم میں جاتے ہی سفید پتلون

اتار کر ایک باسکٹ میں ڈالی اور پھرتی سے سگریٹ کیس نکال کر میک اپ کرنا شروع کر دیا اور چند ہی لمحوں بعد وہ اب ایک نئی شکل میں آگیا تھا۔ اب وہ کوئی مقامی نوجوان معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے کوٹ اتار کر اُسے الٹا کر پہن لیا اور کوٹ کا ڈیزائن اور رنگ بالکل ہی بدل گیا۔ اُسی لمحے اُسے سڑک پر دس بارہ افراد بڑے چوکنے انداز میں چلتے نظر آئے۔ ان کے ہاتھ جیبوں میں تھے اور وہ گہری نظروں سے ایک ایک آدمی کا جائزہ لے رہے تھے۔ لیکن اب عمران مطمئن تھا کہ اُسے یہ لوگ آسانی سے چیک نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ نزدیکی چوک پر موجود ٹیکسی سٹینڈ پر پہنچ گیا۔ نمبر پر لگی ہوئی ٹیکسی کا دروازہ کھول کر وہ اندر بیٹھ گیا۔

"جی" ــــ ٹیکسی ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کرتے ہوئے مڑ کر سوال کیا۔

"رنجیت روڈ لے چلو" ــــ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا دی۔ عمران بڑے اطمینان سے ادرگرد کا نظارہ دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جب رنجیت روڈ پر پہنچی تو عمران نے ایک ریستوران کے سامنے ٹیکسی رکوائی اور ڈرائیور کو کرایہ ادا کر کے وہ تیزی سے ریستوران میں گھستا چلا گیا۔ لیکن ریستوران کے ہال میں ٹھہرنے کی بجائے وہ اس کے دوسری سڑک پر کھلنے والے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر اس سڑک پر پہنچتے ہی اُسے

ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

"برخیار روڈ پر چلو" ــــ عمران نے ٹیکسی کی پچھلی نشست پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ عمران نے اردگرد کے ماحول کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ لیکن جب اس نے کسی کو تعاقب میں نہ دیکھا تو اس نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی وہ سیکرٹ سروس والوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور پھر ٹیکسی جیسے ہی برخیار روڈ پر پہنچی۔ عمران نے ٹیکسی ایک چوک پر رکوائی۔ اور کرایہ ادا کر کے وہ اس وقت تک وہیں کھڑا رہا جب تک ٹیکسی آگے بڑھ کر اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ عمران نے ٹیکسی کے جانے کے بعد قدم آگے بڑھائے اور پھر دائیں طرف قدم بڑھاتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک گلی میں سے ہوتا ہوا ایک چھوٹی سڑک پر آ گیا۔ یہاں ہر طرف چھوٹی چھوٹی کوٹھیاں بنی ہوئی تھیں۔ اور عمران ایک سرخ رنگ کی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گیا۔ گیٹ پر پروفیسر شیر سنگھ کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی اور پروفیسر کے نام کے نیچے ڈگریوں کی ایک طویل قطار تھی۔ عمران نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔

چند ہی لمحوں بعد پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان باہر آگیا۔

"جی فرمایئے" ــــ نوجوان نے بغور عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پروفیسر صاحب سے کہیئے کہ پرنس جام نگر ان سے ملنا چاہتے ہیں" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پروفیسر صاحب ایکریمیا گئے ہوئے ہیں آپ ایک ہفتہ بعد تشریف

"لے آئیے:" ____ نوجوان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکا سا طنز بھی تھا۔ وہ شاید بغیر کسی ٹھاٹھ باٹھ کے عمران کو دیکھ کر اور اس کا نام پرنس جام نرگس سن کر طنز کر رہا تھا۔

"تم جا کر دیکھو تو سہی یقیناً وہ ایکریمیا سے آ گئے ہوں گے۔ ورنہ ایک شخص ہے ایکسٹو وہ بُرا مان جائے گا" ____ عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور نوجوان اس کے منہ سے ایکسٹو کا لفظ سن کر بُری طرح چونک پڑا۔

"اوہ ____ اچھا اچھا آئیے" ____ نوجوان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس کھڑکی میں گھس گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے کوٹھی کے اندر داخل ہو گیا۔

"آئیے آئیے اندر ڈرائنگ روم میں" ____ نوجوان نے کہا اور پھر عمران اس کے پیچھے چلتا ہوا عمارت کے برامدے میں سے ہو کر ایک کمرے میں پہنچ گیا۔

"تشریف رکھیے ____ میں پروفیسر صاحب کو اطلاع دیتا ہوں" نوجوان نے کہا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران اطمینان سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اور دیواروں پر لگی ہوئی سینریوں کو دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

"جی فرمایئے" ____ اچانک اُسے ایک آواز سنائی دی اور اس نے تیزی سے اندرونی دروازے کی طرف دیکھا۔ جہاں ایک ادھیڑ عمر شخص کھڑا حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"شکر ہے تم نے اپنے ملازموں کو ایکسٹو کے لفظ سے تو روشناس

کرا رکھا ہے ورنہ تو پروفیسر صاحب ایکریمیا گئے ہوئے ہیں" ____ عمران نے اصل آواز میں کہا۔

"ارے عمران صاحب آپ ____ اور اس طرح اچانک" ____ پروفیسر کے چہرے پر مسرت کی آبشار سی بہہ نکلی اور وہ تیزی سے یوں آگے بڑھا جیسے عمران کو دونوں بازوؤں میں بھینچ لے گا۔

"دھیرج پروفیسر دھیرج ____ آخر تم اتنے پڑھے لکھے پروفیسر ہو" ____ عمران نے دونوں ہاتھوں سے اُسے روکتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب ____ میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ آپ یوں اچانک آ جائیں گے۔ مجھے کم از کم اطلاع تو کر دینی تھی" ____ پروفیسر نے زبردستی اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"تاکہ ہم دونوں کی ملاقات کسی تشدد کے آلات سے پُر کمرے میں ہوتی" ____ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے آئیے" ____ پروفیسر نے کہا اور پھر عمران کو لئے داخلی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد عمران تہہ خانے کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کمرے کی دیواروں پر مختلف سکرینیں نصب تھیں اور میز پر ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔

"ہاں اب کہیئے ____ آپ کیسے آئے اور یہ کیا چکر ہے" ____ پروفیسر نے سامنے والی کرسی سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ناٹران ایک بہت خطرناک مشن پیش آگیا ہے۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ ڈینجر لینڈ کے متعلق تمہارے پاس کیا معلومات ہیں" ____ عمران نے

ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ڈینجر لینڈ ـــــ وہ شمال مشرقی ساحل پر ایک غیر آباد جزیرہ ہے جہاں خطرناک قسم کے حشرات الارض کی کثرت ہے۔ اس لئے وہاں کوئی نہیں جاتا"ـــــ ناٹران نے جو پروفیسر شیر سنگھ بنا ہوا تھا چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے اب تم واقعی پروفیسر شیر سنگھ بن گئے ہو۔ تمہیں دوبارہ ناٹران بنانا پڑے گا"ـــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ میرا اس طرف کبھی دھیان ہی نہیں گیا۔ کیوں کیا ہو گیا ہے۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے"ـــــ ناٹران نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ اور جب عمران نے ڈینجر لینڈ کے متعلق تمام تفصیلات اُسے بتائیں تو فائران کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔

"اوہ ـــ اتنی بھیانک سازش واقعی مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے۔ میں سخت شرمندہ ہوں عمران صاحب ـــــ آپ اس نااہلی پر جو سزا دینا چاہیں مجھے قبول ہو گی"ـــــ ناٹران کے لہجے میں شدید شرمندگی تھی۔

"چلو اس بار معاف کر دیا۔ بہرحال اب ہم نے اس ڈینجر لینڈ کو تباہ کرنا ہے۔ تم سب سے پہلے اپنے آدمیوں کو فائیو سٹار ہوٹل میں ہونے والی کارروائی کی رپورٹ بھیجنے کے لئے کہہ دو تاکہ معلوم ہو کہ اب شاگل کیا کر رہا ہے"ـــــ عمران نے کہا۔

"ہوٹل فائیو سٹار میں کارروائی۔ کس قسم کی کارروائی"ـــــ

ناٹران نے چونک کر پوچھا اور پھر عمران نے اپنی آمد اور ہوٹل سے نکل کر یہاں تک آنے کی تمام روداد سنا دی۔

"اوہ واقعی شاگل تو غصے سے پاگل ہو رہا ہو گا۔ میں ابھی پتہ کراتا ہوں۔ ہوٹل فائیو سٹار میں میرا ایک آدمی موجود ہے اور شاگل کے دفتر میں بھی"ـــــ ناٹران نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"ٹرانسمیٹر کال مت کرو وہ لوگ بے حد چوکنا ہیں ایسا نہ ہو کہ کال ہی ٹریس کر لیں"ـــــ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اُسے کال کرنے سے روکتے ہوئے کہا

"اوہ ـــ یہ بات ہے ـــ ٹھیک ہے میں فون کر دیتا ہوں"ـــــ ناٹران نے کہا اور پھر اس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اور جب وہ کوڈ ورڈ میں دونوں آدمیوں کو رپورٹ کیلئے کہہ دیا تو اس نے رسیور رکھ دیا۔

عمران نے اس کے بعد اُسے تفصیل سے بتا دیا کہ کس طرح خفیہ نمبر دن پرسیکرٹ سروس کے ممبران اس سے رابطہ قائم کریں گے اور اس نے انہیں کیا ہدایات دینی ہیں۔

"ٹھیک ہے میں ابھی نمبر ٹو کو اس بارے میں اطلاع کر دیتا ہوں"ـــــ ناٹران نے ایک بار پھر ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اور سنو جس قدر جلد ممکن ہو سکے ڈینجر لینڈ کے متعلق تفصیلی حالات معلوم کرو میں اتنے تک کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں"ـــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور ناٹران کے سر ہلانے پر وہ اٹھ کر آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔

سرحد پر کھڑے ہوئے مسلح سپاہی ایک سٹیشن ویگن کو اپنی طرف آتے دیکھ کر چوکنے ہو گئے۔ سٹیشن ویگن پاکیشیا کی طرف سے آ رہی تھی ان سب نے کاندھوں پر لدی ہوئی سٹین گنیں اتار کر ہاتھوں میں لے لیں اور پھر سٹیشن ویگن خاردار تاروں سے بنے ہوئے جنگلے کے قریب آ کر رک گئی اور مسلح سپاہی تیزی سے سٹیشن ویگن کے گرد پھیلتے چلے گئے۔ سٹیشن ویگن رکتے ہی اس میں سے سات افراد کود کر باہر نکل آئے ان میں سے چھ مرد اور ایک عورت تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر سے اترنے والے نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک چھوٹا سا بیگ ایک سپاہی کی طرف بڑھا دیا۔

"ہمارے کاغذات" ــــ اس نے قدرے دبنگ لہجے میں کہا۔

"اندر کیبن میں چلے جائیے" ــــ سپاہی نے سخت لہجے میں ایک کیبن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب کہ باقی افراد وہیں سٹیشن ویگن کے قریب کھڑے رہے۔

ان لوگوں کے نیچے اترتے ہی دو مسلح سپاہی ویگن کے اندر داخل ہوئے اور دونوں نے ویگن کو بری طرح کھنگالنا شروع کر دیا۔

کیبن میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک سرخ چہرے اور گھنی مونچھوں والا آفیسر بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی نے بیگ کھول کر اس میں سے کاغذات نکال کر اس آفیسر کے سامنے ڈال دیئے۔ اور خود ایک کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے ساتھ ساتھ گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

"آثار قدیمہ کے ماہرین" ــــ آفیسر نے کاغذات دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ــــ ہم اقوام متحدہ کی طرف سے ایشیا کے آثار قدیمہ کی سروے رپورٹ تیار کر رہے ہیں۔ اور پاکیشیا سے فارغ ہو کر اب افرستان کے آثار قدیمہ کا سروے کرنا چاہتے ہیں" ــــ اس آدمی نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ کی آمد کے سلسلے میں ہمیں کوئی مخصوص اطلاع نہیں دی گئی" ــــ آفیسر نے مشکوک انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ہم نے آپ کے سفارت خانے کو باقاعدہ اس کی اطلاع دی تھی اور آپ کے آفیسر محترم رندھاوا نے ہمیں کہا تھا کہ وہ اطلاع کر چکے ہیں" ــــ اس آدمی نے تلخ لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹھہریئے میں پتہ کرتا ہوں ہو سکتا ہے ہیڈ کوارٹر سے ہمیں اطلاع بھجوانے میں تاخیر ہو گئی ہو" ــــ آفیسر نے رندھاوا کے نام پر چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے ایک نمبر

ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سرحدی چوکی ارسلان سے کرنل جوڑا سنگھ چیف سیکورٹی آفیسر رہا ہوں۔ راما نند صاحب سے بات کرائیے"۔۔۔ اس آدمی سخت لہجے میں کہا۔

"سر۔۔۔ میں کرنل جوڑا سنگھ بول رہا ہوں۔ پاکیشیا کی طرف ایک سٹیشن ویگن پر چھ مرد اور ایک عورت چوکی پر پہنچے ہیں۔ ان کاغذات کی رو سے وہ اقوام متحدہ کے ماہرین آثار قدیمہ ہیں اور کے سروے پر نکلے ہوئے ہیں"۔۔۔ کرنل جوڑا سنگھ نے اس قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔۔۔ سب یورپین ہیں۔ کاغذات بالکل درست ہیں۔ لیکن ہمیں ان کی آمد کے متعلق کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ ان کا کہنا ہے وہ پاکیشیا میں ہمارے سفیر محترم رندھاوا کو اطلاع دے چکے ہیں"۔۔۔ کرنل جوڑا سنگھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب میں انہیں پاس آن کر دیتا ہوں۔ آگے آپ سنبھال لیجئے گا"۔۔۔ کرنل جوڑا سنگھ نے دوسری طرف کچھ سننے کے بعد سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اطلاع تو نہیں ملی بہرحال آپ کا تعلق چونکہ اقوام متحدہ سے اس لئے ہم آپ کو روکتے نہیں لیکن آپ براہ کرم دارالحکومت پہنچ سی فارن آفس میں اطلاع دیں ورنہ نتائج کی ذمہ داری آپ پر ہو گی"۔۔۔ کرنل جوڑا سنگھ نے میز کی دراز سے ایک مہر نکال کر

کاغذات پر لگاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم آپ کی ہدایات پر پوری طرح عمل کریں گے۔ ہم ملک کے قوانین کا مکمل احترام کرتے ہیں"۔۔۔ اس آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

جب کرنل جوڑا سنگھ نے تمام کاغذات پر مہریں لگا کر ان پر دستخط کر دیئے تو اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی پر ہاتھ مارا۔ دوسرے لمحے ایک مسلح سپاہی تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"یس سر"۔۔۔ سپاہی نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ان کی گاڑی اور سامان چیک ہو گیا ہے رامیش"۔۔۔ کرنل جوڑا سنگھ نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔۔۔ سب کلیئر ہے"۔۔۔ سپاہی نے جواب دیا اور کرنل جوڑا سنگھ نے سر ہلاتے ہوئے کاغذات دوبارہ اس غیر ملکی کی طرف بڑھا دیئے۔

"ہدایات کا خیال رکھیئے گا"۔۔۔ کرنل جوڑا سنگھ نے کہا۔

"بے فکر رہیئے"۔۔۔ غیر ملکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر کاغذات سنبھالے کیبن سے باہر آ گیا۔ اس کے باہر آتے ہی سپاہی نے گیٹ کھول دیا اور وہ سب دوبارہ سٹیشن ویگن میں سوار ہو گئے۔ اور سٹیشن ویگن تیزی سے گیٹ کراس کرتی ہوئی کافرستان کی سرحد میں داخل ہوتی چلی گئی۔ سامنے ایک طویل سڑک تھی جس کے دونوں اطراف میں دور دور تک کھیتوں کا وسیع سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔

"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی صفدر"۔۔۔ ڈرائیونگ سیٹ کے

قریب بیٹھی ہوئی غیر ملکی لڑکی نے سرحد سے کافی اندر آنے کے بعد ڈرائیور
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے نہیں مس جولیا ——— وہ بڈھا چیف سیکورٹی آفیسر بڑا
ہوشیار بنتا تھا لیکن اقوام متحدہ کا نام سن کر جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔"
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اگر انہوں نے پاکیشیا میں اپنے سفیر سے وضاحت پوچھ لی تو
پھر ہمارے فراڈ کا انہیں پتہ چل جائے گا" ——— پیچھے بیٹھے ہوئے
تنویر نے کہا۔

"وہ ضرور پوچھیں گے ——— لیکن ہمارا پروگرام یہی ہے کہ ہم کافرستان
کے دارالحکومت پہنچتے ہی اس سٹیشن ویگن کو چھوڑ دیں گے اور پھر نئے
میک اپ میں شہر میں پھیل جائیں گے۔ اس کے بعد وہ ہمیں نہ ڈھونڈ
سکیں گے" ——— صفدر نے جواب دیا۔ اور باقی سب افراد نے سر
ہلا دیا۔

یہ منصوبہ صفدر نے بنایا تھا کہ وہ اقوام متحدہ کی طرف سے ماہرین
آثار قدیمہ کے طور پر کافرستان میں داخل ہوں۔ اس کے خیال کے مطابق
کافرستانی سرحد کے افسران اقوام متحدہ کا سن کر ہی مزید چیکنگ نہ کریں
گے چنانچہ اس نے اسی منصوبے پر ہی کام کیا اور پھر اس نے بھاگ
دوڑ کر کے اقوام متحدہ کے جعلی پاسپورٹ اور ویزے اور دیگر کاغذات
تیار کرا لیئے۔ اور اس طرح وہ کافرستان میں داخل ہو گئے۔ ایک بار
تو صفدر کو اپنے منصوبے پر پانی پھرتا نظر آنے لگا تھا۔ جب بوڑھے کرنل
جوڑا سنگھ نے باقاعدہ ٹیلی فون پر کسی رامانند سے بات کی تھی۔ لیکن

تھا اسے معلوم تھا کہ فوری طور پر وہ سفیر سے بات نہ کر سکیں گے اور ظاہر
ہے اقوام متحدہ کی وجہ سے وہ انہیں واپس نہ بھیج سکیں گے۔ اس
طرح وہ اطمینان سے کافرستانی سرحد میں داخل ہونے میں کامیاب
ہو جائیں گے۔ اور بعد میں ان کا منصوبہ بے حد سادہ تھا کہ وہ سٹیشن ویگن
کسی دیہات میں چھوڑ کر نئے میک اپ میں ایک دوسرے سے بکھر کر
دارالحکومت میں داخل ہو جائیں گے۔ اس طرح ان کا پکڑا جانا ناممکن
ہو جائے گا۔ اور صفدر کو اپنے منصوبے کی کامیابی پر انتہائی سی مسرت
ہو رہی تھی۔ اس طرح بغیر کسی خطرے سے دوچار ہوئے وہ کافرستانی
سرحد میں داخل ہو چکے تھے۔

سرحدی چوکی ارسلان سے سڑک سیدھی اندر کو چلی گئی تھی اور صفدر
کو معلوم تھا کہ دارالحکومت پہنچنے کے لئے انہیں اسی سڑک پر تقریباً دو سو
کلومیٹر کا سفر کرنا ہو گا۔ اور راستے میں کوئی بڑا شہر نہیں آتا تھا۔ البتہ چھوٹے
چھوٹے ضرور تھے۔ جن کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ اس لئے ایک بار چوکی سے
پاس ہونے کے بعد اس کے خیال کے مطابق دارالحکومت تک انہیں
روکنے والا کوئی نہ تھا۔

چنانچہ وہ ہنستے کھیلتے اسٹیشن ویگن اڑائے لئے جا رہے تھے۔ تنویر
خاص طور پر نشانہ بنا ہوا تھا۔ اور اس پر فقرے چست کئے جا رہے تھے۔
کہ اچانک ایک موڑ مڑتے ہی صفدر کو پوری قوت سے بریک لگانے
پڑے۔ سامنے سڑک کو پولیس کی دو جیپوں نے بلاک کر رکھا تھا اور
جیپوں کے ساتھ دس سپاہی ہاتھوں میں سٹین گنیں سنبھالے بڑے چوکنے
انداز میں کھڑے تھے۔

"خطرہ"۔۔۔ بریک لگاتے ہی صفدر نے آہستہ سے کہا اور سب یہ سنتے ہی چوکنے ہو گئے۔ واقعی پولیس کے اس طرح راستہ روکنے کا مطلب یہی تھا کہ کوئی سنگین خطرہ درپیش ہے۔

صفدر نے اسٹیشن ویگن پولیس جیپوں کے پاس جاکر روک دی اور پھر سر باہر نکال کر انگریزی میں چیخ اٹھا۔

"کیا بات ہے۔۔۔ آپ لوگوں نے کیوں راستہ روک رکھا ہے"۔۔۔ صفدر کے لہجے میں شدید غصہ نمایاں تھا۔

"تم سب ہاتھ اٹھا کر باہر آجاؤ"۔۔۔ ایک آدمی نے چیختے ہوئے جواب دیا اور باقی سب اسٹیشن ویگن کے گرد پھیلتے چلے گئے۔

"مگر کیوں۔۔۔ ہمارا تعلق اقوام متحدہ سے ہے۔ اور ہم باقاعدہ چوکی پاس کر کے آئے ہیں"۔۔۔ صفدر نے غصیلے لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"باہر نکلو اقوام متحدہ کے بچے۔ ہمیں اطلاع مل گئی ہے کہ تمہارا تعلق اقوام متحدہ سے نہیں ہے۔ ہم نے پاکیشیا میں اپنے سفیر سے بات کر لی ہے"۔۔۔ اس آدمی نے بھی بڑے غصیلے انداز میں جواب دیا وہ شاید باقی افراد کا انچارج تھا۔ باقی مسلح سپاہی اسٹیشن ویگن کو گھیرے خاموش کھڑے تھے۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہمارا تعلق واقعی اقوام متحدہ سے ہے"۔ صفدر نے آخری بار وضاحت کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے پیر سے ایکسیلیٹر کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ اور اسٹیشن ویگن کی چھت میں نصب ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔ یہ اسٹیشن ویگن

میں بیٹھے ہوئے باقی افراد کے لئے کاشن تھا کہ وہ ہوشیار رہیں صفدر کوئی انتہائی اقدام کرنے والا ہے۔

"تم باہر آتے ہو یا تمہاری لاشیں اندر ہی گرا دی جائیں"۔۔۔ انچارج نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے تم اپنی تسلی کر لو میں گاڑی ایک سائیڈ پہ لگا دوں"۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اس کا انداز ایسا تھا جیسے انچارج کے غصے سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔ اور پھر صفدر نے گاڑی بیک کی۔ اور گاڑی کے گرد پھیلے ہوئے مسلح سپاہی ایک طرف ہٹتے چلے گئے۔ اور صفدر اسی لمحے کے انتظار میں تھا اس نے سڑک پر کھڑی ہوئی دونوں جیپوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ چیک کر لیا تھا۔ اور اس فاصلے کو پیش نظر رکھ کر اس نے ایک خطرناک فیصلہ کر لیا تھا۔

"سب لوگ سیٹوں پہ جھک جاؤ"۔۔۔ صفدر نے گاڑی کو پیچھے کرتے ہوئے سانپ کی سی سرسراہٹ بھری آواز میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے گیر بدلا اور پھر اس کے پیر نے پوری قوت سے ایکسیلیٹر دبا دیا۔ اور طاقتور انجن والی اسٹیشن ویگن غراتی ہوئی بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح اڑتی ہوئی سڑک پر کھڑی جیپوں کی طرف بڑھی صفدر نے جان بوجھ کر سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے انچارج کو راستے میں رکھا تھا۔ اور اچانک اچھل کر آگے بڑھنے والی اسٹیشن ویگن انچارج کے جسم کو روندتی ہوئی ایک دھماکے سے ان جیپوں سے ٹکرائی اور دوسرے لمحے دونوں اطراف میں کھڑی ہوئی جیپیں لٹوؤں کی طرح گھومتی

ہوئیں اطراف میں جا رکیں۔ اور اسٹیشن ویگن بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ اسٹیشن ویگن میں موجود تمام ممبرز سیٹوں پر جھک گئے تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد اسٹیشن ویگن پر گولیوں کی پہلی باڑ پڑی۔ لیکن اس وقت تک صفدر اسٹیشن ویگن کو لئے کافی دور آ گیا تھا۔ اس لئے گولیوں نے اسٹیشن ویگن کو خاص نقصان نہ پہنچایا۔ اور یہی صفدر کا منصوبہ تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ جب تک مسلح سپاہی سنبھلیں گے۔ وہ اسٹیشن ویگن ان کی اسٹین گنوں کی حد سے دور لے جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

"ہمیں اسٹیشن ویگن فوراً چھوڑ دینی چاہیئے۔ وہ شکاری کتوں کی طرح ہمارے پیچھے لگ جائیں گے"۔۔۔ اچانک کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"لیکن نیچے اترتے ہی ہم بزدل خرگوشوں کی طرح ان کے نرغے میں آ جائیں گے۔ تم لوگ خفیہ خانوں سے اسٹین گنیں نکال لو۔ اگر ہم نے ان دونوں جیپوں کو مار گرایا تو پھر ہمیں سنبھلنے کے لئے کچھ وقت مل جائے گا"۔۔۔ صفدر نے جواب میں چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر سب ممبرز صفدر کے کہنے کے مطابق سیٹوں کے گدّوں کو پھاڑنے میں تیزی سے مصروف ہو گئے۔ جن کے اندر خلا بنا کر انہوں نے اسلحہ چھپایا ہوا تھا۔

اور اُسی لمحے انہیں پیچھے سے پولیس گاڑیوں کے تیز سائرن سنائی دیئے۔ مسلح سپاہیوں نے انہیں گولیوں کی حدود سے باہر دیکھ کر عقل استعمال کی تھی اور گاڑیوں میں بیٹھ کر ان کے تعاقب میں چل پڑے تھے۔ اور ظاہر ہے پولیس گاڑیوں کے انجن سپیشل قسم کے لگائے

جاتے ہیں تاکہ نہ صرف ہر قسم کی گاڑیوں کا تعاقب کر سکیں بلکہ ہر طرح کے راستوں پر دوڑ بھی سکیں۔ یہی وجہ تھی کہ دونوں پولیس جیپوں کی رفتار اسٹیشن ویگن کی رفتار سے کہیں زیادہ تھی۔ اور ان کا درمیانی فاصلہ تیزی سے کم ہوتا چلا جا رہا تھا۔

"فائر کرو فائر ۔۔۔ یہ جیپیں تو چند لمحوں میں ہم پر چڑھ دوڑیں گی"۔۔۔ صفدر نے جیپوں کو قریب آتے دیکھ کر لیا۔ اور اس کے ساتھیوں نے سٹین گنیں سنبھالیں اور کھڑکیوں سے باہر ان کا رخ کر کے ابھی فائر کھولنا ہی چاہتے تھے کہ جیپوں میں موجود مسلح سپاہیوں نے پہلے ہی فائر کھول دیا اور اس بار انہوں نے صحیح معنوں میں عقل کا استعمال کیا تھا۔ کیونکہ گولیوں کا رخ سٹیشن ویگن کے ٹائروں کی طرف تھا۔ کیپٹن شکیل اور نعمانی نے بھی اُسی لمحے فائر کیا تھا لیکن ان کے فائر ہوا میں ہی ناچ کر رہ گئے کیونکہ فائر سے ایک لمحہ پہلے سٹیشن ویگن کے پچھلے ٹائر زوردار دھماکوں سے پھٹے اور پوری رفتار سے دوڑتے والی سٹیشن ویگن صفدر کے کنٹرول میں نہ رہ سکی اور سٹیشن ویگن قلابازیاں کھاتی ہوئی سڑک کے کنارے الٹتی چلی گئی اور دونوں پولیس جیپیں چند ہی لمحوں میں الٹی ہوئی سٹیشن ویگن کے سر پر پہنچ گئیں۔

گھنٹی کے بجتے ہی شاگل نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھالیا۔

"یس شاگل سپیکنگ"۔۔۔ شاگل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نمبر ٹو سپیکنگ باس۔۔۔ وہ غیر ملکی انجینئر ہمارے ایک آدمی کو قتل کر کے فرار ہوگیا ہے"۔۔۔ نمبر ٹو نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ کون غیر ملکی انجینئر"۔۔۔ شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"سر۔۔۔ وہ ہوٹل فائیو سٹار میں مقیم غیر ملکی انجینئر جس کی چیکنگ کے لئے آپ خود گئے تھے"۔۔۔ نمبر ٹو نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔۔۔ مگر وہ فرار کیسے ہوا اور کیوں ہوا"۔۔۔ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ شاید ابھی تک پوری طرح صورتحال کو سمجھ نہ سکا تھا۔

"سر۔۔۔ ہم نے آپ کی ہدایت کے مطابق اس کے کمرے کو باہر سے بند کر دیا تھا اور پھر اس کے کمرے کے باہر ایک مسلح آدمی اور ہوٹل کے باہر دس افراد نگرانی پر لگا دیئے تھے تاکہ وہ شام تک باہر نہ جا سکے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد اس نے روم سروس میں ٹیلی فون کر کے کھانا مانگا اور روم سروس انچارج نے مجھ سے بات کی۔ چونکہ اس کی پوزیشن کی پوری طرح وضاحت نہ ہو سکی تھی۔ اس لئے ہم نے اُسے کھانا بھیجنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر میرا ایک آدمی بیرے کی وردی میں کھانا لے کر اندر گیا جب کہ دوسرا آدمی دروازے پر چوکنا کھڑا تھا تاکہ ہر قسم کی صورت حال پر قابو پایا جا سکے۔ میرا آدمی کھانا دے کر واپس آ گیا۔ اور میں نے اُسے سٹور میں جا کر وردی اتارنے کے لئے کہا۔ اور وہ آدمی جیسے ہی وردی اتارنے کے لئے سٹور کی طرف گیا۔ فون پر مجھے اطلاع ملی کہ وہ آدمی بیرے کو قتل کر کے اس کے میک اپ میں باہر آیا ہے۔ اور دوسرے آدمی کو بھی اس نے بے ہوش کر دیا تھا۔ لیکن وہ جلد ہوش میں آ گیا اور اُسی نے اطلاع دی تھی۔ اس پر ہم سب اس کے پیچھے بھاگ پڑے۔ لیکن وہ سٹور میں جانے کی بجائے کچن سے گزر کر عقبی گلی میں نکل گیا تھا۔ وہاں ہم نے اُسے دیکھ لیا تھا لیکن وہ ایک ٹرام پر چڑھ گیا اور جب ہم سڑک پر پہنچے تو وہ غائب ہو چکا تھا ہم نے ارد گرد کے سارے علاقے کی ناکہ بندی کر لی اور پھر ہمیں اس کا بیرے والا کوٹ ایک گلی میں رکھے ہوئے کوڑے کے ڈرم میں اور اس کی پینٹ ایک سپر مارکیٹ کے غسل خانے سے مل گئی لیکن وہ آدمی غائب ہو چکا تھا اور اب تک

اُسے ٹریس نہیں کیا جا سکا"۔۔۔۔ نمبر ٹو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے ۔۔۔۔ اتنی تیزی اور پھرتی ۔۔۔۔ کوئی عام آدمی تو نہیں کر سکتا۔ اور پھر فوری طور پر تمہارے آدمی کا میک اپ کر لیا۔ آخر اس غیر ملکی انجینئر کے روپ میں کون ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"سر ۔۔۔۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جب ہم اس کے کمرے میں داخل ہوئے تھے تو اس نے شراب کی بوتل ہاتھ میں اٹھائی ہوئی تھی چنانچہ میں نے وہ شراب کی بوتل فنگر پرنٹس سیکشن میں بھجوا دی تھی تاکہ وہاں سے رپورٹ مل سکے"۔۔۔۔ نمبر ٹو نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ ۔۔۔۔ پھر کوئی رپورٹ ملی"۔۔۔۔ شاگل نے تعریف بھرے لہجے میں کہا اسے نمبر ٹو کی ذہانت پر خوشی ہو رہی تھی۔

"ابھی نہیں لیکن ...... ۔۔۔۔ صاحب ایک منٹ شاید رپورٹ آ رہی ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے نمبر ٹو نے رکتے ہوئے کہا۔

اور پھر رسیور پر چند لمحوں تک خاموشی رہی۔ اس کے بعد نمبر ٹو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"باس ۔۔۔۔ غضب ہو گیا۔ اس غیر ملکی انجینئر کے روپ میں پاکیشیا کا علی عمران تھا۔ فنگر پرنٹس اس سے ملتے ہیں"۔۔۔۔ نمبر ٹو کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔

"عمران ۔۔۔۔ وہ عمران تھا ۔۔۔۔ اوہ غضب ہو گیا ۔۔۔۔ کاش مجھے پہلے شک ہو جاتا تو میں اسے وہیں گولی مار دیتا۔ ہاں وہ یقیناً عمران ہو گا۔ صرف وہی ایسا شیطان ہے جو سب کچھ کر گزرنے پر قادر ہے"۔۔۔۔ شاگل نے کرسی پر اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے اور خجالت کے ملے جلے تاثر سے عجیب سا ہو گیا تھا۔

"باس ۔۔۔۔ واقعی ہم سے بڑی بھول ہوئی۔ ہم نے اسے چیک کرنے میں جلدی کی۔ اگر ہم شام تک رک جاتے اس کی اصلیت سامنے آ جاتی تو پھر اسے آسانی سے پکڑا جا سکتا تھا"۔۔۔۔ نمبر ٹو نے پچھتانے والے انداز میں جواب دیا۔

"لیکن اب وہ میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکتا۔ میں اسے زمین کی آخری تہہ سے بھی نکال لاؤں گا۔ تم ایسا کرو کہ پورے شہر میں اپنے آدمی پھیلا دو۔ اگر عمران آیا ہے تو یقیناً اس کے ساتھی بھی آ گئے ہوں گے۔ ہر ہوٹل چیک کرو۔ اس کا کہیں نہ کہیں سے کلیو ڈھونڈو۔ میں ہر قیمت پر اسے تلاش کرنا چاہتا ہوں۔ ہر قیمت پر......"۔۔۔۔ شاگل نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔۔۔۔ میرے آدمی اس کی تلاش میں ہیں مجھے یقین ہے کہ ہم جلد ہی اس کا کھوج نکال لیں گے"۔۔۔۔ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"ٹرانسمیٹر چیکنگ ایجنسی کو الرٹ کر دو۔ چیکنگ مشین کا دائرہ کار پورے دارالحکومت تک پھیلا دو۔ وہ یقیناً ٹرانسمیٹر پر اپنے کسی ساتھی سے بات کرے گا۔ اور پھر اسے ٹریس کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ شاگل نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ۔۔۔۔ ایسا ہی ہو گا"۔۔۔۔ نمبر ٹو نے جواب

دیا اور شاگل نے رسیور واپس کریڈل پر ڈال دیا۔ وہ واقعی دونوں ہاتھ مل رہا تھا۔ عمران اس کے ہاتھوں سے کسی چکنی مچھلی کی طرح پھسل گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کاش اُسے پہلے ذرا سا بھی شک ہو جاتا تو وہ دیکھتا کہ عمران اس کے ہاتھوں سے کیسے بچتا ہے۔ ابھی وہ بیٹھا اس بات پر پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور شاگل نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس شاگل چیف آف سیکرٹ سروس سپیکنگ" ——— شاگل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"کوبرا فرام ڈینجر لینڈ سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری بھرکم مگر کرخت آواز سنائی دی اور شاگل کے ذہن میں کرنل ملگارڈ کی تصویر گھوم گئی۔

"یس کرنل فرمائیے ——— کیسے یاد کیا" ——— شاگل نے اپنے لہجے کو نرم کرتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے رپورٹ ملی ہے کہ ڈینجر لینڈ کو تباہ کرنے کے لئے پاکیشیا کی سیکرٹ سروس میدان میں اتر آئی ہے۔ اور پاکیشیا کا ڈینجر مین علی عمران بھی یہاں پہنچ گیا ہے" ——— کرنل ملگارڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ نے درست سنا ہے واقعی ایسا ہی ہے۔ علی عمران چکنی مچھلی کی طرح ہمارے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ ورنہ ہم نے اُسے پکڑ لیا تھا۔ وہ ویسٹرن جیوش لینڈ کے ایک غیر ملکی انجینئر کے روپ میں یہاں آیا تھا" ——— شاگل نے جواب دیا۔

"مگر مسٹر شاگل ——— آپ نے ہمیں اس بارے میں مطلع نہیں کیا۔ حالانکہ آپ کا فرض تھا کہ آپ ہمیں فوراً مطلع کرتے۔ کیونکہ بالآخر ان کا حملہ ڈینجر لینڈ پر ہی ہونا ہے" ——— کرنل ملگارڈ کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔

"میں نے اسے ضروری نہیں سمجھا۔ یہ ہماری سیکرٹ سروس کا فرض ہے کہ ان لوگوں کو ڈینجر لینڈ تک نہ پہنچنے دیا جائے۔ اور ہم کام میں مصروف ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ہم جلد ہی انہیں قابو کر لیں گے" ——— شاگل نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اُسے دراصل کرنل ملگارڈ کے لہجے اور انداز پر غصہ آ گیا تھا۔

"لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ آپ کے بس کے نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کے۔ جی۔ بی کو ان کے خلاف حرکت میں لایا جائے۔ اور اس سلسلے میں آپ کو کے۔ جی۔ بی کے تحت کام کرنا چاہیئے" ——— کرنل ملگارڈ نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ پہلے سے زیادہ تلخ تھا۔

"کرنل ملگارڈ ——— یہ ٹھیک ہے کہ آپ ہمارے مہمان ہیں لیکن آپ برائے مہربانی اپنی سرگرمیاں ڈینجر لینڈ تک ہی محدود رکھیں۔ ہمارے معاملات میں دخل مت دیں۔ یہ کام ہم پر چھوڑ دیں" ——— شاگل نے بڑی مشکل سے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— میں آپ کے پرائم منسٹر سے بات کرتا ہوں۔ جب اس کی طرف سے آپ کو آرڈر ملیں گے تو پھر آپ سے بات کروں گا" ——— کرنل ملگارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

شاگل نے رسیور کریڈل پر رکھا اور دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگا۔ اُسے کرنل بلگارڈ پر شدید غصہ آ رہا تھا کہ وہ خواہ مخواہ درمیان میں ٹپکنا چاہتا ہے۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی۔ اے ٹو پرائم منسٹر" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک باوقار آواز سنائی دی۔

"شاگل سپیکنگ چیف آف سیکرٹ سروس پرائم منسٹر سے فوری بات کرا دو۔ اٹ از ایمرجنسی" ـــــ شاگل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ ہولڈ کیجیے جناب" ـــــ پی۔ اے نے دوسری طرف سے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا اور پھر چند لمحوں بعد ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور ایک باوقار سی آواز گونج اٹھی۔

"یس پرائم منسٹر سپیکنگ" ـــــ

"سر ـــ شاگل بول رہا ہوں۔ ایک ضروری بات کرنی ہے" ـــــ شاگل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــ کہو کیا بات ہے" ـــــ وزیر اعظم صاحب نے کہا۔

"جناب ـــ مجھے اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کو ڈینجر لینڈ میں بننے والے اڈے کے متعلق اطلاعات مل گئی ہیں۔ اور یہ اطلاعات شوگر لینڈ کے چیف آف سیکرٹ سروس نے خود جا کر دی ہیں" ـــــ شاگل نے کہا۔

"اوہ ـــ یہ تو بہت سیریس مسئلہ ہے۔ ہم نے تو اس اڈے کو

انتہائی خفیہ رکھا تھا پھر یہ اطلاع باہر کیسے گئی" ـــــ وزیر اعظم نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب یہ اطلاع کرنل بلگارڈ کی حماقت کی وجہ سے باہر گئی ہے۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ شوگر لینڈ کے چند جاسوس اس اڈے کی ٹوہ میں ہیں۔ چنانچہ ہم نے انہیں ٹریپ کر لیا۔ لیکن کرنل بلگارڈ جو حکومت روسیاہ کی طرف سے ڈینجر لینڈ کے سیکورٹی چیف ہیں نے ضد کر لی کہ ان جاسوسوں کو ان کے حوالے کیا جائے۔ ہم نے سوچا کہ وہ لوگ ہمارے مفاد کے لئے کام کر رہے ہیں اس لئے ہم نے یہ جاسوس ان کے حوالے کر دیئے۔ بعد میں کرنل بلگارڈ نے یہی بتایا کہ اس نے ان جاسوسوں کو ہلاک کر دیا ہے مگر میرے آدمیوں نے رپورٹ دی کہ ایک جاسوس ان کے ہاتھوں فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اور اسی جاسوس نے اپنے ملک کی سیکرٹ سروس کو اس اڈے کی رپورٹ دی اور اس طرح ان کے چیف آف سیکرٹ سروس نے یہ اطلاع پاکیشیا کو دے دی" ـــــ شاگل نے جان بوجھ کر تمام ذمہ داری کرنل بلگارڈ پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی روک تھام کے لئے تم نے کیا پلان بنایا ہے۔ یہ اڈہ کسی قیمت پر ضائع نہیں ہونا چاہیئے" ـــــ وزیر اعظم صاحب نے کہا۔

"جناب جیسے ہی مجھے اطلاعات ملیں میں نے پورے شہر میں انہیں اڑانے کے لئے آدمیوں کا جال بچھا دیا۔ چنانچہ ان کا ایک خاص آدمی ہم نے ٹریس کر لیا۔ وہ ولسٹرن جیوٹش لینڈ کے سرکاری انجینئر کے

ردپ میں آیا تھا۔ لیکن عین موقع پر کرنل ہلگارڈ کے آدمی درمیان میں کو
پڑے اور وہ ہاتھ سے نکل گیا۔ لیکن میرے آدمی ان کے پیچھے لگے ہوئے
ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ہم جلد از جلد ان سب کو ٹریپ کر لیں گے
شاگل نے کہا۔

"ان کی گرفتاری انتہائی ضروری ہے مگر یہ کرنل ہلگارڈ کیوں درمیا
میں کود پڑتا ہے۔ اس کی ذمہ داری صرف ڈینجر لینڈ تک ہی محدود
رہنی چاہیئے"۔۔۔۔ وزیراعظم صاحب نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب اسی لئے میں نے فون کیا تھا۔ کہ ابھی ابھی کرنل ہلگارڈ نے
فون پر کہا ہے کہ وہ کے۔جی۔بی کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف
کھلے عام استعمال کرنا چاہتا ہے اور ہماری سیکرٹ سروس اس کے
ماتحت کام کرے۔ جب میں نے جواب میں اُسے بتایا کہ ایسا ہونا غلط
ہے۔ آپ اپنے آپ کو صرف ڈینجر لینڈ تک محدود رکھیں اور باقی کام
پر چھوڑ دیں۔ تو انہوں نے دھمکی دی کہ وہ آپ سے بات کر کے ہم
اس بارے میں آرڈرز کر دیں گے۔ اسی لئے میں نے سوچا کہ آپ سے
بات کر لی جائے"۔۔۔۔ شاگل نے آخر کار اپنا مدعا بیان کر ہی دیا

"نہیں مسٹر شاگل ۔۔۔۔ ہم کسی بھی بیرونی ایجنسی کو کھلے عام اپ
ملک میں کام کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اس طرح ہمارا ملکی
مفاد مجروح ہوتا ہے۔ آپ پورے اعتماد سے کام کیجیئے۔ میں روسیا
حکومت سے بات کر کے کرنل ہلگارڈ کو ٹھیک کر لوں گا آپ بے فکر
رہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کو ملک کے اعتماد پر پورا اترنا ہے
یہ اڈہ ہمارا مستقبل ہے۔ اس اڈے کی بنا پر ہم نے اس پور

علاقے پر کمانڈ حاصل کرنی ہے۔ اس لئے اسے کسی قیمت پر نقصان
نہیں پہنچنا چاہیئے"۔۔۔۔ وزیراعظم نے جواب دیا۔

"آپ سر قطعاً بے فکر رہیں۔ ہم اپنے ملک کے مفاد کی خاطر جان پر
کھیل جائیں گے"۔۔۔۔ شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"او۔کے ۔۔۔۔ وش یو گڈ لک"۔۔۔۔ وزیراعظم نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ شاگل نے بڑے سرور بھرے
انداز میں رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے کرنل ہلگارڈ پر مکمل
فتح حاصل کر لی تھی۔

سٹیشن ویگن کے الٹتے ہی وہ سب سیٹوں کے اندر ہی لو
پوٹ ہوتے چلے گئے۔ چونکہ سٹیشن ویگن اس وقت الٹی تھی جب اس
رفتار بے انتہا تیز تھی۔ اس لئے وہ مسلسل قلابازیاں کھاتی چلی گئی تھی۔ او
پھر جب سٹیشن ویگن رکی تو اس کی چھت نیچے اور پہیے اوپر تھے۔ او
سٹیشن ویگن میں موجود سیکرٹ سروس کے تمام ممبران نہ صرف بیہو
ہو چکے تھے بلکہ کسی حد تک زخمی بھی تھے۔ اچانک اور مسلسل الٹنے کی
سے وہ سیٹوں سے ٹکرا کر زخمی ہو گئے تھے۔

پولیس جیپیں چند ہی لمحوں میں ان کے سروں پر پہنچ گئیں۔ اور
جیپوں سے سپاہی نکل کر تیزی سے الٹی ہوئی سٹیشن ویگن کے گرد پھی
چلے گئے۔ ان کے چہروں پر فتح مندی کی چمک کے ساتھ ساتھ شدید غص
بھی تھا کیونکہ سٹیشن ویگن نے ان کے انچارج کو روند ڈالا تھا۔ ان س
نے سٹین گنوں کی نالیں سٹیشن ویگن کی کھڑکیوں میں ڈال دیں۔ ان
انداز ایسا تھا جیسے وہ ان سب کو سٹیشن ویگن کے اندر ہی بھون

ڈالیں گے۔

"ٹھہرو ——— فائرمت کرنا یہ سب بے ہوش ہیں انہیں باہر نکال کر باندھ لو" ——— ان میں سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے بازو پر ایک سرخ رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ شاید انچارج کے بعد وہی عہدے میں ان میں بڑا تھا۔

"مگر جناب یہ بے حد خطرناک لوگ لگتے ہیں اس لئے کیوں نہ انہیں یہیں بھون ڈالا جائے پھر اطمینان سے ان کی لاشیں نکال کر لے جائیں گے" ——— ایک سکھ سپاہی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں زورا سنگھ ——— یہ عام لوگ نہیں غیر ملکی جاسوس ہیں۔ ان کی زندگی ان کی موت کی نسبت ہمارے لئے زیادہ فائدہ مند ہے۔ ان سے مزید معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ انہیں باہر نکالو۔ لیکن پوری طرح ہوشیار رہنا" ——— سرخ پٹی والے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور سپاہیوں نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے پہلے سٹیشن ویگن کو زور لگا کر سیدھا کیا۔ اور پھر انہوں نے ٹیڑھے ہوئے دروازے کو بڑی مشکل سے کھینچ کھانچ کر کھولا اور اس کے بعد انہوں نے باری باری انہیں باہر نکالنا شروع کر دیا۔ ان سب میں صفدر زیادہ زخمی تھا سٹیرنگ لگنے کی وجہ سے اس کی پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں اور اس کا سانس اکھڑا ہوا تھا۔ جب کہ باقی معمولی زخمی تھے لیکن سر سیٹوں سے ٹکرانے کی وجہ سے وہ سب بے ہوش تھے۔

"ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو۔ اور پھر انہیں جیپوں میں ڈال کر لے چلو۔ ہمیں فوری طور پر انہیں ہیڈ کوارٹر پہنچانا ہے" ———

سرخ پٹی والے نے کہا اور جیبوں سے ہتھکڑیاں نکال کر ان سب کے ہاتھوں میں ڈال دیں اور پھر انہیں اٹھا کر دونوں جیپوں کے فرش پہ ریت کی بوریوں کی طرح ڈال دیا۔

سرخ پٹی والا پہلی جیپ میں سوار ہو گیا۔ اور دونوں جیپیں تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئیں۔ سرخ پٹی والے نے جیپ چلتے ہی ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر بل کھاتی ہوئی تار کے ساتھ منسلک رسیور نکال کر منہ سے لگا لیا۔

"ہیلو ——— سپیشل پٹرولنگ سکواڈ نمبر تھری سپیکنگ" ——— سرخ پٹی والے نے بار بار فقرہ دوہراتے ہوئے کہا۔

"یس ہیڈ کوارٹر سپیکنگ ——— کیا رپورٹ ہے" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"سر ——— میں ہیڈ کانسٹیبل رنجیت بول رہا ہوں۔ ہم چوکی ارسلا کے قریب پٹرولنگ میں مصروف تھے کہ چوکی کے سیکورٹی انچارج کرنل جوڑا سنگھ نے ہمیں ایمرجنسی کال کرتے ہوئے بتایا کہ ایک سٹیشن ویگن چوکی سے پاس ہوئی ہے۔ اس میں چھ غیر ملکی مرد اور ایک غیر ملکی عورت سوار ہے۔ انہوں نے چوکی پر یہ کہا تھا کہ وہ ماہرین آثار قدیمہ ہیں لیکن کرنل جوڑا سنگھ نے جب ہیڈ کوارٹر بات کی تو وہاں سے پاکیشیا میں ہمارے سفیر نے بتایا کہ انہیں کوئی اطلاع نہیں ہے اور یہ لوگ مشکوک ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ کرنل جوڑا سنگھ نے ہمیں اطلاع دی کہ ہم فوری طور پر انہیں کور کریں اور انہیں قابو کر کے وزارت داخلہ کو رپورٹ کریں۔ چنانچہ ہم نے انہیں باتھو موڑ پر روک لیا۔ لیکن وہ انسپکٹر

موہن کو سٹیشن ویگن سے کچل کر بھاگ نکلے۔ ہم نے ان کا تعاقب کیا۔ اور پھر ان کی سٹیشن ویگن کے ٹائروں پہ فائرنگ کر کے سٹیشن ویگن کو الٹا دیا۔ سٹیشن ویگن الٹنے سے وہ سب بے ہوش اور زخمی ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر انہیں جیپوں پر لاد لیا ہے اور اب وہ سب ہماری جیپوں میں بے ہوش پڑے ہیں" ——— ہیڈ کانسٹیبل رنجیت نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ ——— تم نے اچھی کارکردگی دکھائی ہے۔ تم ان کا خیال کر کے دارالحکومت کی طرف بڑھتے چلے آؤ۔ میں وزارت داخلہ سے ان کے متعلق بات کرتا ہوں کہ انہیں کس کے حوالے کرنا ہے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے سر" ——— ہیڈ کانسٹیبل رنجیت نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مگر پوری طرح ہوشیار رہنا یہ لوگ خطرناک بھی ہو سکتے ہیں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ——— اب وہ مکمل طور پر ہمارے قابو میں ہیں" ——— رنجیت نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اوکے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور رنجیت نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کیا اور رسیور واپس ڈیش بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ہک میں لٹکا دیا۔

"دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں اگر ہم انہیں مار

ڈالتے تو انہیں تعریف کی بجائے جھڑکیاں سننی پڑتیں: ـــــ رنجیت نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

دونوں جیپیں خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھیں۔ اور جیپوں کی سائیڈوں میں بنے ہوئے بنچوں پر بیٹھے ہوئے سپاہیوں کی نظریں مسلسل درمیان میں فرش پر پڑے ہوئے ان بے ہوش افراد پر جمی ہوئی تھیں۔ سپاہیوں کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اگر ان میں سے کسی کو ہوش آیا تو وہ سٹین گن کا بٹ مار کر اس کی کھوپڑی توڑ ڈالنے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔

جیپوں کو دوڑتے ہوئے دس بارہ منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ ہیڈ کانسٹیبل رنجیت کے ڈیش بورڈ پر سرخ رنگ کا ایک چھوٹا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور رنجیت نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور ڈیش بورڈ کے ہک سے رسیور نکال کر کان سے لگا لیا۔

"ہیڈ کوارٹر کالنگ سپیشل پٹرولنگ اسکواڈ نمبر تھری اوور" ـــــ بٹن دبتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس سر ـــ ہیڈ کانسٹیبل رنجیت سپیکنگ اوور" ـــــ رنجیت نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان افراد کی کیا پوزیشن ہے جنہیں تم لے آ رہے ہو اوور" ـــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"سر وہ سب ابھی تک بے ہوش ہیں اور ہماری جیپیں تیزی سے دارالحکومت کی طرف بڑھی چلی آ رہی ہیں اوور" ـــــ رنجیت

نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــ سنو ایک بڑا ہیلی کاپٹر ابھی تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ اس میں سیکرٹ سروس کے بڑے افسر موجود ہیں۔ تم نے ان تمام لوگوں کو ان کے حوالے کر دینا ہے اوور" ـــــ دوسری طرف سے تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر ـــ جیسا آپ کا حکم جناب اوور" ـــــ رنجیت نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــ اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور رنجیت نے بٹن آف کر کے رسیور دوبارہ ہک میں لٹکا دیا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان ابھر آیا تھا۔ دراصل وہ ان آدمیوں کی طرف سے دل ہی دل میں بے حد خوف زدہ تھا۔ اسے خطرہ تھا کہ بندھے ہونے کے باوجود وہ لوگ ہوش میں آ کر کوئی نہ کوئی ہنگامہ ضرور کھڑا کر دیں گے کیونکہ جس انداز میں انہوں نے انسپکٹر موہن کو کچل کر سٹیشن ویگن کو جیپوں سے ٹکرا کر نکالا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ یہ لوگ بے حد جی دار ہیں۔ بس یہ تو اتفاق تھا کہ سٹیشن ویگن کے دونوں ٹائر بیک وقت پھٹ گئے اور یہ تیز رفتار سٹیشن ویگن بری طرح قلابازیاں کھاتی چلی گئی اور اس طرح وہ زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ ورنہ نجانے ان پر قابو پانا کس طرح ممکن ہوتا۔

ابھی جیپیں چند گز ہی آگے بڑھی ہوں گی کہ انہیں آسمان پر ایک دیو ہیکل ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا نظر آیا۔ ہیلی کاپٹر کا رخ ان کی جیپوں کی طرف ہی تھا۔

"جیپیں ایک طرف روک لو" ——— ہیڈ کانسٹیبل رنجیت نے ہیلی کاپٹر دیکھتے ہی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے پچھلی جیپ کو رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنی جیپ سڑک کے کنارے روک دی۔ پچھلی جیپ بھی اس کے قریب آکر رک گئی۔ اور رنجیت اچھل کر جیپ سے باہر آگیا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر ان کے سروں پر پہنچ گیا اور ایک چکر لگا کر جیپوں کے قریب ہی کھلے میدان میں اتر گیا۔ ہیلی کاپٹر اترتے ہی اس میں سے چار افراد کود کر باہر آئے اور تیزی سے جیپوں کی طرف بڑھتے چلے آئے۔ رنجیت نے انہیں باقاعدہ سیلوٹ کیا کیونکہ اسے پتہ لگ گیا تھا کہ آنے والے سیکرٹ سروس کے اعلیٰ افسر ہیں۔

"کہاں ہیں وہ قیدی" ——— سب سے آگے آنے والے نے سلام کا جواب دیتے ہوئے بڑے سخت لہجے میں پوچھا۔

"سر جیپوں میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں" ——— رنجیت نے جواب دیا۔

"انہیں نکال کر باہر ڈال دو" ——— اس نے رنجیت سے کہا اور پھر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نمبر تھری ——— کاپٹر سے امونیا کی بوتل اور تولیہ لے آؤ۔ میں ان کا میک اپ یہیں چیک کرنا چاہتا ہوں"۔

"یس سر ——— ابھی لایا" ——— نمبر تھری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ ادھر رنجیت کے حکم پر سپاہیوں نے زخمیوں کو نکال نکال کر باہر میدان میں لٹانا

شروع کر دیا۔

"اوہ سر ——— یہ تو خاصے زخمی ہیں" ——— تیسرے آدمی نے چونک کر کہا اس نے ہاتھ میں ایک بیگ پکڑا ہوا تھا۔

"ہاں ڈاکٹر ——— تم ایسا کرو کہ پہلے انہیں بے ہوش کرنے کے انجکشن لگا دو۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ ہوش میں آکر کوئی پریشانی پیدا کرنے کی کوشش کریں" ——— اسی آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— میں انہیں بے ہوش کر کے ان کی مرہم پٹی بھی کر دیتا ہوں" ——— ڈاکٹر نے مستعد لہجے میں کہا اور پھر بیگ سنبھالے تیزی سے زمین پر پڑے زخمیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"سر یہ لوگ بہت مشکل سے ہاتھ آئے ہیں۔ انہوں نے انسپکٹر موہن کو کچل دیا۔ اور سٹیشن ویگن لے کر بھاگ نکلے تھے" ——— رنجیت نے اپنی کارکردگی کا رعب جمانے کے لئے کہا۔

"ہاں ہیڈ کانسٹیبل ——— اگر میرا اندازہ درست نکلا تو پھر یہ لوگ دنیا کے سب سے خطرناک آدمی ہیں اور انہیں گرفتار کرنے پر تم سب کو بہادری کے تمغے دیئے جائیں گے۔ میں وزیر اعظم صاحب سے آپ لوگوں کی خصوصی سفارش کروں گا" ——— اس آدمی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ہیڈ کانسٹیبل رنجیت کے ساتھ ساتھ تمام سپاہیوں کے سینے بھی تن گئے۔

ڈاکٹر نے تھوڑی ہی دیر میں تمام کے بازوؤں میں بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے اور پھر وہ ان کی ضروری مرہم پٹی میں مصروف ہو گیا۔ جبکہ دوسرا آدمی ہاتھ میں ایک بڑی سی بوتل اور تولیہ سنبھالے

مستعد کھڑا تھا۔ وہ شاید ڈاکٹر کے فارغ ہونے کے انتظار میں تھا۔ اُسی لمحے ہیلی کاپٹر سے ایک اور آدمی اترا۔ اس نے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر اٹھایا ہوا تھا۔ جس پہ سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

"سر ——— آپ کی ایمرجنسی کال ہے" ——— ٹرانسمیٹر والے نے آفیسر کے قریب آکر مؤدبانہ انداز میں کہا تو اس نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا مائیک نکال کر منہ سے لگا لیا۔

"یس شاگل چیف آف سیکرٹ سروس سپیکنگ اوور" ——— اس آدمی نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رعونت کے ساتھ ساتھ باقی سپاہیوں کے چہروں کے عضلات یکدم تن گئے وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ سیکرٹ سروس کا سربراہ ان سے باتیں کرتا رہا ہے۔

"نمبر سکسٹی الیون سپیکنگ سر اوور" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"اوہ سکسٹی الیون ——— کیا رپورٹ ہے اوور" ——— شاگل نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ سکسٹی الیون کی ایمرجنسی کال کا مطلب تھا کہ اُسے پاکیشیا سے کوئی نئی اطلاع ملی ہے۔ کیونکہ سکسٹی الیون سیکرٹ سروس کے فارن شعبے کا انچارج تھا اور اس کے پاس پاکیشیا کا ڈلیک تھا۔

"سر ——— ابھی ابھی پاکیشیا میں ہمارے ایجنٹوں نے رپورٹ دی ہے کہ پاکیشیا کے سیکرٹ سروس کے ارکان اقوام متحدہ کے ماہرین آثارِ قدیمہ کے روپ میں ایک سٹیشن ویگن پر سوار ہو کر کافرستان میں داخل ہوئے ہیں۔ بس سر ہمارے ایجنٹوں کو اچانک ہی اس

آدمی سے اطلاع مل گئی جس سے انہوں نے جعلی پاسپورٹ اور ویزے تیار کرائے تھے۔ اور وہ اکثر و بیشتر سیکرٹ سروس کے لئے ایسے کام کرتا ہی رہتا ہے اوور" ——— سکسٹی الیون نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ کیا اس آدمی کی رپورٹ پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اوور" ——— شاگل نے چونک کر زمین پہ پڑے ہوئے بے ہوش زخمیوں پہ نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"سر ——— میں نے بھی یہی سوال کیا تھا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ سیکرٹ سروس سے متعلق لوگ عام حالات میں زبان نہیں کھولتے۔ لیکن سر یہ کام ہماری ایک لیڈی ایجنٹ نے انجام دیا ہے۔ وہ آدمی اس لیڈی ایجنٹ کی محبت میں گرفتار تھا اور بس اچانک گفتگو کے دوران اپنی مہارت کا ذکر کرتے ہوئے اس نے یہ بات بھی بتا دی اوور" ——— سکسٹی الیون نے جواب دیا۔

"اوہ ——— اگر یہ بات ہے تو پھر یہ رپورٹ بالکل درست ہے۔ اور تمہیں یہ خوشخبری بھی سنا دوں کہ اس وقت سٹیشن ویگن میں سوار چھ مرد اور ایک عورت میرے سامنے بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اوور" ——— شاگل نے خوشی سے پاگل ہو جانے والے لہجے میں کہا۔

"سر پھر آپ نے صحیح آدمیوں کو پکڑا ہے۔ اس آدمی نے بھی یہی رپورٹ دی تھی کہ اس نے چھ مردوں اور ایک عورت کے جعلی پاسپورٹ اور ویزے بنائے تھے اوور" ——— سکسٹی الیون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ___ ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس وقت ہمارے قبضے میں پہنچ گئی ہے۔ ویری گڈ۔ میں انہیں فوراً بلیک ہاؤس لے جاتا ہوں۔ اوور اینڈ آل ___ شاگل نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مائیک واپس اس آدمی کو پکڑا دیا جو ہاتھ میں ٹرانسمیٹر اٹھائے خاموش کھڑا تھا۔

ڈاکٹر اس دوران فارغ ہو گیا تھا اور اب امونیا والا آدمی ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"رہنے دو نمبر تھری ___ ان کی اصلیت کا پتہ چل گیا۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں۔ انہیں فوراً ہیلی کاپٹر میں لادو اور ہیلی کاپٹر سیدھا بلیک ہاؤس میں لے چلو۔ میں اب مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا" ___ شاگل نے نمبر تھری سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر اس کے حکم پر سپاہیوں نے صفدر اور اس کے ساتھیوں کو کندھوں پر لاد کر بڑے سے ہیلی کاپٹر میں پہنچا دیا۔ اور پھر شاگل، رنجیت اور اس کے ساتھیوں کو شاباش دیتا ہوا اچھل کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔ اس کا چہرہ مسرت سے پھٹا جا رہا تھا۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ اس طرح اچانک سیکرٹ سروس کے اکٹھے سات ممبر اس کے ہتھے چڑھ سکتے ہیں۔ اب وہ وزیراعظم کو اپنی اعلیٰ کارکردگی کی رپورٹ دے سکتا ہے۔

اور پھر ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

کرنل ہلگارڈ کا سرخ و سفید چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ اس کے چہرے کے عضلات تنے ہوئے تھے اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ ابھی ابھی کے۔جی۔بی کے چیف نے ٹرانسمیٹر کال پر اسے اچھی خاصی جھاڑ پلا دی تھی۔ کافرستان کے وزیراعظم نے روسیاہ کے وزیراعظم سے شکایت کی تھی کہ کرنل ہلگارڈ ان کے مقامی معاملات میں مداخلت کرتا رہتا ہے اور روسیاہ کے وزیراعظم نے کے۔جی۔بی کے چیف کو اس سلسلے میں شکایت کی تھی اور ظاہر ہے کے۔جی۔بی کے چیف نے کرنل ہلگارڈ کو اس معاملے میں اچھا خاصا بے عزت کر دیا تھا۔ کرنل ہلگارڈ کو علم تھا۔ کہ یہ ساری شرارت شاگل کی ہے۔ اسی نے کافرستان کے وزیراعظم سے اس کی شکایت کی ہو گی۔

"میں اس مقامی چوہے کو بتاؤں گا کہ کرنل ہلگارڈ کیا چیز ہے۔ اس نے کرنل ہلگارڈ کو ابھی جانا ہی نہیں" ___ کرنل ہلگارڈ نے اپنی ہی ہتھیلی پر پوری قوت سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے سامنے میز

پر رکھا۔ جو ٹرانسمیٹر اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس کی ناب کو گھما کر اس پر ایک مخصوص فریکونسی سیٹ کی اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر پر ایک سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی سرخ رنگ کا بلب سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا۔

"ہیلو راسپوتین سپیکنگ اوور" ـــــ سبز رنگ کا بلب جلتے ہی ایک چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"کوبرا فرام دس اینڈ اوور" ـــــ کرنل بلگارڈ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــ آج کیسے یاد کر لیا خادم کو اوور" ـــــ راسپوتین کے لہجے میں ہلکا سا طنز تھا۔

"راسپوتین ـــــ میری عزت کا مسئلہ آن پڑا ہے۔ یہاں کی مقامی سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے ایک معاملے میں مجھے چیلنج کر دیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اُسے ایسا سبق دوں کہ وہ ساری عمر ہاتھ ملتا رہے اوور" ـــــ کرنل بلگارڈ نے جواب دیا۔

"اوہ ـــ ایسا کون سا مسئلہ آ گیا کچھ وضاحت فرمایئے اوور" راسپوتین نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا تو کرنل بلگارڈ نے ڈینجر لینڈ کے سلسلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کی آمد اور پھر کے۔جی۔بی کے چیف کی جھاڑ تک تمام کہانی تفصیل سے سنا دی۔

"اوہ ـــ واقعی مسئلہ تو بے حد اہم ہے۔ مگر آپ کیا چاہتے ہیں اوور" ـــــ راسپوتین کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"دیکھو راسپوتین ـــــ ڈینجر لینڈ اب روسیاہ کی عزت کا مسئلہ ہونے کے ساتھ ساتھ اب میری ذاتی انا کا بھی مسئلہ بن چکا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم اس طریقے سے کام کریں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہم مقامی سیکرٹ سروس سے پہلے پکڑ لیں۔ اس طرح ہم کافرستان کے وزیر اعظم پر یہ ثابت کر دیں کہ ان کے ملک کی سیکرٹ سروس قطعاً نااہل ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں کے۔جی۔بی کے چیف کو بھی یہ باور کرا دوں کہ کرنل بلگارڈ واقعی کوبرا ہے۔ لیکن چونکہ کے۔جی۔بی کے چیف کی طرف سے واضح پابندی کی وجہ سے خود تو صرف ڈینجر لینڈ تک ہی محدود ہو کر رہ گیا ہوں۔ خود تو آگے آ نہیں سکتا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تم میری جگہ پر یہ کام کرو۔ اوور" ـــــ کرنل بلگارڈ نے تفصیلی بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے آپ کے مجھ پر بے پناہ احسانات ہیں میں یہ کام ضرور کروں گا اوور" ـــــ راسپوتین نے جواب دیا۔

"شکریہ ـــ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے پاس پوری سپیشل برانچ ہے۔ اور تم ایسے کاموں میں ماہر بھی ہو۔ اس لئے تم آسانی سے یہ کام نپٹا سکتے ہو۔ البتہ صرف ایک بات ضرور کر دوں گا کہ پاکیشیا کے علی عمران کا خاص طور پر خیال رکھنا وہ بے حد خطرناک آدمی ہے اوور" ـــــ کرنل بلگارڈ نے کہا۔

"اوہ ـــ میں نے بھی اس کی شہرت سن رکھی ہے۔ بہرحال میرے

مقابلے میں ابھی وہ بچہ ہی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ میں جلد ہی اُسے چو
چوہے کی طرح پکڑ کر آپ کے حوالے کر دوں گا اوور "۔۔۔۔ راسپوتین
نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"کام شروع کرنے کے لئے میں تمہیں کلیو دے سکتا ہوں کہ تم شاگل کی
نگرانی شروع کر دو۔ اس کے آدمی پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں اور وہ
ان لوگوں کے خلاف باقاعدہ حرکت میں آچکا ہے اوور "۔۔۔۔ کرنل
بلگارڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے شاگل کے ارد گرد میرے آدمی موجود ہیں میں ابھی انہیں
ہدایات دے دیتا ہوں اور جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا اوور۔"
راسپوتین نے جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔۔ تھینک یو ۔۔۔۔ میں تمہاری طرف سے خوشخبری کا ہر
وقت منتظر رہوں گا اوور اینڈ آل "۔۔۔۔ کرنل بلگارڈ نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر
گہرا اطمینان تھا۔ وہ راسپوتین کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ روسیاہ کی
طرف سے کافرستان میں سپیشل برانچ کا انچارج تھا۔ ایسی برانچ جس کا
علم کافرستان کے حکام کو بھی نہیں تھا۔ اور اس کے پاس انتہائی تیز
طرار ایجنٹوں پر مشتمل ایک خاصی لمبی چوڑی ٹیم تھی۔ جس کے پاس جدید
کے جدید ترین آلات کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی سہولیات بھی موجود تھیں
اور بذاتِ خود راسپوتین انتہائی ٹاپ ایجنٹ سمجھا جاتا تھا۔ اس
ریکارڈ میں بے شمار ایسے کارنامے موجود تھے جو کسی انسان کا کام معلوم
نہ ہوتے تھے۔ کرنل بلگارڈ کو اب پوری طرح اطمینان تھا کہ اتق

یکرٹ سروس سے وہ لازماً بازی جیت جائے گا۔ اور یہی وہ چاہتا تھا۔

"اوہ عمران صاحب ۔۔۔۔ غضب ہو گیا۔ سیکرٹ سروس
پوری ٹیم شاگل کے متھے چڑھ گئی ہے۔ اور وہ انہیں لے کر سیکرٹ
روس کے خفیہ ہیڈ کوارٹر بلیک ہاؤس میں لے گیا ہے" ۔۔۔۔ نائران
، انتہائی پریشان لہجے میں عمران کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔
"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔۔ سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم ۔۔۔۔ یہ
سے ہو سکتا ہے۔ میں نے تو انہیں علیحدہ علیحدہ داخل ہونے کے لئے
کہا تھا" ۔۔۔۔ عمران نے جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے
بھی پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔
"ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ شاگل کو یہ اطلاع دی گئی کہ پاکیشیا
کے ایک سٹیشن ویگن پہ ماہرینِ آثار قدیمہ کے روپ میں چھ مرد اور
یک عورت کافرستان میں چوکی ارسلان کے راستے داخل ہوئے ہیں۔
انہوں نے وہاں چوکی کے چیف سیکورٹی آفیسر کو یہ کہا تھا کہ انہوں
نے پاکیشیا میں کافرستان کے سفیر کو اپنے سفر کی باقاعدہ اطلاع دی

ہے۔ اس بنا پر انہیں چوکی سے پاس کر دیا گیا۔ مگر چونکہ آج کل نگرانی ا
کڑی رکھی ہوئی ہے۔ اس لئے فوری طور پر سفیر سے بات کی گئی وہاں
سے اطلاع ملی کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ تو سپیشل پٹرولنگ اسکواڈ کو
انہیں گرفتار کرنے کا حکم دے دیا گیا تاکہ ان کی اصلیت معلوم کی جا
سکے۔ سپیشل سکواڈ نے جب گھیراؤ ڈالا تو سٹیشن ویگن والے ان
انچارج کو کچلتے ہوئے فرار ہو گئے۔ مگر پولیس نے سٹیشن ویگن پر فائر
کھول دیا اور تیز رفتار ویگن الٹ گئی اور تمام لوگ زخمی ہونے کے سا
ساتھ بے ہوش ہو گئے۔ چنانچہ پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس کی
اطلاع جب شاگل کو ملی تو وہ ایک خصوصی ہیلی کاپٹر پر وہاں جا پہنچا۔
ایک آدمی بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اس نے رپورٹ دی ہے کہ وہاں
شاگل کو اس کے پاکیشیا فارن شعبے سے اطلاع ملی کہ یہ سارے لوگ
پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ انہوں نے جس آدمی
سے جعلی کاغذات تیار کرائے تھے اس نے محبت کے چکر میں آکر راز کھ
دیا۔ اور اب شاگل اسی ہیلی کاپٹر پر انہیں لے کر بلیک ہاؤس چلا گیا ہے
ناٹران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ ــــــ ان لوگوں نے اس طرح داخل ہو کر بے حد
حماقت کی ہے۔ یہ بلیک ہاؤس کہاں ہے" ــــــ عمران کے چہرے
پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"یہ دارالحکومت سے ایک سو میل مغرب میں ایک پہاڑی کے
سلسلے کے اندر زیر زمین بنایا گیا ہے۔ اور اس کی انتہائی کڑی نگرانی
کی جاتی ہے" ــــــ ناٹران نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

ان لوگوں کو فوراً وہاں سے نکالنا ہو گا ورنہ شاگل تو ان کی بوٹیاں
نوچ لے گا" ــــــ عمران نے کہا۔

"بلیک ہاؤس سے ان کا از خود نکلنا تو ناممکن ہے اور وہاں کسی
کا داخلہ بھی بے حد مشکل ہے۔ یہ بہت برا ہوا ہے۔ بہت ہی برا"
ناٹران کے لہجے میں بے پناہ پریشانی تھی وہ شاید بلیک ہاؤس کی
حقیقت کو اچھی طرح جانتا تھا۔

"مجھے فوراً وہاں پہنچنا ہو گا۔ کیا تم کسی ہیلی کاپٹر کا فوری طور پر بندوبست
کر سکتے ہو" ــــــ عمران نے الماری کھول کر چیت لباس باہر
نکالتے ہوئے کہا۔

"ہاں دس منٹ کے اندر ہیلی کاپٹر پہنچ سکتا ہے۔ اس پر ایک
زراعتی کمپنی کا نشان موجود ہے تاکہ اسے فصلوں پر سپرے کرنے والا
ہیلی کاپٹر سمجھا جائے" ــــــ ناٹران نے جواب دیا۔

"اوکے ــــــ پھر فوری طور پر ہیلی کاپٹر منگواؤ۔ اور میرے ساتھ
چلنے کی تیاری کرو۔ ہمیں فوراً کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا" ــــــ عمران نے
لباس تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ــــــ ناٹران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر کمرے
سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ ٹیم کے ممبران
بہت بری طرح پھنس گئے تھے اور عمران جانتا تھا کہ اب انہیں شاگل
کے پنجے سے نکلنے کے لئے انتہائی خوفناک جدوجہد کرنی پڑے
گی۔ بہرحال وہ خاموش تو نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ کیونکہ سیکرٹ سروس

کی پوری ٹیم پھنس گئی تھی۔

اس نے لباس بدلا اور پھر ضروری اسلحہ اور جدید ترین اور فوری میک اپ کرنے کا سامان بھی اس نے لباس کی خفیہ جیبوں میں بھر لیا۔ پوری طرح تیار ہونے کے بعد اس نے کمرے میں ہی ٹہلنا شروع کر دیا۔ اس کا ذہن اسی ادھیڑ بن میں مصروف تھا کہ کس ترکیب سے ان لوگوں کو وہاں سے نکالا جائے۔

پھر تھوڑی دیر بعد ناٹران بھی سیاہ رنگ کے چست لباس میں اندر داخل ہوا۔ اس نے چہرے پر میک اپ کیا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ایک انتہائی سڈول جسم کا مالک نوجوان بھی تھا جس نے بھی چست قسم کا لباس پہنا ہوا تھا۔

"اوہ فیصل جان ——— اچھا ہوا تم آ گئے تمہاری واقعی اس وقت ضرورت تھی" ——— عمران نے ناٹران کے ساتھ آنے والے نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ سر ——— ویسے ایک بار پھر آپ کے ساتھ کام کر کے مجھے بے حد خوشی ہو گی" ——— فیصل جان نے مسکرا کر جواب دیا۔

"سر ——— ہیلی کاپٹر آ گیا ہے" ——— ناٹران نے کہا۔

"ہاں آؤ چلیں" ——— عمران نے کہا اور پھر وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے۔ ہیلی کاپٹر عمارت کے پچھلے حصے میں کھڑا تھا۔ وہ تینوں اس میں سوار ہو گئے۔ فیصل جان نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور عمران اور ناٹران پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔

"فیصل جان ——— ہم نے مغربی پہاڑیوں میں موجود سیکرٹ سروس

کے خفیہ ہیڈ کوارٹر بلیک ہاؤس میں داخل ہونا ہے" ——— ناٹران نے فیصل جان سے مخاطب ہو کر کہا اور فیصل جان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کیا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ کافی بلندی پر جا کر فیصل جان نے ہیلی کاپٹر کا رخ بدلا اور پھر اُسے خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

تقریباً پندرہ منٹ کی پرواز کے بعد انہیں دور سے پہاڑیوں کا سلسلہ نظر آنے لگا۔ ہیلی کاپٹر خاصی تیز رفتاری سے ان پہاڑیوں کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ اور عمران اور ناٹران کے چہروں پر گہری سنجیدگی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ چند لمحوں بعد انتہائی خوفناک جدوجہد کا آغاز ہونے والا ہے اور نجانے اس کا انجام کیا ہو۔

راسپوتین نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا تو اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس والے ڈینجر لینڈ تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو نہ صرف یہ کافرستان کو زبردست نقصان اٹھانا پڑے گا۔ بلکہ بین الاقوامی طور پر روسیاہ کو بھی زبردست ہزیمت اٹھانی پڑے گی۔ ادھر کرنل ہلگارڈ کے اس پر بے شمار احسانات تھے۔ اور وہ چاہتا تھا کہ کرنل ہلگارڈ کی بھی مدد کرے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے کرنل ہلگارڈ سے وعدہ کر لیا تھا۔

وہ چند لمحے کرسی میں دھنسا انہی باتوں پر غور کرتا رہا۔ پھر اس نے اٹھ کر ایک الماری کھولی۔ اور اس کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی الماری کا اندرونی حصہ خود بخود گھومتا چلا گیا۔ اور اب وہاں ایک دروازہ سا نمودار ہو گیا۔ راسپوتین نے دروازے پر لگا گھڑی کے ڈائل نما لاک کی دونوں سائیڈوں کو

انگلیوں کی مدد سے ہلکا سا دبایا تو لاک کے اوپر مختلف نمبر نمودار ہوتے چلے گئے۔ اور پھر جیسے ہی مخصوص نمبروں کا سیٹ ڈائل پر ابھرا۔ راسپوتین نے دباؤ یک لخت بڑھا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ راسپوتین اندر داخل ہوا۔ تو یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں مختلف قسم کی مشینیں دیواروں کے ساتھ ساتھ نصب تھیں۔ درمیان میں ایک میز اور کرسی پڑی ہوئی تھی۔ راسپوتین کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے میز کے کنارے کو انگوٹھے کی مدد سے دبایا تو میز کی ٹاپ کسی صندوق کی طرح کھلتی چلی گئی۔ اور ایک بڑی سی مشین خود بخود باہر نکل آئی۔ اس مشین پر مختلف قسم کے ڈائل لگے ہوئے تھے۔ اوپر والے حصے پر ایک چھوٹی سی سکرین نصب تھی اور نچلے حصے میں بڑے سائز کے ٹیپ لگے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ یہ ایک جدید ترین مشین تھی جو ٹرانسمیٹر کالیں ٹیپ کرنے کے لئے تیار کی گئی تھی۔ راسپوتین نے فی الحال یہی سوچا تھا کہ شاگل کی مخصوص فریکونسی پر آنے والی ہر کال کو ٹیپ کر لیا جائے۔ تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ مقامی سیکرٹ سروس پاکیشیا کے جاسوسوں کے خلاف کیا کر رہی ہے۔ اور پھر کوئی کلیو ملتے ہی اپنے آدمیوں کو حرکت میں لایا جائے۔

راسپوتین نے میز کی دراز کھول کر اس کے خفیہ خانے سے ایک سرخ رنگ کی جلد والی ڈائری نکالی اور پھر اسے کھول کر اس نے اس کے مختلف صفحوں پر نظریں دوڑانی شروع کر دیں۔ چند ہی لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک ابھری۔ اس نے شاگل کی مخصوص

فریکونسی تلاش کر لی تھی۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر نصب مختلف نابیں تیزی
سے دائیں بائیں گھمائیں اور پھر جب مختلف ڈائلوں پر موجود سوئیاں
اس کی مرضی کے مطابق مخصوص نمبروں پر پہنچ گئیں تو اس نے ایک بڑا
سا سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر میں زندگی کی لہر
دوڑ گئی اور چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بے شمار بلب تیزی سے
جلنے بجھنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی
آوازیں ابھرنے لگیں۔

راسپوتین نے ایک اور بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ یہ بٹن آٹومیٹک
ٹیپ ریکارڈ کا تھا۔ کہ جب اس فریکونسی پر کوئی کال آتی ٹیپ ریکارڈر
اُسے خود بخود ٹیپ کر لیتا۔ کہ اچانک ٹرانسمیٹر کی زوں زوں پر ایک
بھاری آواز گونج اٹھی۔ اور راسپوتین کا بٹن کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ
یک لخت رک گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ شاگل کی فریکونسی پر کوئی کال کی گئی ہے
اس نے تیزی سے ایک اور بٹن دبا دیا تو مشین پر لگی ہوئی سکرین روشن
ہو گئی۔ پہلے تو اس پر آڑھی ترچھی لکیریں سی دوڑتی رہیں پھر ایک منظر
ابھر آیا۔ یہ منظر وہاں کا تھا جہاں کال رسیو کی جا رہی تھی۔ اور راسپوتین
یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ شاگل ایک بڑی سی سڑک کے کنارے کھڑا تھا۔ اور
اس کے سامنے چھ غیر ملکی مرد اور ایک عورت بے ہوش پڑے ہوئے تھے
ان کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ اور ایک ڈاکٹر ان کی مرہم پٹی
میں مصروف تھا۔ جب کہ ایک طرف پولیس کی دو بڑی جیپیں موجود تھیں۔
اور ان آدمیوں کے پیچھے پولیس کے سپیشل اسکواڈ کے باوردی آدمی
بڑے مستعدی کے عالم میں کھڑے تھے۔ شاگل کے ساتھ ایک آدمی

نے ہاتھ میں ٹرانسمیٹر پکڑا ہوا تھا اور شاگل مائیک پکڑے ہوئے تھا
دو اور آدمی بھی شاگل کے ارد گرد موجود تھے۔ اور ان سب کے پیچھے
ایک بڑا سا ہیلی کاپٹر بھی کھڑا تھا۔

ٹرانسمیٹر پر وہ شاگل کو ملنے والی کال غور سے سنتا رہا۔ اور اس
کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں میں چمک بڑھتی چلی آئی۔ کال کرنے
والا سیکرٹ سروس کے فارن شعبے کا انچارج تھا اور وہ شاگل کو
بتا رہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر اقوام متحدہ کے ماہرین
کے روپ میں ایک سٹیشن ویگن پر سوار ہو کر کافرستان میں داخل
ہو گئے ہیں۔ اور راسپوتین اس وقت بری طرح چونک پڑا۔ جب
جواب میں شاگل نے اُسے بتایا کہ سیکرٹ سروس کے وہ ممبران جن
کے متعلق وہ کال کر رہا ہے۔ اس وقت اس کے سامنے بے ہوش
پڑے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اعلان کر دیا کہ وہ ان آدمیوں
کو بلیک ہاؤس لے جانا چاہتا ہے۔ اور پھر کال ختم ہو گئی اور اس کے
ساتھ ہی سکرین دوبارہ تاریک ہو گئی۔ راسپوتین کی آنکھوں میں
بے پناہ چمک تھی۔ غیر متوقع طور پر وہ پہلی ہی کوشش میں کامیاب
ہو گیا تھا۔ اور سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم کی نشاندہی ہو گئی تھی۔
اب اس نے صرف اتنا کرنا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ان ممبران
کو شاگل سے چھین کر کرنل ملگارڈ تک پہنچا دیتا اور اس کے ساتھ ہی
اس کا کام ختم ہو جاتا۔ چونکہ اب کالیں ٹیپ کرنے کی ضرورت
باقی نہ رہی تھی اس لئے اس نے بٹن دبا کر مشین کو واپس میز میں
غائب کیا اور پھر اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

الماری والے دروازے سے باہر نکل کر اس نے الماری کو دوبارہ برابر کیا اور پھر وہ تیزی سے پہلے کمرے میں رکھی ہوئی میز کے پیچھے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے میز پر پڑا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن کو انگلی سے دبا دیا۔

"یس باس" ——— بٹن دبتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مس راشیل ——— جوبلی کو فوراً میرے پاس بھیجو" ——— راسپوتین نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔ بلیک ہاؤس کے متعلق اتنا تو وہ جانتا تھا کہ وہ دارالحکومت کی مغربی پہاڑیوں میں کہیں بنایا گیا ہے۔ لیکن زیادہ تفصیلات اُسے معلوم نہ تھیں۔ اس لئے اس نے ٹیم کے ایک ممبر جوبلی کو بلایا تھا۔ جوبلی کے ذمہ ڈیوٹی ہی یہی تھی کہ وہ اس قسم کی مخصوص عمارات کے متعلق مکمل معلومات رکھے۔

چند لمحوں بعد دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو راسپوتین سمجھ گیا کہ آنے والا جوبلی ہوگا۔

"یس کم ان" ——— راسپوتین نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے دروازہ کھول کر ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس باس" ——— آنے والے نے میز کے قریب آکر رکتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"جوبلی ——— مجھے مقامی سیکرٹ سروس کے خفیہ ہیڈکوارٹر بلیک ہاؤس کی مکمل تفصیلات چاہئیں اور فوراً" ——— راسپوتین نے کہا۔

"یس باس ——— میں چند لمحوں میں فائل لے آتا ہوں" ——— جوبلی نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

راسپوتین نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کو اپنی طرف کھسکایا۔ اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہوگیا۔

"یس ساوک سپیکنگ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز ابھری۔

"ساوک ——— ایک ایمرجنسی مشن سامنے آیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران جو چھ مردوں اور ایک عورت پر مشتمل ہیں کو مقامی سیکرٹ سروس کے خفیہ ہیڈکوارٹر بلیک ہاؤس لے جایا گیا ہے۔ ہم نے انہیں وہاں سے نکال کر ڈینجر لینڈ میں کرنل بلگارڈ کے حوالے کرنا ہے" ——— راسپوتین نے کہا۔

"بہتر سر ——— کیا یہ لوگ ہم سے تعاون کریں گے" ——— ساوک نے پوچھا۔

"کون لوگ" ——— راسپوتین نے چونک کر پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس والے" ——— ساوک نے جواب دیا۔

"ارے نہیں ——— ہم نے خفیہ طور پر یہ سب کام کرنا ہے۔ ہماری نشاندہی نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمارا مقابلہ مقامی سیکرٹ سروس سے ہوگا یوں سمجھو کہ ہم نے مقامی سیکرٹ سروس کے منہ سے شکار چھیننا ہے" ——— راسپوتین نے چہک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— میں سمجھ گیا باس ——— آپریشن کس وقت ہوگا" ———

ساوک نے پوچھا۔

"ان لوگوں کو مقامی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہیلی کاپٹر پر ابھی ابھی وہاں لے گیا ہے اور ہم نے جس قدر جلد ممکن ہو سکے انہیں وہاں سے نکالنا ہے۔ میں نے جوبلی سے بلیک ہاؤس کی تفصیلات طلب کر لی ہیں۔ یہ ہمیں چند ہی لمحوں میں مل جائیں گی"۔۔۔۔ راسپوتین نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے باس ۔۔۔۔ پھر ہمیں بھی فوری طور پر ہیلی کاپٹر میں ہی وہاں جانا ہوگا۔ آپ تفصیلات لے کر زیرو پوائنٹ پر پہنچ جائیں۔ ہیلی کاپٹر وہاں آپ کو تیار ملیں گے"۔۔۔۔ ساوک نے کہا۔

"او۔ کے ۔۔۔ میں زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں وہاں پہنچ جاؤں گا"۔۔۔۔ راسپوتین نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ہم مکمل تیاری کے ساتھ آپ کے منتظر کھڑے ہوں گے"۔۔۔۔ ساوک نے جواب دیا اور راسپوتین نے رسیور رکھ دیا۔

اُسی لمحے جوبلی واپس کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں خاکی کور والی ایک فائل موجود تھی۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں فائل راسپوتین کے سامنے رکھ دی۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم جا سکتے ہو"۔۔۔۔ راسپوتین نے کہا اور جوبلی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

جوبلی کے جانے کے بعد راسپوتین نے فائل کھول کر اس پر سرسری سی نظریں دوڑائیں۔ بلیک ہاؤس کے متعلق خاصی تفصیلی معلومات فائل میں موجود تھیں۔ راسپوتین نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے فائل بند کی اور خود اٹھ کر تیزی سے ڈریسنگ روم میں گھستا چلا گیا۔ اس نے مشن کے لئے اپنا مخصوص چست قسم کا لباس پہنا جس کی خفیہ جیبوں میں مختلف قسم کا سامان پہلے ہی موجود رہتا تھا۔

اور پھر ایک سرخ رنگ کا نقاب نکال کر اس نے سامنے والی جیب میں رکھا اور فائل کو بھی تہہ کر کے اندرونی جیب میں ڈال لیا۔ پھر اس نے انٹرکام پر لیڈی سیکرٹری کو مخصوص قسم کی ہدایات دیں اور خود عمارت سے باہر نکلتا چلا آیا۔ اس کی سرخ رنگ کی سپورٹس کار عمارت کے پورچ میں موجود تھی۔ وہ اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور کار تیزی سے مڑ کر عمارت کے بیرونی گیٹ سے نکل کر دائیں طرف مڑ کر سڑک پر تیزی سے دوڑتی چلی گئی۔

شاگل کے چہرے پر مسرت کے آبشار بہہ رہے تھے۔ اس
کے سامنے ہیلی کاپٹر میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم بے ہوشی
کے عالم میں پڑی ہوئی تھی۔ اور ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے بلیک
ہاؤس کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ اس
طرح غیر متوقع طور پر کامیابی اس کے قدم چوم لے گی۔ اب وہ اطمینان
سے اپنے سب سے بڑے دشمن ملک کی ٹیم سے بھرپور انداز میں انتقام
لے سکے گا۔ اس نے اس لئے ان سب کو فوری طور پر بلیک ہاؤس
لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ اُسے علم تھا کہ بلیک ہاؤس ہی ایسی جگہ
ہے جہاں سے کسی آدمی کا باہر نکل جانا ناممکن ہے۔ ورنہ اُسے خطرہ تھا
کہ یہ لوگ ہوش میں آتے ہی کوئی نہ کوئی ہنگامہ ضرور کھڑا کرنے کی
کوشش کریں گے۔ ایک بار تو اس کا جی چاہا تھا کہ ان ساتوں کو اسی
بے ہوشی کے عالم میں ہی گولیوں سے بھون ڈالے اور پھر ان کی لاشیں
وزیراعظم کو پیش کر دے۔ لیکن پھر اس نے خیال بدل ڈالا کیونکہ وہ
انہیں زندہ حالت میں وزیراعظم کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا تاکہ
وزیراعظم براہِ راست ان سے باتیں کر سکیں اور اس طرح انہیں اطمینان
ہو جائے گا کہ واقعی جن لوگوں کو پکڑا گیا ہے ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ
سروس سے ہے۔

وہ اسی سوچ بچار میں غرق تھا کہ پائلٹ کی آواز سنائی دی۔

"سر۔۔۔ ہم بلیک ہاؤس پہنچنے والے ہیں۔۔۔" پائلٹ شاگل
سے مخاطب تھا۔ اور شاگل یہ سنتے ہی چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر
تیزی سے پائلٹ کے ساتھ والی خالی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے
ٹرانسمیٹر مائیک ہک سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا
کہ جب تک مخصوص کوڈ نہیں دوہرائے جائیں گے۔ ہیلی کاپٹر بلیک
ہاؤس کے اندر داخل نہ ہو سکے گا۔ ہیلی کاپٹر اب پہاڑیوں کے اوپر
پہنچ گیا تھا۔ پہاڑیاں بالکل غیر آباد ویران اور خشک تھیں۔ سرخ رنگ
کے پتھروں کی ان پہاڑیوں پر گھاس کا ایک تنکا تک موجود نہ تھا۔
یہی وجہ تھی کہ اس طرف کوئی نہ آتا تھا۔ اور ویسے بھی بلیک ہاؤس کی
تعمیر مکمل ہونے کے بعد شاگل نے وہاں رات کو ڈراؤنی اور چیختی ہوئی
آوازوں کے ٹیپ لاؤڈ سپیکر پر چلا کر اور مختلف لوگوں کے جسموں
پر فاسفورس مل کر انہیں پہاڑیوں میں گھمایا پھرایا تھا۔ تاکہ اردگرد
رہنے والے لوگ ان پہاڑیوں کو آسیب زدہ سمجھ کر پھر ادھر کا رخ نہ
کریں اور شاگل اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب رہا تھا۔ اس کی
ان کارروائیوں سے پہاڑیوں کے اردگرد موجود بستیوں میں شدید
خوف پھیل گیا تھا۔ اور پھر وہ لوگ بستیاں غیر آباد کر کے دور دراز

کے علاقوں میں نکل گئے تھے۔ اس طرح پہاڑیاں بالکل محفوظ ہو گئی تھیں
ہیلی کاپٹر اب پہاڑیوں کے بالکل اوپر اڑ رہا تھا۔ پائلٹ نے
دانستہ اس کی رفتار انتہائی آہستہ کر دی تھی۔ پہاڑیوں کے بالکل درمیان
میں جیسے ہی ہیلی کاپٹر پہنچا۔ شاگل نے پائلٹ کو اُسے روکنے کے لئے کہا
اور خود ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر
روک دیا اور اب ہیلی کاپٹر پہاڑیوں کے درمیان فضا میں معلق ہو
گیا تھا۔

"ہیلو ہیلو — نمبر تھرٹی سکس الیون شاگل کالنگ یو اوور" —
ٹرانسمیٹر کا بٹن دباتے ہی شاگل نے تحکمانہ لہجے میں بار بار یہی فقرہ
دہرانا شروع کر دیا۔

"یس — تھرٹی سکس الیون سپیکنگ اوور" — چند لمحوں بعد
ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری سی آواز گونجی۔

"نمبر تھرٹی سکس الیون — تم سکرین پر ہمارے ہیلی کاپٹر کو
چیک کر رہے ہو۔ میں خود اس ہیلی کاپٹر میں موجود ہوں اوور" —
شاگل نے کہا۔

"کوڈ پلیز اوور" — دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں
پوچھا گیا۔

"صبح کا تارا آج رات کو چمکے گا اوور" — شاگل نے مخصوص
کوڈ دوہراتے ہوئے کہا۔

"کتنی مدت سے ایسا ہو رہا ہے اوور" — دوسری طرف
سے پوچھا گیا۔

"گزشتہ ایک ہفتے سے جب رات کو سفید آندھی آئی تھی اوور" —
شاگل نے جواب دیا۔

"او۔کے باس — حکم فرمایئے اوور" — اس بار دوسری
طرف سے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"شیڈ ہٹاؤ — ہیلی کاپٹر میں چند اہم قیدی موجود ہیں اوور" —
شاگل نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے باس — اوور" — دوسری طرف سے کہا گیا اور
شاگل نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے مائیک کو ہک میں لٹکا دیا۔ اور
خود ہیلی کاپٹر سے نیچے دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اچانک نیچے پہاڑیوں میں
گڑگڑاہٹ کی سی آواز سنائی دی اور پھر ایک پہاڑی کا درمیانی حصہ
کسی شیڈ کی طرح اوپر اٹھ کر دوسری طرف چٹانوں کے اوپر گرتا چلا گیا۔
اب نیچے ایک کھلا سا میدان نظر آ رہا تھا جہاں دس بارہ مسلح افراد
موجود تھے۔

"ہیلی کاپٹر اس میدان میں اتار دو" — شاگل نے پائلٹ سے
مخاطب ہو کر کہا۔ اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو نیچے
اتارنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر اس میدان کے درمیان
میں ٹک گیا اور شاگل اس کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس کے باہر
آتے ہی مسلح افراد نے ہاتھ اٹھا کر اُسے سلام کیا۔

"رامیش — ہیلی کاپٹر کے اندر سات قیدی بے ہوش پڑے
ہیں انہیں اٹھا کر روم نمبر فور میں پہنچا دو اور ہیلی کاپٹر واپس بھجوا دو۔
اور دیکھو اب بلیک ہاؤس کے حفاظتی انتظامات انتہائی سخت کر دو۔

"یہ قیدی بے حد اہم ہیں"۔۔۔۔ شاگل نے ایک مسلح نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور خود تیزی سے میدان کے دائیں کنارے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ رامیش نے اپنے آدمیوں کو قیدیوں کو اٹھا کر روم نمبر فور میں پہنچانے کے احکامات صادر کرنے شروع کر دیئے۔

میدان کے کنارے پر ایک برآمدہ تھا۔ جس میں ایک کمرے کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ شاگل اس دروازے میں داخل ہوا۔ اور پھر کمرے کے جنوبی کونے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کونے کے قریب پہنچ کر اس نے دیوار کی جڑ میں بوٹ کی ٹو ماری۔ تو کونے کے قریبی فرش کا ایک حصہ تیزی سے ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ اب وہاں نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نمودار ہو گئیں۔ شاگل دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک بند دروازہ تھا۔ شاگل نے دروازے پر مخصوص انداز میں تین بار دستک دی تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور شاگل ایک راہداری میں آ گیا۔ جس کے دونوں اطراف میں کمروں کے دروازے موجود تھے۔ لیکن شاگل ان دروازوں پر توجہ دیئے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے اختتام پر لوہے کا ایک بڑا دروازہ تھا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ اور دروازے کے سامنے سٹین گنوں سے مسلح دو افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔

"الو دن کو جاگتا ہے اور رات کو اونگھتا ہے"۔۔۔۔ شاگل نے ان دونوں کے قریب پہنچتے ہی بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ غلط کہہ رہے ہیں جناب۔۔۔۔ اپنا فقرہ درست فرمائیے"۔ ان میں سے ایک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"میرا مطلب کاٹھ کے الو سے تھا"۔۔۔۔ شاگل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور اس بار ان دونوں نے مؤدبانہ انداز میں سر جھکایا اور پھر ان میں سے ایک نے سٹین گن کی نال دروازے میں بنے ہوئے ایک سوراخ میں رکھی اور ٹریگر دبا دیا۔ ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ اور پھر کھٹک کی تیز آواز ابھری۔ یوں لگتا تھا جیسے تالا کھلا ہو اس کے ساتھ ہی دروازے کے اوپر جلنے والا سرخ رنگ کا بلب سبز ہو گیا اور دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور شاگل اندر داخل ہو گیا۔ یہ دراصل بلیک ہاؤس کا کنٹرولنگ روم تھا۔ اس کی دیواروں کے ساتھ بے شمار مشینیں نصب تھیں۔ درمیان میں رکھی ہوئی ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی شاگل کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا جا رہا ہے بلیک ہاؤس تھرٹی سکس الیون"۔۔۔۔ شاگل نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہر چیز او۔کے ہے جناب"۔۔۔۔ تھرٹی سکس الیون نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور خود ایک طرف ہٹ گیا۔ شاگل نے کرسی سنبھال لی۔ اور جھک کر میز کے کنارے پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سامنے دیوار پر لگی ہوئی ایک بڑی سی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک ہال کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا۔ جس کے فرش پر صفدر اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور پانچ مسلح افراد دیواروں کے ساتھ خاموش کھڑے تھے۔ شاگل نے ایک اور بٹن دبایا۔

"ان کی ہتھکڑیاں کھول کر تم سب باہر چلے جاؤ۔ اور دروازے کو

اچھی طرح لاک کر دو۔" ـــــ شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے کمرے میں موجود مسلح افراد تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے بے ہوش پڑے ہوئے ممبران کے ہاتھوں سے آٹومیٹک ہتھکڑیاں کھول دیں اور خود واپس مڑ کر دروازے سے باری باری باہر نکل گئے۔ آخری آدمی کے باہر جاتے ہی دروازہ خودبخود بند ہو گیا۔

"یہ لوگ کون ہیں باس" ـــــ ایک طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھرٹی ڈ سکس الیون نے شاگل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں اور یہاں ہمارے ملک میں خفیہ طور پر داخل ہوئے تھے۔ ان کا مقصد ڈینجر لینڈ میں بنائے جانے والے اڈے کو تباہ کرنا تھا کہ ہم نے انہیں پکڑ لیا" ـــــ شاگل نے بڑے فخریہ لہجے میں تھرٹی ڈ سکس الیون کو ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ پھر تو یہ لوگ انتہائی خطرناک ہوں گے۔ کیوں نہ انہیں ہوش میں لانے سے پہلے ختم کر دیا جائے" ـــــ تھرٹی ڈ سکس الیون نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ـــــ اب اس کمرے میں پہنچ کر یہ مچھروں سے بھی زیادہ حقیر ہو چکے ہیں۔ میں ان سے مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں اور پھر انہیں وزیر اعظم کے سامنے پیش کیا جائے گا" ـــــ شاگل جواب دیا اور تھرٹی ڈ سکس الیون نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تھرٹی ڈ سکس الیون ـــــ ڈاکٹر نے انہیں طویل بے ہوشی انجکشن لگایا ہے۔ تم ایسا کرو تھرا جیا ریز ان پر ڈالو تاکہ یہ فوری طور

ہوش میں آ جائیں" ـــــ شاگل نے کہا۔

"او کے باس" ـــــ تھرٹی ڈ سکس الیون نے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر کونے میں موجود ایک سلنڈر نما مشین کا بٹن آن کیا اور اس کی ناب گھما کر اس پر لگے ہوئے ڈائل پر موجود سوئی کو حرکت دینے لگا۔ جب سوئی چار نمبر پر پہنچ گئی تو اس نے ایک اور بٹن دبا دیا اور سلنڈر نما مشین میں ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز ابھری۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر تیزی سے روشنی کے جھماکے سے ہونے لگے جب تین چار بار ایسے جھماکے ہوئے تو تھرٹی ڈ سکس الیون نے مشین آف کر دی۔ اور شاگل نے دیکھا کہ فرش پر پڑے ہوئے افراد نے تیزی سے کسمانا شروع کر دیا۔ وہ اب ہوش میں آ رہے تھے اور شاگل کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تیرنے لگی

"وہ سامنے پہاڑیاں نظر آ رہی ہیں ان کے درمیان میں کہیں بلیک ہاؤس بنایا گیا ہے۔ یہ قطعاً انڈر گراؤنڈ ہے"۔۔۔ ناٹران نے دور سے نظر آنے والی پہاڑیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے ہم ان پہاڑیوں کے شروع ہونے سے پہلے ہی ہیلی کاپٹر اتار دیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ راڈار کی مدد سے ہیلی کاپٹر چیک کر لیں"۔۔۔ فیصل جان نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ واقعی یہ بات تو ہے ۔۔۔ پھر کیا پروگرام ہے"۔۔۔ ناٹران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کون سا اسلحہ ساتھ لے آئے ہو"۔۔۔ عمران نے گھمبیر لہجے میں پوچھا۔

"طاقتور ڈائنامنٹ سٹکس۔ بم۔ مشین گنیں۔ سب کچھ ہے"۔۔۔ ناٹران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے بم نکال لو۔ اور فیصل جان تم پہاڑیوں کے عین اوپر ہیلی کاپٹر کو لے چلو اور پھر وہیں معلق کر دو۔ ہم ان پہاڑیوں پر بمباری کریں گے۔ اس طرح ہی ہم ان چوہوں کو بل سے باہر کھینچنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں"۔۔۔ عمران نے پروگرام کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"پھر ایسا ہے عمران صاحب ۔۔۔ ہم پیراشوٹ باندھ لیں کیونکہ وہ لازماً دور مار گنوں سے ہمارے ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی تباہ کرنے کی کوشش کریں گے"۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے ۔۔۔ مشین گنیں کاندھے سے لٹکا لو۔ فالتو راؤنڈ جیبوں میں بھر لو۔ پیراشوٹ باندھ لو اور پھر بمباری شروع"۔۔۔ عمران نے سیٹ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور ناٹران نے سیٹوں کے نیچے ہاتھ ڈال کر بکس سے گھسیٹے اور پھر پانچ منٹ کے اندر اندر عمران اور ناٹران پیراشوٹ باندھ کر مسلح ہو چکے تھے۔ اور عمران نے تیار ہو کر پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور فیصل جان نے بھی تیاری مکمل کر لی۔ اب ہیلی کاپٹر تقریباً پہاڑیوں کے اوپر پہنچ چکا تھا۔

"میں ہیلی کاپٹر نیچے لے جاتا ہوں تم بمباری شروع کر دو مسلسل اور خوفناک بمباری"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے نیچے کی طرف کیا۔ اسی لمحے فیصل جان اور ناٹران نے بکس میں پڑے ہوئے طاقتور بم اٹھا کر دانتوں سے ان کی پنیں کھینچیں اور انہیں نیچے پوری قوت سے پھینکنا شروع کر دیا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر پہاڑیوں کے عین درمیان میں معلق کر دیا تھا۔ اور پھر پہاڑیوں پر خوفناک دھماکوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔

فیصل جان اور ناٹران کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے ۔ او
پہاڑیوں کی چٹانیں خوفناک بموں کی یورش سے زوردار دھماکوں
سے اڑتی چلی جا رہی تھیں ۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی دوسرے ملک کی فضائیہ
نے ان پہاڑیوں پر خوف ناک حملہ کر دیا ہو ۔

ابھی چند ہی دھماکے ہوئے تھے کہ اچانک نیچے سے فائرنگ شروع
ہو گئی اور گولے ہیلی کاپٹر کے ارد گرد پھٹنے لگے ۔ باقاعدہ مارٹر گنوں
سے گولے پھینکے جا رہے تھے ۔ عمران نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو دائیں
بائیں کیا اور پھر اس نے اُسے اور نیچے اتارنا شروع کر دیا ۔

" ڈائنا منٹ سٹکس پھینکو ۔ ان پہاڑیوں کو اڑا دو " ——— عمران
نے چیخ کر کہا اور فیصل جان اور ناٹران نے اس کے حکم کی تعمیل شروع
کر دی اور دھماکوں میں اور زیادہ شدت پیدا ہو گئی ۔ اب ہیلی کاپٹر کے
ارد گرد مسلسل گولے پھٹ رہے تھے لیکن یہ اتفاق تھا کہ ابھی تک کوئی
گولہ ہیلی کاپٹر کو ہٹ نہ ہوا تھا ۔

" اسلحہ ختم ہو رہا ہے " ——— ناٹران نے اچانک چیخ کر کہا ۔ ظاہر
ہے ہیلی کاپٹر میں وہ محدود سا ہی اسلحہ لے کر آ سکتا تھا ۔

یہ سنتے ہی عمران نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو ایک طرف بڑھایا مگر
اُسی لمحے ایک گولہ ہیلی کاپٹر کے پٹرول ٹینک پر پڑا ۔ اور ہیلی کاپٹر میں
آگ لگ گئی ۔

" کود جاؤ " ——— عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے نیچے چھلانگ لگا دی ۔ ناٹران اور فیصل جان بھی بغیر کوئی لمحہ ضائع
کئے نیچے کود پڑے ۔ ہیلی کاپٹر آگ کا گولہ بنا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا

چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی فضا میں ایک خوف ناک دھماکہ ہوا ۔ اور
ہیلی کاپٹر کے پرزے فضا میں ہی بکھرتے چلے گئے ۔ ہیلی کاپٹر کی بلندی
چونکہ کچھ زیادہ نہ تھی اس لئے وہ تینوں پیرا شوٹس کی مدد سے جلد ہی
پہاڑیوں کی چٹانوں پر اتر گئے ۔

عمران نے نیچے اترتے ہی تیزی سے پیرا شوٹ اپنے جسم سے علیحدہ
کیا اور پھر مشین گن سنبھالے وہ تیزی سے ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ
میں ہو گیا ۔ فائرنگ ابھی تک جاری تھی اور فائرنگ زمین کے اندر سے
کی جا رہی تھی کیونکہ زمین سے بس شعلے ہی باہر لپکتے نظر آ رہے تھے ۔ اور
عمران کی نظریں اس جگہ پر جم سی گئیں ۔ چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے
قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران نے پھرتی سے مشین گن سنبھالی
مگر پھر ناٹران اور فیصل جان کو دیکھ کر اس کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے ۔
اسی اثنا میں فائرنگ بھی رک گئی اور پہاڑیوں میں ہر طرف خاموشی
سی چھا گئی ۔

" آگے پیچھے کا دھیان رکھو ——— یہ لوگ ہمیں پکڑنے کے لئے ضرور
باہر آئیں گے " ——— عمران نے کہا اور اس کی نظریں اس جگہ پر جمی
ہوئی تھیں ۔ جہاں سے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ ہوئی تھی ۔

ابھی پہاڑیوں میں سکوت ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ
انہیں دور سے ایک بڑا سا ہیلی کاپٹر پہاڑیوں کی طرف آتا دکھائی دیا ۔
سب سے پہلے فیصل جان نے چیک کیا ۔ اور پھر عمران اور ناٹران
نے بھی اسے دیکھ لیا ۔ ہیلی کاپٹر خاصا بڑا تھا اور اس پر ایسے نشانات
بنے ہوئے تھے جیسے وہ فوجی ریہرسل کے دوران استعمال کرنے کے لئے

حاصل کیا گیا ہو۔ ہیلی کاپٹر پہاڑیوں سے تھوڑی دور ہی نیچے اتر گیا اور
پہاڑی چٹانوں کی آڑ میں آجانے کی وجہ سے ان کی نظروں سے اوجھل
ہو گیا۔

عمران اور اس کے ساتھی جس بڑی چٹان کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے
وہ چٹان کسی سائبان کی طرح آگے کی طرف بڑھی ہوئی تھی۔ پہاڑیوں پر
اب گہرا سکوت چھایا ہوا تھا کہ اچانک ان کے سامنے والی چٹان غیر محسوس
طور سے کھسکتی چلی گئی۔ اور ایک ہلکا سا رخنہ سا بن گیا۔ عمران، فیصل جان
اور ناٹران چونکہ ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لینے میں مصروف تھے اس
لئے وہ اس چٹان کے کھسکنے سے آگاہ نہ ہو سکے۔ چٹان کے کھسکنے سے
جو رخنہ پیدا ہوا۔ وہ ان کے قدموں کے تقریباً نیچے ہی بنا ہوا تھا۔
رخنہ پیدا ہوتے ہی اچانک اس میں سے ہلکے نیلے رنگ کا دھواں سا نکل
پڑا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چونکتے۔ دھوئیں نے ان تینوں کو اپنی
لپیٹ میں لے لیا۔

"ارے یہ دھواں" ____ فیصل جان نے کہا مگر دوسرے لمحے وہ
لڑکھڑا کر وہیں گر پڑا۔ اور اس کے فوراً بعد ناٹران اور آخر میں عمران
بھی چکرا کر نیچے گر پڑا۔ دھوئیں نے انہیں سنبھلنے یا وہاں سے ہٹنے تک
کی بھی مہلت نہ دی تھی اور وہ چند لمحوں میں ہی بے ہوش ہو کر وہیں
پڑے۔ چند منٹوں تک دھواں ان کے گرد چکراتا رہا پھر آہستہ آہستہ غائب
ہو گیا۔ دھوئیں کے غائب ہوتے ہی چٹان مزید کھسکتی چلی گئی اور رخنہ بڑا
ہوتا چلا گیا۔ پھر اس رخنے میں سے پانچ مسلح افراد اچھل کر اوپر چڑھ آئے
اور ان میں سے تین نے ان تینوں کو اٹھا کر کاندھے پر لادا۔ اور رخنے

کے اندر یوں اتر گئے جیسے سیڑھیاں اترتے چلے جا رہے ہوں۔ ان کے
اندر جاتے ہی چٹان تیزی سے دوبارہ برابر ہو گئی۔ وہاں پہلے کی طرح
ٹھوس چٹانیں ہی باقی رہ گئیں۔

راسپوتین کار دوڑاتا ہوا خاصی تیز رفتاری سے شہر کی دوسری
سمت ایک رہائشی کالونی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں اس کی سپیشل
برانچ کا ورکنگ ہاؤس بنا ہوا تھا۔ سپیشل برانچ کے تمام ممبران
وہیں رپورٹ کرتے تھے۔ اور تمام کارروائی وہیں سے ہوتی تھی۔ اس کا
نام زیرو ہاؤس تھا۔ زیرو ہاؤس کا انچارج ساوک تھا۔ جو
راسپوتین کا نمبر ٹو تھا۔

رہائشی کالونی میں داخل ہوتے ہی راسپوتین نے کار ایک بائی
روڈ کی طرف موڑ دی۔ اور پھر عقبی روڈ پر بنی ہوئی ایک بڑی سی
عمارت کے گیٹ پر اس نے کار روک دی۔ یہ ایک خاصی وسیع و عریض
عمارت تھی۔ جس کے پھاٹک کے اوپر کسی ورکشاپ کا بڑا سا بورڈ

لگا ہوا تھا۔

راسپوتین نے مخصوص انداز میں دو بار ہارن بجایا تو پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا اور راسپوتین کار اندر بڑھاتے چلے گیا۔ عمارت کے صحن کی سائیڈوں میں پختہ برآمدے بنے ہوئے تھے جن میں بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔ اور اردگرد اسکریپ پھیلا ہوا تھا۔ عمارت واقعی کوئی بڑی ورکشاپ لگتی تھی۔ صحن کے آخر میں ایک بڑا سا دروازہ تھا۔ جو بند تھا۔ دروازے کی ہیئت اس قسم کی تھی کہ جیسے صدیوں سے بند پڑا ہو۔ راسپوتین نے کار اسی دروازے کے سامنے روک دی اور پھر مخصوص انداز میں دو بار ہارن بجایا تو دروازہ آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ دروازہ اتنا بڑا تھا کہ راسپوتین آسانی سے کار اندر بڑھائے لیے گیا۔ یہ ایک طویل کھلی سی راہداری تھی۔ اور آگے سپاٹ دیوار تھی۔ راسپوتین نے کار روک کر اس کا انجن بند کیا اور خود نیچے اتر آیا۔ دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے اپنی دائیں ہتھیلی دیوار کے اوپر رکھ کر اسے زور سے دبایا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی اور دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی۔ دیوار کی دوسری طرف دو مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ جیسے ہی دیوار ہٹی دو سٹین گنوں کی نالیں راسپوتین کے سینے پر جم گئیں۔

"نمبر ون" ـــــ راسپوتین نے تحکمانہ انداز میں کہا تو نہ صرف نالیں ہٹ گئیں بلکہ وہ دونوں مؤدبانہ انداز میں خود بھی ایک طرف ہٹتے چلے گئے اور راسپوتین آگے بڑھ گیا۔ دروازے میں داخل ہونے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کر کے سوئچ بورڈ کے دائیں کونے میں ایک ابھرے ہوئے کیل کو

انگوٹھے کی مدد سے دبایا تو کمرہ تیزی سے نیچے کسی لفٹ کی طرح اترتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ ساکت ہوا تو راسپوتین نے دروازہ کھولا اور دوسری طرف نکل گیا۔ یہاں ایک اور طویل راہداری بنی ہوئی تھی۔ جس کے دونوں اطراف میں دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ راہداری کے اختتام پر پھر اس کا سابقہ ایک سپاٹ دیوار سے پڑا۔ اور راسپوتین نے اس بار بائیں ہتھیلی دیوار کے ساتھ چپکا دی۔ اور دیوار درمیان سے ہٹتی چلی گئی۔ دیوار کی دوسری طرف سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ راسپوتین نے سیڑھی پر قدم رکھا تو سیڑھیاں خود بخود اوپر اٹھتی چلی گئیں۔ جب سیڑھیاں رکیں تو راسپوتین کے سامنے لوہے کا ایک دروازہ تھا۔ جس کے درمیان میں گول شیشہ لگا ہوا تھا۔ راسپوتین نے دروازے پر انگلی کی مدد سے مخصوص انداز میں دستک دی۔ شیشے کی دوسری طرف ایک چہرہ نمودار ہوا۔ وہ چند لمحے بغور راسپوتین کا جائزہ لیتا رہا۔ اور پھر دروازہ ہلکی سی گڑگڑاہٹ سے کھلتا چلا گیا اور راسپوتین طویل سانس لیتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اب وہ ایک اور وسیع و عریض عمارت میں تھا۔ جس میں ہر طرف مسلح افراد پھیلے ہوئے تھے۔ عمارت کے صحن میں ایک بڑا سا ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ اور اس کے ساتھ دس مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

راسپوتین جیسے ہی اندر داخل ہوا۔ ہیلی کاپٹر کے قریب سے ایک سڈول جسم والا غیر ملکی نوجوان تیز تیز قدم بڑھاتا راسپوتین کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

"سر ـــــ ہم مشن کے لئے پوری طرح تیار ہیں" ـــــ آنے

والے نے مؤدبانہ انداز میں راسپوتین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ساوک ـــــ لیکن پہلے ہمیں مشن کی مکمل تفصیلات طے کر لینی چاہئیں آؤ میرے ساتھ"۔ ـــــ راسپوتین نے کہا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلتے ہوئے عمارت کے اندر داخل ہو گئے۔ ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ کر راسپوتین میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ساوک نے دوسری طرف کی کرسی سنبھالی۔ راسپوتین نے جیب سے بلیک ہاؤس کی فائل نکال کر رکھی اور وہ دونوں اس فائل پر جھک گئے۔ فائل میں ایک نقشہ موجود تھا۔ جس میں بلیک ہاؤس کے مختلف راستوں کی نشاندہی کی گئی تھی۔ گو نقشہ زیادہ تفصیلی تو نہ تھا۔ لیکن کسی حد تک وہ کام کرنے کے لئے ... دے سکتا تھا۔

"یہ راستہ زیادہ بہتر رہے گا۔ اس راستے میں صرف دو رکاوٹیں ہیں جنہیں آسانی سے دور کیا جا سکتا ہے"۔ ـــــ راسپوتین نے نقشے میں بنے ہوئے ایک گول دائرے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ اس راستے میں آٹومیٹک چیکنگ کمپیوٹر لگے ہوئے ہیں جنہیں ناکارہ بنانا ہو گا"۔ ـــــ ساوک نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ انٹی رڈارنگ چیمبر ساتھ لے لو۔ اس سے آسانی سے کمپیوٹر کو ڈاج دیا جا سکتا ہے"۔ ـــــ راسپوتین نے کہا۔

"مگر سر ـــــ اگر یہ غلط فٹ ہو گیا تو پورا راستہ دھماکے سے اڑ جائے گا"۔ ـــــ ساوک نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"رسک تو بہرحال لینا ہی پڑے گا۔ اس کے بغیر تو چارہ ہی نہیں

ہے"۔ ـــــ راسپوتین نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــــ آپ ہیلی کاپٹر کے پاس چلیں میں سٹور سے چیمبر لے کر پہنچ جاتا ہوں"۔ ـــــ ساوک نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور راسپوتین نے فائل تہہ کر کے دوبارہ جیب میں رکھی اور پھر اٹھ کر تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ گیا۔ ہیلی کاپٹر کافی بڑا تھا۔ اس میں بارہ آدمیوں کے بیٹھنے کے علاوہ سامان رکھنے کی بھی خاصی جگہ موجود تھی۔ راسپوتین نے ہیلی کاپٹر کا جائزہ لیا۔ اُسے معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سات ممبروں کو بھی اسی ہیلی کاپٹر پر اغوا کر کے ڈینجر لینڈ پہنچانا پڑے گا۔ اور پھر اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا کیونکہ ہیلی کاپٹر میں اتنی جگہ تھی کہ سات کی بجائے بیس آدمیوں کو بھی اس میں آسانی سے لادا جا سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ساوک ہاتھ میں ایک بڑا سا ڈبہ اٹھائے وہاں پہنچ گیا۔ ڈبے کے دونوں اطراف میں بل کھاتی ہوئی تاریں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ جن کے سروں پر چپک جانے والے ربڑ کے گلوب سے لگے ہوئے تھے۔

"آئیے جناب"۔ ـــــ ساوک نے ہیلی کاپٹر پر سوار ہوتے ہوئے کہا اور پھر راسپوتین کے بیٹھتے ہی باقی دس افراد بھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور ساوک کے اشارے پر ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ ہوا اور چند لمحوں بعد وہ تیزی سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ خاصی بلندی پر پہنچ کر

پائلٹ نے اس کا رخ مغربی پہاڑیوں کی طرف کر دیا۔

ابھی ہیلی کاپٹر پہاڑیوں سے خاصی دور تھا کہ اچانک ان کے کانوں میں زبردست دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں یوں لگتا تھا جیسے کہیں خوف ناک بمباری ہو رہی ہو۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" ــــ راسپوتین نے چونک کر کہا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کی مشینری کے ایک طرف ہک سے لٹکی ہوئی طاقت ور دوربین اٹھائی اور اسے آنکھوں سے لگا لیا۔

"ہیلی کاپٹر روک لو ــــ پہاڑیوں پر ایک ہیلی کاپٹر سے بم برسائے جا رہے ہیں" ــــ راسپوتین نے تشویش بھرے لہجے میں کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر روک لیا۔ راسپوتین نے دوربین ساوک کی طرف بڑھا دی۔

"جی ہاں ــــ پہاڑیوں کے عین اوپر ایک ہیلی کاپٹر سے بم پھینکے جا رہے ہیں اور نیچے سے بھی گن فائر کئے جا رہے ہیں" ــــ ساوک نے کہا۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں جو اس طرح دیدہ دلیری سے بمباری کر رہے ہیں" ــــ راسپوتین نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ارے ــــ ہیلی کاپٹر ہٹ ہو گیا" ــــ ساوک نے اچانک کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوربین راسپوتین کی طرف بڑھا دی۔

"ہاں ــــ ہیلی کاپٹر ہٹ ہو گیا اور تین پیراشوٹ نیچے اتر رہے ہیں" ــــ راسپوتین نے کہا۔ وہ چند لمحے دیکھتا رہا پھر اس نے پائلٹ سے کہا۔

"آگے بڑھو اور پہاڑیوں کی مشرقی سمت اہرام ٹائپ کی چٹان کے پاس ہیلی کاپٹر اتار دو" ــــ اس نے دوربین ایک طرف کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے جناب ــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے یہ حملہ ہوا ہو گا" ــــ ساوک نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ ایسا ہو سکتا ہے۔ انہیں چونکہ بلیک ہاؤس کے راستے کا علم نہ ہو گا۔ اس لئے انہوں نے بمباری کر کے راستہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہو گی" ــــ راسپوتین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ موقع اچھا پیدا ہو گیا ہے۔ مقامی سیکرٹ سروس ان آدمیوں کے چکر میں ہو گی اور ہم آسانی سے اندر داخل ہو سکیں گے" ــــ ساوک نے کہا اور راسپوتین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ہیلی کاپٹر اب پہاڑیوں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور پھر پائلٹ نے اہرام نما چٹان کے قریب ہیلی کاپٹر نیچے زمین پر اتار دیا۔

"دو آدمی ہیلی کاپٹر کے قریب پہرہ دیں گے۔ خطرے کی صورت میں ہیلی کاپٹر کو دور لے جایا جا سکتا ہے" ــــ راسپوتین نے نیچے اترتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر ساوک نے پائلٹ اور ایک اور آدمی کو وہیں رکنے کے لئے کہا اور خود وہ ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اس اہرام نما چٹان کے عقب میں پہنچ گئے۔

راسپوتین نے جیب سے فائل نکال کر اس میں موجود نقشے کو ایک بار غور سے دیکھا اور پھر وہ چٹان کی جڑ سے مشرق کی طرف لمبے لمبے قدم اٹھا کر آگے بڑھا۔ چوتھے قدم پر وہ رکا اور ایک چھوٹی سی چٹان کی

جڑ میں جھک گیا۔ اس نے چٹان کی جڑ پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ جلد ہی اس کا ہاتھ ایک جگہ پر رک گیا۔ یہاں ایک پتھر کی نوک باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ راسپوتین نے نوک پر ہتھیلی رکھ کر ہاتھ کو تیزی سے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف گھمایا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ چٹان بے آواز طریقے سے ایک طرف کھسکتی چلی گئی۔ اب وہاں ایک طویل سرنگ کا دہانہ نظر آ رہا تھا۔ سرنگ کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ اسے انسانی ہاتھوں نے تیار کیا ہے۔

"چیمبر دو۔" ____ راسپوتین نے قریب بیٹھے ساوک سے کہا اور ساوک نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ڈبہ اس کی طرف بڑھا دیا۔ راسپوتین نے ڈبہ سرنگ کے دہانے پر رکھا اور اس کے دونوں اطراف کی تاروں کو کھینچ کر چپکنے والے گلوب سرنگ کے سائیڈ کی دیواروں سے چپکا دیئے۔ اس کے بعد اس نے ڈبے پر موجود بٹن کو دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سرنگ میں جھماکا سا ہوا۔ اور ڈبے پر سبز رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔

"چیکنگ کمپیوٹر فیل ہو گیا ____ آؤ اب۔" ____ راسپوتین نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تاروں کو کھینچ کر اس نے ڈبہ دوبارہ ساوک کی طرف بڑھا دیا اور خود تیزی سے سرنگ میں داخل ہو گیا۔ ساوک نے ڈبہ پشت پر بندھے ہوئے تھیلے میں ڈالا اور مشین گن سنبھالے اندر داخل ہو گیا۔ ان دونوں کے پیچھے آٹھ مسلح افراد بھی سرنگ میں داخل ہوئے اور وہ سب بڑے محتاط انداز میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ سرنگ پہلے تو بالکل سیدھی چلی گئی تھی لیکن آگے جا کر

وہ اچانک ... مڑ گئی تھی۔ موڑ پر پہنچتے ہی راسپوتین ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے ایک بار پھر ساوک سے وہ ڈبہ طلب کیا اور ڈبہ کی تاروں کو پہلے کی طرح دیواروں سے لگا کر اس نے جیسے ہی بٹن دبایا۔ ایک بار پھر تیز جھماکا ہوا۔ اور راسپوتین نے تاریں علیحدہ کر کے ڈبہ دوبارہ ساوک کی طرف بڑھا دیا۔ اور پھر آگے بڑھ گیا۔ موڑ کاٹ کر وہ ابھی چند ہی قدم چلے ہوں گے کہ اچانک سرنگ ختم ہو گئی۔ اور اب سامنے ایک بڑی سی چٹان تھی۔ راسپوتین نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک باریک تار کا گچھا نکالا اور پھر تیزی سے تار کو کھولنا شروع کر دیا۔ جب پورا گچھا کھل گیا تو اس نے تار کا ایک سرا اس چٹان کی جڑ میں رکھا اور دوسرا سرا چٹان کے اوپر والے حصے پر رکھ کر دونوں سروں کو اپنے انگوٹھوں کی مدد سے دبایا۔ تار کے سرے دبتے ہی تار میں ہلکا سا تناؤ پیدا ہوا۔ اور پھر جب راسپوتین نے انگوٹھے ہٹائے تو دونوں سرے چٹان کے دونوں سروں سے چمٹ چکے تھے۔ پھر راسپوتین نے جیب سے پنسل ٹارچ نما آلہ نکالا۔ اور اس کا رخ اس تار کی طرف کر کے اس نے اس کا بٹن دبایا۔ بٹن دبتے ہی اس پنسل نما ٹارچ میں سے باریک سی تار نکلی اور چٹان سے لگی ہوئی تار کے ساتھ چمٹ گئی۔ اور اسی لمحے راسپوتین نے بٹن کو ایک بار پھر دبایا تو تاروں میں ایک لمحے کے لئے جیسے روشنی کی لہر سی کوندی اور چٹان خود بخود تیزی سے ایک طرف ہٹتی چلی گئی۔ اس کا سسٹم راسپوتین نے ختم کر دیا تھا۔ راسپوتین نے بڑی پھرتی سے پنسل ٹارچ کی تار کھینچ کر اس کے سرے میں ڈالا اور اسے جیب میں منتقل کر دیا۔

چٹان ایک طرف کھسکتے ہی اوپر جاتی سیڑھیاں صاف نظر آنے لگیں اور راسپوتین نے ساوک اور اس کے ساتھیوں کو پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے تیزی سے سیڑھیاں چڑھنی شروع کر دیں۔ سیڑھیوں کا اختتام لوہے کے ایک دروازے پر ہوا۔

"ہتھیار سنبھال لو ——— ہم نے حتی الوسع کوشش کرنی ہے کہ کسی کو چھیڑے بغیر ان قیدیوں تک پہنچ جائیں لیکن اگر ضرورت پڑے تو بے دریغ فائرنگ بھی کی جا سکتی ہے اور ہم بھی مارے جا سکتے ہیں" ——— راسپوتین نے دبے دبے لہجے میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر ان کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے آہستہ سے دروازہ کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک برآمدہ سا نظر آ رہا تھا۔ برآمدے کے آگے طویل صحن تھا جس کے درمیان میں ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ صحن میں بے شمار مسلح افراد موجود تھے۔ وہ دروازے سے نکل کر تیزی سے برآمدے کی دیواروں سے چمٹتے چلے گئے۔ چونکہ برآمدے میں خاصا اندھیرا تھا۔ اس لئے انہیں یقین تھا کہ انہیں آسانی سے چیک نہ کیا جا سکے گا۔

راسپوتین تیزی سے دیوار کے ساتھ کھسکتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر جیسے ہی برآمدے میں بنے ہوئے ایک دروازے کے قریب پہنچا۔ اچانک دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور ایک آدمی تیزی سے باہر آیا۔ اور عین اسی لمحے راسپوتین اس کے سامنے آ گیا اور وہ آدمی بری طرح راسپوتین سے ٹکرا گیا۔

"اوہ ——— کون ہو تم" ——— اس آدمی کے منہ سے نکلا۔ مگر

راسپوتین نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور اس نے ایک ہاتھ اس آدمی کے منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اسے دھکیلتا ہوا واپس کمرے کے اندر لیتا چلا گیا۔ اتفاق سے کمرہ بالکل خالی تھا۔

اندر پہنچتے ہی راسپوتین نے اس کے گھٹنے پر پوری قوت سے بوٹ کی ٹو ماری اور وہ آدمی پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ اور راسپوتین زخمی چیتے کی طرح اس کے سینے پر سوار ہو گیا۔ اس نے دونوں گھٹنے اس کے سینے پر رکھ کر دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن دبا دی۔ وہ آدمی ذبح ہوتی ہوئی مرغی کی طرح بری طرح پھڑکنے لگا۔ اس کی آنکھیں باہر کو ابل آئیں۔

"بتاؤ وہ قیدی کس کمرے میں ہیں" ——— راسپوتین نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے گردن پر دباؤ قدرے کم کر دیا۔

"روم نمبر فور میں" ——— نیچے گرے ہوئے آدمی نے بھرائے ہوئے لہجے میں فوراً جواب دیا۔

"کس طرف ہے جلدی بتاؤ ورنہ ابھی گردن دبا دوں گا" ——— راسپوتین نے ایک بار پھر گردن کو دبا کر ڈھیلا چھوڑ دیا۔

"سامنے والے برآمدے کے درمیانی کمرے سے راستہ جاتا ہے" اس نے جواب دیا۔

"کوئی رکاوٹ" ——— راسپوتین نے پوچھا۔ مگر شاید نیچے گرا ہوا آدمی اب اپنے حواس سنبھال چکا تھا کیونکہ اس نے انتہائی پھرتی سے اپنی دونوں ٹانگیں موڑیں اور پوری قوت سے سینے پر چڑھے ہوئے راسپوتین کی پشت پر زوردار ضرب لگائی۔ یہ ضرب اتنی اچانک

اور پھر یوں ہی تھی کہ راسپوتین اچھل کر اس کے سر پر سے ہوتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ اور وہ آدمی چیتے کی سی پھرتی سے اچھل کر کھڑا ہوا۔ مگر اسی لمحے دروازے پر سے جھانکتے ہوئے ساوک نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے سائیلنسر لگا ہوا ریوالور نکال کر اس کی پشت پر فائر کر دیا۔ ہلکی سی ٹریچ کی آواز سنائی دی اور وہ آدمی اچھل کر منہ کے بل راسپوتین کے سامنے فرش پر جا گرا۔ اور چند لمحے بری طرح پھڑکنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ ساوک کی گولی اس کی پشت میں سے ہوتی ہوئی سیدھی دل میں گھستی چلی گئی تھی۔

راسپوتین نے اس کے نیچے گرتے ہی اس کا ایک بازو پکڑا اور اسے یوں کمرے کے کونے کی طرف اچھال دیا جیسے بچے گیند دیوار پر مارتے ہیں اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر آ گیا۔

ہیلی کاپٹر کے ارد گرد پھیلے ہوئے مسلح افراد بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑے تھے۔ انہیں ابھی تک کسی قسم کا شک نہ ہوا تھا۔

"ہمیں سامنے والے برآمدے میں پہنچنا ہے۔" ـــــ راسپوتین نے باہر نکل کر برآمدے کی دیوار سے چپکتے ہوئے ساوک سے کہا۔

"مگر ہم ان کی نظروں میں آئے بغیر سامنے والے حصے میں نہیں پہنچ سکتے۔" ـــــ ساوک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ایک آدمی برآمدے کے اس کونے میں بھیج دو اور اسے کہو کہ مسلسل فائرنگ کرتا رہے۔ ان لوگوں کی تمام تر توجہ اس آدمی کی طرف ہو گئی تو ہم ان کے پیچھے سے نکل کر سامنے والے برآمدے میں پہنچنے کے قابل ہو جائیں گے۔" ـــــ راسپوتین نے تجویز بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر ایک تو وہ آدمی مارا جائے گا دوسرا وہ لوگ چوکنے ہو جائیں گے۔" ساوک نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ساوک ـــــ ہم یہاں لڈو کھانے نہیں آئے۔ اس آدمی سے کہو کہ فائرنگ کرتا ہوا واپس اسی سرنگ میں غائب ہو جائے اور دروازہ بند کر لے۔ ان کا خیال تک ادھر نہیں جائے گا۔" ـــــ راسپوتین نے انتہائی تلخ اور سخت لہجے میں کہا اور ساوک نے فوراً ہی اپنے قریب موجود مسلح آدمی کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔ اور وہ آدمی سر ہلاتا ہوا تیزی سے دیوار کے ساتھ ساتھ بھاگتا ہوا برآمدے کے کونے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب وہ کونے میں پہنچا تو اس نے ایک ستون کی آڑ میں ہو کر سامنے صحن میں کھڑے ہوئے مسلح افراد پر اچانک فائر کھول دیا۔ فضا تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے گونج اٹھی اور پہلے ہی راؤنڈ میں اس نے چار افراد کو گرا لیا۔ مگر باقی افراد تیزی سے ادھر ادھر بھاگ کر پوزیشنیں لینے لگے۔ دو آدمی ہیلی کاپٹر کی آڑ میں ہو گئے۔ اور پھر جوابی فائرنگ بھی شروع ہو گئی۔

"آؤ نکل چلیں۔" ـــــ راسپوتین نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ سب برآمدے سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے بھاگتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھے مگر اسی لمحے ہیلی کاپٹر کی طرف سے ان پر فائر کھلا اور راسپوتین کے دو آدمی چیخ مار کر زمین پر گر پڑے۔ ساوک نے انتہائی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر دستی بم نکالا اور بھاگتے ہوئے اس کی پن دانتوں سے کھینچ کر ہیلی کاپٹر پر دے مارا۔ فائر ہوتے ہی وہ سب تتر بتر ہو گئے تھے۔ بم پوری قوت سے ہیلی کاپٹر سے ٹکرایا اور پھر ایک خوف ناک

دھماکہ ہوا۔ اور ہیلی کاپٹر کے پرزے فضا میں اڑتے چلے گئے۔ دوسری طرف ان کا آدمی مسلسل فائرنگ کرنے میں مصروف تھا۔ اور ہیلی کاپٹر کے دھماکے سے پھٹتے ہی فائرنگ ایک لمحے کے لئے رک گئی۔ ہیلی کاپٹر کے پیچھے چھپے ہوئے دونوں آدمی بھی ہلاک ہو چکے تھے۔ اس لئے اب میدان صاف ہو گیا۔ اور وہ سب دوڑتے ہوئے سامنے والے برآمدے میں پہنچ گئے۔ اسی لمحے ساڈک اور راسپوتین کے کانوں میں اپنے آدمی کی چیخ سنائی دی۔ اُسے شاید نشانہ بنا لیا گیا تھا۔ دو آدمی ان کے ہیلی کاپٹر والوں نے مار ڈالے تھے۔ اس طرف اب ساڈک اور راسپوتین کے علاوہ پانچ افراد زندہ بچ گئے تھے

"ساڈک ___ تم سب یہیں ٹھہرو اور پورے اڈے کو ملبہ بنا دو۔ اب اور کوئی صورت نہیں۔ میں ان قیدیوں کی طرف جا رہا ہوں" ___ راسپوتین نے برآمدے میں پہنچتے ہی تیز لہجے میں کہا اور ساڈک اور اس کے ساتھی تیزی سے ادھر ادھر بکھرتے چلے گئے۔ اور راسپوتین خود تیزی سے دوڑتا ہوا اس کمرے میں داخل ہو گیا جس میں سے کمرہ نمبر نو کو راستہ جاتا تھا۔ اور اس کے پیچھے فضا بموں کے خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی تھی۔ اس کے ساتھیوں نے اب مشین گنوں کی بجائے طاقتور بم عمارت پر برسانے شروع کر دیئے تھے۔ راسپوتین کمرے میں داخل ہوا تو تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے کے جنوبی کونے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جو کھلا ہوا تھا۔ دروازے کے بعد سیڑھیاں نیچے اترتی چلی جا رہی تھیں۔ وہ دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا ایک لوہے کے دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ اس دروازے کے اوپر ایک

روشندان بنا ہوا تھا۔ جس میں لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ راسپوتین نے تیزی سے جمپ لگایا اور اچھل کر ان سلاخوں کو پکڑ لیا اور پھر وہ بازوؤں کے بل اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اور پھر جیسے ہی اس کی آنکھیں روشندان کے برابر پہنچیں اور اس کی نظریں اندر کمرے پر پڑیں اس کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی۔

سب سے پہلے صفدر کی آنکھیں کھلیں اور ہوش و حواس بحال ہوتے ہی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اور پھر اُسے اپنے سر میں تکلیف کا احساس ہوا تو اس نے سر کو ہاتھ لگا کر دیکھا تو سر پر باقاعدہ پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس کی نظریں اپنے ساتھیوں پر پڑیں جو سب کے سب زخمی تھے اور آہستہ آہستہ ہوش میں آتے جا رہے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ سب اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور صفدر کی طرح ان سب کی آنکھوں میں حیرت ناچ رہی تھی۔ کیونکہ جس وقت وہ بے ہوش ہوئے تھے۔ اس وقت وہ ویگن میں تھے لیکن اب وہ

ایک بند کمرے میں موجود تھے۔ جس کے ایک طرف لوہے کا مضبوط دروازہ تھا۔ اور دروازے کے اوپر لوہے کی موٹی موٹی سلاخوں والا کھلا روشندان تھا۔ یہ روشندان شاید تازہ ہوا کی آمد و رفت کے لئے خصوصی طور پر بنایا گیا تھا۔

"یہ ہم لوگ کہاں آگئے ہیں"۔۔۔ تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے پولیس کی قید میں ہوں گے"۔۔۔ صفدر نے آہستہ سے جواب دیا۔

"پولیس کی قید میں نہیں بلکہ اس وقت تم سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں ہو"۔۔۔ اچانک کمرے کی ایک دیوار سے بھاری سی آواز گونجی۔ اور وہ سب بُری طرح چونک پڑے۔

"مگر کیوں۔۔۔ ہم تو یہاں آثار قدیمہ کی تلاش میں آئے تھے"۔ صفدر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے پہلے والے کردار کو نبھانے کیلئے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ ابھی تک تمہارا ڈرامہ ختم نہیں ہوا۔ سنو میں سیکرٹ سروس کا چیف شاگل بول رہا ہوں اور تم سب اس وقت سیکرٹ سروس کے خفیہ ہیڈکوارٹر بلیک ہاؤس میں ہو جہاں سے تمہاری لاشیں تو ایک طرف رہیں تمہاری روحیں بھی ہماری اجازت کے بغیر باہر نہیں جا سکتیں"۔۔۔ اسی بھاری آواز نے بڑے دبنگ سے لہجے میں کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر شاگل۔۔۔ ہمارا تعلق واقعی اقوام متحدہ سے ہے اور ہم سب ماہرین آثار قدیمہ ہیں"۔۔۔ صفدر نے اسی

طرح اپنی بات پر قائم رہتے ہوئے کہا۔

"سنو۔۔۔ ہمیں پاکیشیا سے تمہارے متعلق تمام معلومات مل چکی ہیں۔ جس آدمی سے تم نے جعلی پاسپورٹ ویزے اور اقوام متحدہ کے کاغذات تیار کرائے تھے۔ اس نے ہمیں سب کچھ بتا دیا ہے۔ اور ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ تم سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہو۔ اور ڈینجر لینڈ کی تباہی کے سلسلے میں ہمارے ملک میں داخل ہوئے تھے"۔۔۔ شاگل نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور شاگل کی بات سن کر صفدر اور اس کے تمام ساتھیوں کے منہ سے طویل سانسیں نکل گئیں۔ واقعی ان کا پول کھل چکا تھا اور وہ سب اکٹھے ہی سیکرٹ سروس کی گرفت میں آچکے تھے۔ اس وقت صفدر کو احساس ہوا کہ عمران نے ٹھیک کہا تھا کہ انہیں اکٹھے یہاں آنے کی بجائے علیحدہ علیحدہ داخل ہونا چاہیے تھا تاکہ ایک آدمی کے پھنسنے کی صورت میں باقی تو بچ نکلتے لیکن بہرحال اب تو جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔

"دیکھو۔۔۔ اگر میں چاہتا تو تمہیں اس اڈے پر لے آنے سے پہلے ہی بے ہوشی کے عالم میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیتا۔ لیکن میں تمہیں یہاں لے آیا ہوں۔ تم سب سیکرٹ سروس کے ممبر ہو۔ اور میں جانتا ہوں کہ تم پر اگر عام طریقے سے تشدد کیا جائے تو تم میرے کسی سوال کا جواب نہ دو گے لیکن یہاں بلیک ہاؤس میں تشدد کے ایسے جدید طریقے موجود ہیں کہ پتھر بھی بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں"۔۔۔ شاگل نے پوری تقریر کر ڈالی۔

"تمہیں غلط فہمی ہے مسٹر شاگل۔۔۔ ہمارا تعلق کسی سیکرٹ سروس

ت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اور ہمارے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں" صفدر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اس کے سوا اور وہ کہہ بھی کیا سکتا تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کی تیز نظریں کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ وہ یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ ڈھونڈھنا چاہتا تھا۔

"میرا صرف ایک سوال ہے کہ علی عمران کہاں ہے اور یہاں کا فرستان میں تمہارا ہیڈ کوارٹر کس جگہ ہے"۔۔۔۔۔ شاگل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہمیں نہیں معلوم کہ تم کس علی عمران کے بارے میں پوچھ رہے ہو" صفدر نے جواب دیا۔

لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ اچانک چھت کے ایک حصے سے باریک تاروں پر مشتمل جال سا نیچے گرا۔ اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے جال نے فرش پر بیٹھی ہوئی جولیا کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ جال عین اس جگہ گرا تھا جہاں جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔

جولیا کے منہ سے چیخ نکلی۔ اور ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر اور کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی سے اس جال پر جھپٹ پڑے مگر پھر چیخیں مارتے ہوئے پشت کے بل دور جا گرے۔ جال کی تاروں میں بجلی کی طاقتور رو موجود تھی۔ جب کہ جال کے اندر پھنسی ہوئی جولیا کو بجلی کی رو متاثر نہ کر رہی تھی۔ اور دوسرے لمحے جال تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا اور جولیا بے بس پرندے کی طرح اس میں پھنسی اوپر چھت کی طرف اٹھتی گئی۔ چھت کے قریب پہنچ کر جال کی حرکت رک گئی۔

اس جال کو اس انداز سے بنایا گیا ہے کہ جال کی اندرونی طرف تاروں پر ایسا مادہ لگایا گیا ہے جس میں سے بجلی کی رو نہیں گزر سکتی جب کہ بیرونی طرف کی تاریں ننگی ہیں اس لئے ان میں بجلی کی رو موجود ہے۔ اب یہ لڑکی جال میں موجود ہے میں تمہیں صرف ایک منٹ دیتا ہوں اگر تم نے ایک منٹ کے اندر میرے سوال کا جواب نہ دیا تو پھر اس لڑکی کا جو حشر ہو گا وہ تم ... رے تصور میں بھی نہیں آ سکتا"۔۔۔۔۔ شاگل کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

صفدر سمیت سب ممبروں کی نظریں چھت کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ کمرے کی چھت اتنی اونچی تھی کہ وہ جتنی اونچی چھلانگ بھی مارتے جال تک نہ پہنچ سکتے تھے۔

"تمہیں اپنے کئے پر پچھتانے کا بھی موقع نہیں ملے گا مسٹر شاگل اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم ہمیں کچھ نہ کہو"۔۔۔۔۔ اچانک کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"اچھا ۔۔۔۔ پھر پہلا تماشہ دیکھو"۔۔۔۔۔ اچانک شاگل کی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے جولیا نے جال کے اندر یوں پھڑکنا شروع کر دیا۔ جیسے اس کی گردن کو چھری سے کاٹا جا رہا ہو۔ وہ بری طرح اپنے کپڑے نوچ رہی تھی اس کا چہرہ یکدم سیاہ پڑنے لگ گیا تھا۔ اور آنکھیں باہر کو ابلنے لگی تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنے کپڑے پھاڑنے شروع کر دیئے۔

"صفدر سنبھلو"۔۔۔۔۔ اچانک کیپٹن شکیل نے صفدر سے کہا اور دوسرے لمحے وہ کسی بندر کی طرح اچک کر صفدر کے کاندھوں پر سوار

ہو گیا۔ صفدر نے بڑی مشکل سے اپنا توازن برقرار رکھا۔ کیپٹن شکیل صفدر کے کندھوں پر پیر اٹھتے ہی پوری قوت سے اچھلا اور دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ جال کی تاروں پر پڑ گئے۔ اس کا پورا جسم بڑی طرح پھڑکا مگر وہ جال کے ساتھ لٹکا رہا۔ اور پھر اس نے ایک ہاتھ سے جال کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ کو چھوڑ کر تیزی سے جھٹکا دیا۔ اور اس کے ہاتھ میں موجود کنگن کی بلیڈ جیسی چھریاں باہر نکل آئیں۔ اور پھر کیپٹن شکیل کا ہاتھ پوری قوت سے جال کی تاروں سے ٹکرایا۔ اور جال کی تاریں کچے دھاگوں کی طرح کٹتی چلی گئیں۔ تاروں کے کٹتے ہی اس کے جسم میں دوڑنے والی بجلی کی طاقت ور رو ختم ہو گئی۔ اور کیپٹن شکیل نے کنگن کا ایک اور وار کیا اور جال کی مزید تاریں کٹ گئیں اور دوسرے لمحے کیپٹن شکیل نے ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور وہ پنجوں کے بل نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔ جال کی تاروں کے کٹنے سے پھڑکتی ہوئی جولیا بھی پکے ہوئے پھل کی طرح نیچے فرش کی طرف گری۔ مگر صفدر نے انتہائی پھرتی سے اُسے دونوں ہاتھوں میں سنبھال کر نیچے کھڑا کر دیا۔ جولیا بُری طرح ہانپ رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ میلوں دوڑ لگا کر آئی ہو۔ وہ بے اختیار فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔ کیپٹن شکیل کے دونوں ہاتھ سیاہ پڑ چکے تھے۔

"بہت خوب ۔۔۔ واقعی تم بے حد دلیر اور بہادر آدمی ہو لیکن یہ تو ایک معمولی سا حربہ تھا"۔۔۔ شاگل کی آواز کمرے میں گونجی۔

"مسٹر شاگل ۔۔۔ میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ تم اس قسم کی حرکات سے باز آجاؤ ورنہ"۔۔۔ صفدر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ورنہ کیا ۔۔۔ مسٹر تم شاید بھول گئے ہو کہ تم ہماری قید میں ہو۔ اور ہم .... ارے یہ کیا۔ یہ بمباری کیسی"۔۔۔ اچانک شاگل کی حیرت اور بوکھلاہٹ سے بھرپور آواز سنائی دی اور اس کے بعد یکلخت یوں خاموشی چھا گئی جیسے چلتی ہوئی مشین کا بٹن آف کر دیا جائے۔

"میرا خیال ہے کوئی مسئلہ ان کے لئے کھڑا ہو گیا ہے۔ ہمیں اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے"۔۔۔ نعمانی نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور صفدر سر ہلاتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ لوہے کا مضبوط دروازہ مکمل طور پر بند تھا۔ اس میں معمولی سا رخنہ بھی نہ تھا۔ اور نہ ہی اس میں تالے کا کوئی سوراخ یا دروازہ کھولنے کے لئے کوئی ہینڈل موجود تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے فولاد کی ایک چادر کھڑی کر دی گئی ہو۔

صفدر نے ایک لمحے کے لئے دروازے کا جائزہ لیا۔ اور پھر اس نے اچھل کر دروازے کے اوپر بنے ہوئے روشندان کی سلاخیں پکڑ لیں اس نے جھٹکا دے کر سلاخوں کو ٹیڑھا کرنے کی کوشش کی مگر سلاخیں نہ صرف بذات خود بے حد مضبوط تھیں بلکہ انہیں اس انداز میں نصب کیا گیا تھا کہ ان کا اکھڑنا ناممکن تھا۔

"تم نیچے بیٹھو ۔۔۔ میں تمہارے کاندھوں پر چڑھ کر ان سلاخوں کو کاٹنے کی کوشش کرتا ہوں"۔۔۔ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اور پھر وہ پیروں کے بل بیٹھ گیا۔ اور کیپٹن شکیل ایک بار پھر اسی کے کندھوں پر پیر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور صفدر پوری قوت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اب کیپٹن شکیل کے ہاتھ بڑی آسانی سے

سلاخوں تک پہنچ گئے تھے۔ اس نے ایک بار پھر اپنے دائیں ہاتھ کو جھٹکا دیا۔ اور اس کی کلائی میں موجود کنگن کے تیز بلیڈ باہر کو نکل آئے۔ اور کیپٹن شکیل نے ان بلیڈوں کو سلاخ پر تیزی سے رگڑنا شروع کر دیا۔ اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہا تھا۔ لیکن چند لمحوں بعد ہی کیپٹن شکیل کے منہ سے اوہ کی آواز نکلی۔ اور پھر وہ منہ لٹکائے نیچے اتر آیا۔ بجائے اس کے کہ سلاخ کٹتی اس کے کنگن کے بلیڈ ہی ٹوٹ گئے تھے۔

"میرا خیال ہے ـــ سلاخوں پر کوئی خاص مصالحہ لگایا گیا ہے ورنہ اتنا تیز بلیڈ اسے یقیناً کاٹ ڈالتا"۔ ـــ صدیقی نے ٹوٹے ہوئے بلیڈز کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی مزید ترکیب سوچتے۔ اچانک کمرے میں ایک اجنبی سی آواز گونج اٹھی۔

"ان لوگوں نے بلیک ہاؤس کو شدید ترین نقصان پہنچایا ہے۔ اس لئے ان کا فوری خاتمہ ضروری ہے"۔

نہیں تھرٹی سکس الیون ـــ ہمیں جذباتی نہیں ہونا چاہیئے پہلے ان لوگوں سے پوچھ گچھ ضروری ہے۔ کہ آخر یہ لوگ کون ہیں اور انہوں نے اتنی دیدہ دلیری سے بلیک ہاؤس پر بمباری کرنے کی جرأت کیسے کی"۔ شاگل کی آواز سنائی دی۔ اور پھر چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

وہ سب کان لگائے یہ گفتگو سن رہے تھے۔ اتنی بات تو ان کی سمجھ آگئی تھی کہ کچھ لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ جنہوں نے بلیک ہاؤس پر بمباری کی ہے۔ مگر یہ لوگ کون ہیں ان کا علم انہیں نہ تھا۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک کمرے کی دیوار درمیان سے پھٹی اور دوسرے لمحے تین بے ہوش آدمی یوں اچھل کر اندر فرش پر آگرے جیسے انہیں

سیڑھیوں پر سے دھکیل دیا گیا ہو۔ اور دوسرے لمحے دیوار برابر ہو گئی۔ وہ تینوں ان کے درمیان فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اور کمرے میں موجود سیکرٹ سروس کے ممبران ان تینوں کو غور سے دیکھ رہے تھے لیکن تینوں ہی ان کے لئے اجنبی تھے۔ ابھی وہ ان تینوں کو دیکھنے میں مصروف تھے کہ اچانک عین اس جگہ جہاں یہ پڑے تھے چھت میں سے سرخ رنگ کی روشنی کی ایک تیز دھار نکل کر ان تینوں پر پڑی۔ اور ایک لمحے بعد غائب ہو گئی اور دوسرے لمحے ان تینوں نے کسمسانا شروع کر دیا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ہوش میں آ رہے ہیں۔ سرخ روشنی میں شاید بے ہوشی ختم کرنے والی کوئی قوت موجود تھی۔ اور چند لمحوں بعد ان تینوں نے بھی آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ تینوں ہی بیک وقت اچھل کر بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک کا رخ صفدر کی طرف تھا۔ اور صفدر اسے غور سے دیکھ رہا تھا اور دوسرے لمحے صفدر بری طرح چونک پڑا اور جب اس نے آنکھ کا کونا دبا کر مخصوص اشارہ کیا اور صفدر کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی وہ اس مخصوص اشارے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ عمران ہے اور ظاہر ہے باقی بھی اسی کے ساتھی ہوں گے۔ مقامی شعبے سے تعلق رکھنے والے۔

"ارے ـــ یہاں کوئی جلسہ ہو رہا ہے واہ واہ ـــ میری صدارت والی کرسی کہاں ہے"؟ ـــ آنکھ مارنے والے نے بڑے سنجیدہ انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور صفدر کے علاوہ باقی سب ممبران بھی چونک پڑے کیونکہ وہ عمران کا مخصوص انداز پہچان گئے تھے۔

"بہت خوب ـــ تم نے خود اپنی پہچان کرا دی علی عمران"۔ ـــ اچانک شاگل کی مسرت سے بھرپور آواز کمرے میں گونجی اور عمران نے

ایک طویل سانس لی۔ اُسے دراصل یہ خیال ہی نہ رہا تھا کہ اس کمرے میں ان کی حرکات کوئی چیک کر رہا ہے۔ ورنہ شاید وہ اتنی جلدی نہ کھلتا۔

"اوہ میرا بڑا بھائی بول رہا ہے۔ مسٹر چھاگل اوہ پاگل —— ارے ارے توبہ توبہ —— بس یہ زبان ہی پھسل جاتی ہے۔ کیا نام ہے میرے بڑے بھائی کا۔ ارے شاگل کیا خوب صورت نام ہے۔ نام سنتے ہی پیاس لگ جاتی ہے" —— عمران نے سر پیٹتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے ساتھیوں سے تمہارا پتہ پوچھ ہی رہا تھا کہ تم خود ہی آ گئے۔ اس بار میرے ستارے عروج پر ہیں۔ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم بلیک ہاؤس پہنچ گئی ہے" —— شاگل کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ لہجے سے ہی صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بے حد خوش ہے۔

"میرے ساتھی" —— عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر صفدر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا جیسے انہیں پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"میرے سامنے اداکاری کی ضرورت نہیں ہے مسٹر عمران۔ یہ تمہارے ساتھی ہیں جو ماہرین آثارِ قدیمہ کا روپ بھر کر کافرستان میں داخل ہوئے تھے اور تم نے ہوش میں آتے ہی ان میں سے ایک کو آنکھ ماری تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تم انہیں پہچان گئے ہو۔ اور یقیناً تم نے انہیں چھڑانے کے لئے ہی بلیک ہاؤس پر بمباری کی ہے" —— شاگل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوری تقریر کر ڈالی۔

"مسٹر شاگل —— تم ضرورت سے زیادہ ہی عقلمند ہو۔ اور ضرورت سے زیادہ عقلمند کو یا تو لوگ گدھا کہتے ہیں یا الو۔ اب اس بات کا فیصلہ

تم نے کرنا ہے کہ تم ان دونوں میں سے کیا ہو۔ بہرحال مجھے کوئی اعتراض نہیں چاہے تم الو ہو یا گدھے" —— عمران کی زبان چل پڑی۔

"بس باتیں بہت ہو گئیں۔ میں نے ان لوگوں کو اس لئے ابھی تک زندہ رکھا ہوا تھا تاکہ ان سے تمہارا پتہ معلوم کیا جا سکے۔ اب جب کہ تم خود یہاں پہنچ گئے ہو تو اب تم لوگوں کے زندہ رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔ اس لئے مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تاکہ میں تمہاری لاشیں وزیراعظم کو بھیج کر ان کی نظروں میں سرخرو ہو سکوں" —— شاگل کی کرخت آواز سنائی دی۔

"اگر میں اپنے زندہ رہنے کا جواز پیدا کر دوں تو پھر کیا تم اپنا فیصلہ بدل دوگے" —— عمران نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"تم کیا جواز پیش کر سکتے ہو" —— شاگل نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"یہی کہ ابھی میں نے تمہارے ملک میں بہت سے کام کرنے ہیں مثلاً سب سے پہلے اس اڈے کی تباہی اور اس کے بعد تمہارے اس جزیرے کی تباہی جسے تم ڈینجر لینڈ کہتے ہو" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"بھول جاؤ سب کچھ —— تمہارے انجام میں چند لمحے باقی رہ گئے ہیں" شاگل کی سپاٹ آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی۔

"عمران صاحب —— اب یہاں سے نکلنے کی سوچیں" —— اچانک صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے

ہوئے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا دستی بم تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے اس کی پن دانتوں سے کھینچی اور اُسے لوہے کے دروازے کی طرف اچھال دیا۔ دستی بم دروازے سے ٹکرایا اور ایک زوردار دھماکہ ہوا یوں لگتا تھا جیسے پورا دروازہ ہی غائب ہو گیا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے جب بم کا دھواں چھٹا تو وہ سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دروازہ بالکل صحیح سلامت موجود تھا۔ اس پر ذرا سا بھی اثر نہ ہوا تھا۔ اور اُسی لمحے کمرے میں شاگل کا قہقہہ گونج اٹھا۔

"یہ بلیک ہاؤس ہے عمران —— یہاں تم ایٹم بم بھی استعمال کرو تب بھی کسی چیز پر کوئی اثر نہیں ہو گا" —— شاگل کی فخر سے بھرپور آواز سنائی دی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اور اس کے ساتھی کچھ اور سوچتے اچانک چھت پر سے نیلے رنگ کی تیز روشنی کی دھاریں سی ان پر پڑنے لگیں۔ روشنی کی دھاریں کچھ اس انداز میں پڑ رہی تھیں کہ کمرے کا کوئی حصہ بھی ان کی زد سے باہر نہ تھا۔ اور نیلے رنگ کی اس روشنی نے کمرے میں موجود ہر شخص کو گھیر لیا۔ اور چند لمحوں بعد جب یہ روشنی غائب ہوئی تو وہ سب پتھر کے بت کی طرح بے حس و حرکت اپنی جگہ پر کھڑے تھے۔ ان کے جسم اکڑ گئے تھے اور وہ اپنی انگلی تک نہ ہلا سکتے تھے۔ صرف ان کی آنکھیں اور دماغ کام کر رہے تھے وہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ سوچ سکتے تھے لیکن نہ ہی بول سکتے تھے اور نہ کوئی حرکت کر سکتے تھے۔ ان سب کے جسم مفلوج ہو چکے تھے۔

"تمہارے جسم مفلوج ہو چکے ہیں اور اب تم مکمل طور پر میرے رحم و کرم

پر ہو اور یقین رکھو کہ میں تم سب سے ایسا انتقام لوں گا کہ قیامت تک تمہاری روحیں بھی بلبلاتی پھریں گی" —— شاگل کی آواز سنائی دی۔ اور پھر کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

وہ سب بتوں کی طرح بے حس و حرکت اپنی جگہوں پر کھڑے تھے۔ اور سوائے مجبوری کے سے انداز میں ایک دوسرے کو دیکھنے کے اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کی وہی دیوار درمیان سے ہٹی جہاں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اندر پھینکا گیا تھا۔ اور پھر شاگل دو مسلح افراد کے ہمراہ اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ فتح کی خوشی میں چمک رہا تھا۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی دیوار دوبارہ برابر ہو گئی۔

"سب سے پہلے اس عمران کا خاتمہ ہونا چاہیئے یہ سب سے خطرناک آدمی ہے" —— شاگل نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک تیز دھار والا خنجر باہر نکالا اور خنجر کو عمران کی نظروں کے سامنے لہرا [illegible]

"میں پہلے تمہاری ایک آنکھ نکالوں گا۔ پھر تمہارا ناک کاٹوں گا۔ اس کے بعد تمہارے کانوں کی باری آئے گی۔ پھر میرے آدمی تمہارے بازوں اور ٹانگوں کی ہڈیاں توڑیں گے اور آخر میں تمہاری ایک ایک بوٹی اس خنجر سے علیحدہ کی جائے گی۔ تم نے ہر بار مجھے شکست دی ہے۔ اور اب میں اپنی سابقہ تمام شکستوں کا تم سے بھرپور انتقام لوں گا" —— شاگل نے پاگلوں کے سے انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنا خنجر والا ہاتھ اوپر کیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خنجر کی نوک پوری قوت سے عمران کی آنکھ میں مار دے گا۔ مگر دوسرا

لمحہ شاگل اور اس کے ساتھی تو کیا عمران کے ساتھیوں کے لئے بھی حیرت انگیز
ثابت ہوا۔ جب عمران نے اچانک اپنی جگہ سے حرکت کی اور شاگل فضا
میں اڑتا ہوا سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ شاگل کے حلق سے بے اختیار
چیخ نکل گئی۔ شاگل کے ساتھی جو اطمینان سے کاندھوں سے سٹین گنیں لٹکائے
کھڑے تھے۔ اس اچانک بدلنے والی سچویشن کو سمجھ ہی نہ سکے۔ اور
عمران کی ایک بھرپور لات ایک آدمی کے سینے پر پڑی اور دوسرے
سے وہ خود جا ٹکرایا اور وہ دونوں ہی پشت کے بل زمین پر جا گرے اور
عمران نے پلک جھپکنے میں ایک کے کاندھے سے نکل جانے والی سٹین گن پر
قبضہ کیا اور دوسرے لمحے اس کی سٹین گن نے شعلے اگلنے شروع کر دیئے
اور شاگل کے دونوں ساتھی جو اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھے گولیاں
کھا کر لٹو کی طرح گھومے اور پھر فرش پر گر کر ڈھیر ہو گئے۔ دوسرے لمحے
عمران نے سٹین گن کی نال کا رخ شاگل کی طرف کر دیا۔ جس کے چہرے
پر شدید ترین حیرت کے آثار جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔
عمران نے یہ سب کچھ اتنا پھرتی اور تیزی سے کیا تھا کہ سچویشن بدلنے
میں صرف چند لمحے ہی صرف ہوئے۔

"اب بتاؤ شاگل ——— کون کس کے رحم و کرم پر ہے"۔ ——— عمران
نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مم ——— مگر بونیم لائٹ ......"۔ ——— شاگل نے اٹک
اٹک کر کچھ کہنا چاہا۔

"تمہاری بونیم لائٹ مجھ پر کوئی اثر نہیں کر سکتی۔ کیونکہ میں جانتا ہوں
کہ جس وقت یہ لائٹ ڈالی جائے اگر اس وقت سانس روک لیا جائے

تو اس کے اثرات اعصابی نظام پر نہیں پڑتے ——— سمجھے مسٹر شاگل۔
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کاش ——— مجھے پہلے علم ہو جاتا کہ تم اس کا توڑ جانتے ہو تو میں کوئی
اور حربہ اختیار کرتا۔ میں گنوں کا منہ کھول دیتا"۔ ——— شاگل نے
دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اب تم سب سے پہلے یہ دروازہ یا دیوار کھولو اور پھر میرے ساتھ چل
کر میرے ساتھیوں پر اینٹی بونیم لائٹ ڈالو صرف تمہارے زندہ رہنے
کی یہ آخری شرط ہے۔ ایسی صورت میں میرا وعدہ رہا کہ تمہیں صرف
بے ہوش کر کے چھوڑ دوں گا۔ ورنہ دوسری صورت میں تمہارے
جسم میں گولیوں کے ہزاروں سوراخ ہو سکتے ہیں"۔ ——— عمران نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مم ——— مم ——— میں تیار ہوں"۔ ——— شاگل نے فوراً ہی حامی
بھری۔

"تو چلو کھولو دروازہ"۔ ——— عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے
کہا۔

"دروازہ صرف باہر سے کھل سکتا ہے میں دیوار کھولتا ہوں"۔ ———
شاگل نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور پھر وہ ہاتھ اٹھائے دیوار کی طرف
بڑھنے لگا۔ لیکن ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک
روشندان سے کوئی چیز اندر آ گری اور پھر ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور
کمرے میں بھورے رنگ کا دھواں تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ ہلکے سے
دھماکے کی آواز عمران کے کانوں میں بھی پڑی لیکن وہ فوری طور پر نہ

مڑا کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ اس سے شاگل کوئی فائدہ اٹھا کر اس پر قابو
نہ پائے۔ اور یہیں عمران مار کھا گیا۔ کیونکہ دوسرے لمحے بھورے رنگ
کے دھویں نے پورے کمرے کو گھیر لیا اور جب تک عمران سنبھلتا دھواں
اس کے سانس کے ذریعے دماغ پر چڑھ گیا اور پھر اس کے دماغ پر
اندھیرے کی چادر سی پھیلتی چلی گئی اور وہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر
پڑا۔ شاگل اس سے پہلے ہی گر چکا تھا۔

جس وقت راسپوتین نے روشندان سے جھانکا تو اس وقت
عمران شاگل پر شین گن تانے کھڑا ہوا تھا۔ کمرے میں دو افراد کی
لاشیں پڑی ہوئی تھیں جب کہ آٹھ مرد اور ایک عورت بت بنے
اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے تھے۔ شاگل کو وہ ایک ہی نظر میں پہچان گیا
تھا۔ اس لئے وہ فوراً ہی سمجھ گیا کہ باقی لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
ممبران ہوں گے۔ اس نے ایک ہاتھ سے سلاخوں کو تھامے رکھا اور
دوسرا ہاتھ انتہائی پھرتی سے جیب میں ڈالا اور جب اس کا ہاتھ جیب

سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بم تھا۔ اس نے پھرتی سے اس
کی پن دانتوں سے کھینچی اور پھر بم کو سلاخوں کے درمیان سے اندر کمرے میں
پھینک دیا۔ بم کے گرتے ہی اس میں سے بھورے رنگ کا دھواں سا نکلا
اور تیزی سے کمرے میں پھیلتا چلا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی عمران اور شاگل
دونوں ہی بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑے۔ راسپوتین کو جب ان کے
بے ہوش ہونے کا اطمینان ہو گیا تو وہ تیزی سے واپس مڑا اور پھر سیڑھیاں
چڑھتا ہوا پہلے کمرے میں آیا اور وہاں سے برآمدے میں نکل آیا۔ باہر
مسلسل فائرنگ اور بم پھینکے جا رہے تھے۔ ساوک اور اس کے ساتھیوں
نے پوزیشنیں سنبھالی ہوئی تھیں۔

"ساوک اپنے آدمیوں کو اکٹھا کرو ـــــ ہمیں کمرے سے ان قیدیوں
کو نکالنا ہے" ـــــ راسپوتین نے دروازے کے قریب ہی ایک
ستون کی آڑ میں موجود ساوک سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ساوک کے حلق
سے سیٹی کی تیز آواز نکلی اور پھر اس کے آدمیوں نے تیزی سے ساوک
کی طرف سمٹنا شروع کر دیا۔ البتہ دو آدمی مختلف پوزیشنوں سے مسلسل
فائرنگ میں مصروف رہے۔ جبکہ باقی تین افراد فائرنگ کرتے ہوئے
تیزی سے سمٹ کر ساوک اور راسپوتین کے قریب پہنچ گئے۔

"میرے پیچھے آؤ ـــــ ہم نے فوراً ہی ان قیدیوں کو باہر نکالنا ہے"۔
راسپوتین نے کہا اور پھر راسپوتین، ساوک اور تین مسلح افراد ایک دوسرے
کے پیچھے بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے اور وہاں سے سیڑھیاں اتر کر
نیچے دروازے تک پہنچ گئے۔ راسپوتین نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک
چھوٹی سی نیلے رنگ کی پتری نکالی اور پھر اُسے جھک کر دروازے اور

فرش کے درمیان معمولی سے رخنے میں ڈال دیا جب آدھی پتری دروازے کے اندر چلی گئی تو راسپوتین نے پتری کے کنارے کو انگوٹھے کے ناخن کی مدد سے کرید کر اسے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ اور پھر اپنے آدمیوں کو اشارہ کرتے ہوئے تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ ساوک اور تینوں مسلح افراد نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ سیڑھیاں چڑھ کر کمرے میں پہنچے ہی تھے کہ اچانک نیچے ایک ہولناک دھماکہ ہوا۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ یوں لگتا تھا جیسے پورا بلیک ہاؤس ہی اڑ گیا ہو۔

"آؤ اب جلدی کرو" ——— راسپوتین نے کہا اور ایک بار پھر وہ کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ واقعی دروازے کے پٹ جڑ سے اکھڑ کر سیڑھیوں پر آگرے تھے۔ اور اب وہ خلا سا بن گیا تھا۔ وہ دروازے پر پیر رکھتے ہوئے کمرے کے اندر داخل ہو گئے۔

پھر راسپوتین کے اشارے پر تینوں مسلح افراد اور ساوک نے ایک ایک آدمی کو اٹھالیا جب کہ راسپوتین نے جھک کر خود بھی ایک بت بنے شخص کو کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے۔ اب ان کے کاندھے پر پانچ افراد لدے ہوئے تھے۔ برآمدے میں آکر وہ صحن کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اس راستے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ جدھر سے وہ داخل ہوئے تھے۔ ان کے دو مسلح افراد بدستور ہم بھینکنے اور فائرنگ کرنے میں مصروف تھے۔ لیکن اب جوابی طور پر کوئی فائرنگ نہ ہو رہی تھی۔ اور پھر جلد ہی وہ اس دروازے تک پہنچ گئے جس کی سرنگ سے وہ اندر داخل ہوئے تھے۔ دوسرے لمحے وہ سرنگ میں دوڑتے ہوئے چٹان سے باہر آگئے۔ جیسے ہی وہ باہر آئے دو مسلح افراد جو اس

چٹان کے قریب ہی چھپے ہوئے تھے تیزی سے ان کے قریب آگئے۔

"ہیلی کاپٹر کہاں ہے" ——— راسپوتین نے پوچھا۔

"اس بڑی چٹان کی آڑ میں جناب" ——— آنے والے نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں ہیلی کاپٹر میں منتقل کر کے میرے ساتھ آؤ" ——— راسپوتین نے کہا اور اپنے کندھے پر لدے ہوئے آدمی کو آنے والے کی طرف منتقل کر دیا۔ دوسرے آدمی نے ساوک کے کندھے پر لدا ہوا آدمی اٹھا لیا۔ اور پھر وہ سب ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ ساوک اور راسپوتین وہیں سرنگ کے دہانے پر ہی کھڑے رہے۔ چند لمحوں بعد وہی تینوں آدمی دوڑتے ہوئے واپس آئے اور ایک بار پھر وہ سرنگ میں داخل ہو گئے۔ برآمدے میں پہنچ کر انہوں نے پہلے کی طرح صحن پار کیا۔ اور ایک بار پھر وہ سوم نمبر فور میں پہنچ گئے۔ اب کمرے میں شاگل اور دو لاشوں کے علاوہ ایک عورت اور چار مرد باقی رہ گئے تھے۔ راسپوتین کا ساتھی شاگل کو اٹھانے کے لئے بڑھا۔

"ارے چھوڑ دو ——— یہ مقامی سیکرٹ سروس کا چیف ہے"۔ راسپوتین نے کہا اور خود اس نے جولیا کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔ اور اس کے ساتھیوں نے باقی چار افراد کو اٹھا کر کاندھے پر لادا۔ اور ایک بار پھر وہ سیڑھیاں طے کرتے ہوئے کمرے سے ہوتے ہوئے برآمدے میں پہنچ گئے۔ ساوک نے وہاں پہنچتے ہی مخصوص انداز میں سیٹی بجائی۔ اور پھر صحن پار کر کے وہ سب سرنگ کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ اور پھر جیسے ہی وہ وہاں پہنچے۔ ان کے دو اور ساتھی بھی جو مسلسل فائرنگ

میں مصروف تھے۔ سیٹی کی آواز سنتے ہی وہاں پہنچ گئے اور پھر وہ سب
سرنگ میں سے ہوتے ہوئے جلد ہی باہر چٹان پر آگئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سارے قیدیوں کو ہیلی کاپٹر میں منتقل کرنے میں
کامیاب ہو گئے اور خود بھی ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔

"جتنی جلدی ممکن ہو سکے نکل چلو۔"——راسپوتین نے پائلٹ سے
مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر
کا انجن سٹارٹ کیا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر تیزی سے فضا میں بلند
ہوتا چلا گیا۔

"مجھے امید نہ تھی کہ ہم اتنی آسانی سے اس خوفناک جگہ سے قیدیوں
کو نکال جانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"——ساڈک نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"ہاں بس اتفاق ہے کہ شاگل اور اس کے ساتھی اس وقت اسی کمرے
میں موجود تھے۔ اور یہ لوگ شاگل کے ساتھیوں کو میرے پہنچنے سے پہلے ہی
ہلاک کر چکے تھے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ بلیک ہاؤس کے آپریشن روم
میں کوئی آدمی باقی نہ رہا تھا ورنہ شاید ہم اتنی آسانی سے نہ نکل سکتے۔"
راسپوتین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بس مجھے اپنے تین بہترین آدمیوں کا افسوس ہے۔"——ساڈک
نے قدرے افسردہ لہجے میں کہا۔

"ہاں——مگر یہ قربانیاں تو ہر مشن میں دینی ہی پڑتی ہیں۔"——
راسپوتین نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"باس——اب کدھر جانا ہے۔"——پائلٹ نے کافی بلندی

پہنچنے کے بعد پوچھا۔

"پہلے زیرو پوائنٹ پر چلو——یہ لوگ نجانے کس دوا کے زیر اثر ہیں ایسا نہ
ہو کہ انہیں راستے میں ہی ہوش آجائے اور ہمارے لئے کوئی مصیبت کھڑی کر
دیں، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ زیرو ہاؤس پہنچ کر انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن
لگا دوں۔"——راسپوتین نے کہا اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے
ہیلی کاپٹر کا رخ بدلا اور پھر ہیلی کاپٹر خاصی تیز رفتاری سے ایک طرف
بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا اور پھر
ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ زیرو ہاؤس کے صحن میں اترتا چلا گیا۔

"ساڈک——ان سب کو بلیک روم میں منتقل کر دو اور ڈاکٹر برمن سے
کہو انہیں کم از کم چار پانچ گھنٹوں کے لئے بے ہوش کر دے میں ایک ضروری
ٹرانسمیٹر کال کر لوں۔"——راسپوتین نے ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر کر ساڈک
سے مخاطب ہو کر کہا اور ساڈک کے اثبات میں سر ہلاتے ہی وہ تیزی سے
آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

شاگل کو جب ہوش آیا۔ تو اس نے ہوش و حواس بحال ہوتے ہی تیزی سے کمرے کا جائزہ لیا۔ اور پھر اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ کمرے کا فولادی دروازہ ٹوٹا ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے علاوہ باقی سب افراد غائب ہو چکے تھے۔ شاگل کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ کیونکہ اس ساری واردات کو وہ پوری طرح سمجھ نہ سکا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر عمران کے ساتھی عمران اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران کو نکال کر لے جاتے تو یقیناً وہ شاگل کو جاتے ہوئے گولی مار دیتے۔ لیکن شاگل کو کچھ نہ کہا گیا تھا۔ اس سے مسئلہ اس کے ذہن میں اور الجھ گیا تھا۔ بہرحال سر جھٹکتا ہوا وہ اٹھا اور تیزی سے ٹوٹے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ پار کر کے وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر آیا۔ اور پھر جب کمرے سے باہر نکلا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ کیونکہ صحن میں میلی کاپٹر کے پرزے بکھرے ہوئے تھے اور جگہ جگہ بلیک ہاؤس کے محافظوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ تیز تیز

قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں کیونکہ جو عمارت اس کی نظر میں ناقابل تسخیر تھی اسے اتنی آسانی سے تسخیر کر لیا گیا تھا کہ جیسے وہ مٹی کا ایک گھروندہ ہو۔

آپریشن روم خالی پڑا ہوا تھا۔ دیواروں پر نصب سکرینیں روشن تھیں۔ اور ہر طرف سرخ بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کاش وہ روم نمبر فور میں جاتے ہوئے الیون تھرٹی سکس کو ہمراہ لے جانے کی بجائے یہیں آپریشن روم میں چھوڑ جاتا تو نہ صرف یہ کہ مجرم اتنی آسانی سے نہ نکل سکتے تھے۔ بلکہ انہیں آسانی سے گرفت میں بھی لیا جا سکتا تھا۔ پورے بلیک ہاؤس میں مشینی نظام نصب تھا۔ جسے یہیں کنٹرول روم میں بیٹھ کر ایک آدمی آسانی سے کنٹرول کر سکتا تھا۔ لیکن بدقسمتی یہ ہوئی کہ آپریشن روم خالی چھوڑ دیا گیا۔ اور اس طرح آنے والے اپنا کام آسانی سے کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

شاگل کا چہرہ غصے، خفت اور ندامت کے بارے سرخ پڑا ہوا تھا۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر وہ اعلیٰ حکام کو بلیک ہاؤس کے بارے میں کیا رپورٹ دے۔ بہرحال اس نے سب سے پہلے اس راستے کو چیک کیا جس سے آنے والے بلیک ہاؤس میں داخل ہوئے تھے اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ خفیہ سرنگ کو کسی سائنسی ذریعے سے نہ صرف کھولا گیا تھا۔ بلکہ اس میں موجود جدید ترین چیکنگ نظام کو بھی ناکارہ کر دیا گیا تھا۔ کافی دیر وہ بیٹھا سوچتا رہا کہ آخر وہ لوگ کون تھے جو اتنے جدید نظام کو اس طرح ناکارہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اچانک اُسے خیال آیا کہ جو لوگ یہاں سے قیدیوں کو لے گئے ہیں وہ لازماً ٹرانسمیٹر پر

کسی کو کیا پیغام دیں گے۔ چنانچہ اس نے تیزی سے ایک مشین کا بٹن آن کر دیا۔ یہ مشین پورے دارالحکومت میں ہونے والی ٹرانسمیٹر کال کو نہ صرف کیچ کر لیتی تھی بلکہ کال کے مرکز کی نشاندہی بھی کر دیتی تھی۔

شاگل نے جیسے ہی مشین آن کی تو اچانک وہ ٹرانسمیٹر پر ہونے والی کال سن کر چونک پڑا۔

"ہیلو ہیلو ——— راسپوتین سپیکنگ اوور" ——— کوئی بھاری آواز میں بار بار یہ فقرہ دوہرا رہا تھا۔ زبان روسی ہی تھی اس لئے شاگل یہ آواز سن کر چونکا تھا۔

"یس کوبرا سپیکنگ فرام دس اینڈ اوور" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور شاگل کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔ کیونکہ وہ نہ صرف کرنل ہلگارڈ کا لہجہ پہچانتا تھا بلکہ وہ اس کے اس نام سے بھی اچھی طرح واقف تھا۔

"کرنل ——— آپ کے لئے خوشخبری ——— آپ نے جو مشن مجھے سونپا تھا میں اس میں پوری طرح کامیاب رہا ہوں اوور" ——— راسپوتین نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— ویری گڈ ——— کون کون ہاتھ آیا ہے اوور" ——— کرنل ہلگارڈ کے لہجے میں نمایاں خوشی موجود تھی۔

"کرنل ——— بس خوش قسمتی ہی کہئیے کہ تقریباً پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم ہی میرے قبضے میں ہے۔ اس میں نو مرد اور ایک عورت ہے اوور" ——— راسپوتین نے جواب دیا۔

"اوہ ——— یہ سب اکٹھے ہی قابو آ گئے وہ کس طرح اوور" ———

کرنل ہلگارڈ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"دراصل ہوا اس طرح ——— کہ جیسے ہی آپ نے مجھے یہ مشن سونپا میں نے سوچا کہ مقامی سیکرٹ سروس کے چیف کی ٹرانسمیٹر کال بیس چیک کی جائیں۔ شاید وہاں سے کوئی کلیو مل جائے اور اتفاق سے عین اس وقت سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو یہ اطلاع دی گئی کہ پولیس نے چھ مردوں اور ایک عورت کو قابو کیا ہے ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور پھر مجھے یہ بھی پتہ چل گیا کہ وہ ان سب کو لے کر خفیہ اڈے بلیک ہاؤس جا رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی ٹیم کے ممبروں سمیت ہیلی کاپٹر پر وہاں ریڈ کیا۔ بلیک ہاؤس کا نقشہ ہماری برانچ میں موجود تھا۔ اس سے خفیہ راستے کا علم ہو گیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے ان پہاڑیوں پر بم پھینکے جا رہے تھے یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی دوسرا گروپ تھا پھر ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا اور تین افراد پیراشوٹ کے ذریعے پہاڑیوں پر اتر گئے جہاں سے شاید انہیں بے ہوش کر کے اندر لے جایا گیا۔ خفیہ راستے میں چیکنگ کمپیوٹر نصب تھے۔ وہ چونکہ ہماری حکومت نے ہی سپلائی کئے تھے۔ اس لئے مجھے ان کا توڑ معلوم تھا۔ چنانچہ ہم انہیں ناکارہ کر کے اندر داخل ہوئے اس وقت دوسرے گروپ کی وجہ سے سب لوگ ان کی طرف متوجہ تھے۔ اس لئے ہم آسانی سے اندر داخل ہو گئے اور پھر ہمیں سب قیدی ایک ہی کمرے میں مل گئے۔ وہیں شاگل بھی موجود تھا۔ چنانچہ میں نے زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس کا بم مار کر اسے بھی بے ہوش کر دیا اور پھر ہم آسانی سے سب قیدیوں کو باہر نکال لائے اوور"

راسپوتین نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن بلیک ہاؤس میں تو بہت محافظ موجود ہوتے ہیں اوور"۔ کرنل بلگارڈ نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ـــ خاصے لوگ تھے۔ اس لئے وہاں فائرنگ کرنی پڑی تھی اور بم پھینکنے پڑے۔ میرے بھی تین آدمی ضائع ہو گئے ہیں لیکن وہاں موجود تقریباً بیس افراد ختم ہو گئے ہیں۔ صرف شاگل ہی زندہ بچا ہے۔ کیونکہ جب ہم واپس آئے تو وہاں کسی نے مزاحمت نہیں کی اوور"۔ راسپوتین نے جواب دیا۔

"اوہ ـــ ویری گڈ ـــ تم نے عظیم ترین کامیابی حاصل کی ہے۔ اب ایسا کرو کہ ان قیدیوں کو ڈینجر لینڈ پہنچا دو۔ اور ہاں ـــ تم نے خواہ مخواہ شاگل کو زندہ چھوڑ دیا۔ ایک آدھ گولی اس کے سینے میں بھی پار کر دینی تھی اوور"ـــ کرنل بلگارڈ نے کہا۔

"میں نے ضروری نہیں سمجھا ـــ کیونکہ اس سے ہماری کوئی براہِ راست دشمنی تو نہیں تھی۔ قیدی بے ہوش ہیں اور میں انہیں ہیلی کاپٹر میں لے کر ابھی آ رہا ہوں آپ وہاں انتظامات کر لیجئے اوور"۔ راسپوتین نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ تم جس قدر جلد ممکن ہو سکے پہنچ جاؤ۔ کوڈ کوبرا ہو گا اوور"ـــ کرنل بلگارڈ نے کہا۔

"اوکے ـــ اوور اینڈ آل"ـــ راسپوتین نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی کال ختم ہو گئی۔ شاگل خاموش بیٹھا دانتوں سے ہونٹوں کو کچل رہا تھا۔ اب تمام سچویشن اس کے سامنے واضح ہو گئی تھی

کہ یہ سارا چکر کرنل بلگارڈ نے چلایا ہے وہ خود تو سامنے نہیں آیا۔ اس نے اپنی کسی ٹیم سے یہ کام کرایا ہے۔ اور نہ صرف بلیک ہاؤس تباہ کر دیا گیا ہے بلکہ قیدیوں کو بھی وہ لے گئے ہیں۔ وہ کافی دیر تک بیٹھا کرنل بلگارڈ سے انتقام لینے کے بارے میں سوچتا رہا۔ لیکن کوئی تجویز سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ ایک بار تو اس کے جی میں آئی تھی کہ وہ اپنی ٹیم لے کر ڈینجر لینڈ پر چڑھ دوڑے۔ لیکن پھر اس نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ اس طرح اس کے اپنے ہی ملک کا نقصان ہوتا۔ اور دوسری بات یہ کہ دونوں ملکوں کے درمیان ہونے والا یہ عظیم معاہدہ بھی خطرے میں پڑ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے سوچ سوچ کر آخر کار یہی فیصلہ کیا کہ وہ اس ساری سچویشن کو وزیر اعظم کے نوٹس میں لے آئے اور پھر وہ جیسے ہدایات دیں ویسے ہی کیا جائے۔ چنانچہ اس نے ٹرانسمیٹر پر وزیر اعظم کی خصوصی ایمرجنسی فریکونسی سیٹ کی اور پھر کال کرنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس پرائم منسٹر ایمرجنسی کالنگ یونٹ اوور"ـــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل سپیکنگ اٹ از ایمرجنسی اوور"ـــ شاگل نے جواب دیا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے اوور"ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد وزیر اعظم کی آواز ٹرانسمیٹر پر ابھری۔

"یس اوور"ـــ وزیر اعظم نے باوقار لہجے میں کہا۔

"شاگل بول رہا ہوں جناب ـــ ایک اہم بات ہو گئی ہے سر

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ماہرین آثار قدیمہ کے روپ میں کافرستان میں داخل ہوئے تھے۔ ہمیں اطلاع مل گئی تو ہم نے انہیں گرفتار کر لیا اور مزید پوچھ گچھ کے لئے میں ان سب کو بلیک ہاؤس لے آیا۔ لیکن کرنل ہلگارڈ کے آدمیوں نے بلیک ہاؤس پر حملہ کر دیا۔ اور ایک خفیہ راستے میں نصب روسیاہی چیکنگ کمپیوٹروں کو مشین سے ناکارہ کر کے اندر داخل ہوئے اور سب محافظوں کو ہلاک کر دیا۔ بلیک ہاؤس کو تباہ کر دیا اور ان قیدیوں کو لے اڑے اوور"۔۔۔۔ شاگل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مسٹر شاگل ۔۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ بہت بڑا الزام ہے اوور"۔۔۔۔ وزیراعظم کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ ان کے لہجے سے صاف محسوس ہو رہا تھا جیسے انہیں شاگل کی بات پر ذرہ بھر بھی یقین نہ آیا ہو۔

"جناب ۔۔۔۔ ثبوت میرے پاس موجود ہے۔ میں نے ابھی ابھی ان کی ایک ٹرانسمیٹر کال ٹیپ کی ہے جس میں انہوں نے آپس میں بات چیت کرتے ہوئے یہ تمام تفصیلات بتائی ہیں۔ آپ روسیاہی زبان آسانی سے سمجھ لیتے ہیں۔ اس لئے جناب میں ٹیپ آن کر دیتا ہوں۔ آپ خود ہی سن لیجئے اوور"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ مجھے سنایئے اوور"۔۔۔۔ وزیراعظم صاحب نے کہا اور شاگل نے مشین کا بٹن آن کر دیا۔ مشین میں آٹومیٹک ٹیپ کرنے کا سسٹم موجود تھا اس لئے راسپوتین اور کرنل ہلگارڈ کی تمام بات چیت ٹیپ ہو گئی تھی۔ بٹن آن ہوتے ہی ٹیپ شروع ہو گئی۔ اور

شاگل نے ٹرانسمیٹر کا مائیک ٹیپ کے سامنے رکھ دیا۔ جب ٹیپ ختم ہو گئی تو اس نے بٹن آف کرتے ہوئے کہا۔

"سر ۔۔۔ آپ نے تفصیل سن لی اوور"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔ میں نے پوری تفصیل سن لی ہے۔ یہ بہت بڑی واردات ہے۔ اور اس کے سیاسی نقصانات بھی نکل سکتے ہیں۔ آپ ایسا کیجئے کہ یہ ٹیپ مجھے بھجوا دیجئے۔ میں روسیاہ کے وزیراعظم سے بات کرتا ہوں اوور"۔۔۔۔ وزیراعظم نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

بہتر جناب ۔۔۔۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے۔ یہ لوگ ان قیدیوں کو ڈینجر لینڈ لے جا رہے ہیں۔ اور یہ قیدی انتہائی خطرناک ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں وہ کوئی واردات کر دیں اوور"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے ۔۔۔۔ بہرحال اب وزیراعظم روسیاہ سے بات چیت کے بعد ہی کوئی لائحہ عمل سوچا جا سکتا ہے۔ ہم ڈینجر لینڈ میں مداخلت بھی نہیں کر سکتے۔ آپ ٹیپ فوری طور پر مجھے بھجوا دیں اور بلیک ہاؤس کی مرمت وغیرہ کرا لیں تاکہ اسے دوبارہ کام کے قابل بنایا جا سکے۔ میں ٹیپ ملتے ہی فوری طور پر وزیراعظم روسیاہ سے رابطہ قائم کرتا ہوں اوور"۔۔۔۔ وزیراعظم صاحب نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب ۔۔۔۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو میں ہر وقت تیار ہوں گا اوور"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ وزیراعظم صاحب

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔ اور شاگل نے اطمینان کا طویل
سانس لیا ۔ اس کے سر سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا تھا ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر
کال ٹیپ نہ ہوتی تو وزیر اعظم صاحب کبھی اس کی بات پر یقین نہ کرتے ۔
گو اُسے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہاتھ سے نکل جانے کا بڑا
افسوس تھا ۔ کیونکہ وہ ان سے اپنی حسرت کے مطابق انتقام نہ لے
سکا تھا ۔ لیکن بہرحال اب وہ مطمئن تھا کہ کم از کم اس کی کارکردگی
تو وزیر اعظم کی نظروں میں آ گئی ۔ اور پھر وہ ٹیپ وزیر اعظم صاحب
کو بھجوانے کے انتظامات میں مصروف ہو گیا ۔

کرنل ہلگارڈ کا چہرہ مسرت سے پھٹا پڑ رہا تھا ۔ اس نے نہ صرف
شاگل پر مکمل فتح حاصل کر لی تھی ۔ بلکہ اب وہ کے ۔ جی ۔ بی کے چیف پر بھی
اپنی کارکردگی کا سکہ بٹھا سکتا تھا ۔ اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ وہ
علی عمران سے بھی انتقام لے سکتا تھا ۔ کیونکہ تین چار سال قبل وہ ایک
مشن کے سلسلے میں پاکیشیا گیا تھا ۔ تو عمران نے نہ صرف اس کا مشن
ناکام کر دیا تھا بلکہ اس کی پوری ٹیم ماری گئی تھی اور وہ خود بھی بڑی مشکل
سے جان بچا کر وہاں سے نکل سکا تھا ۔ اور تب سے ہی کے ۔ جی ۔ بی میں
اس کا ریکارڈ خراب ہوا تھا ۔ اور اسے فیلڈ سے نکال کر انتظامی عہدوں
پر لگا دیا گیا تھا ۔ اور اب اس طرح وہ عمران سے بدلہ لے کر چیف پر یہ
بھی ثابت کر سکتا تھا کہ وہ ناکارہ نہیں ہوا ۔ بلکہ اب بھی فیلڈ میں کام
کر سکتا ہے ۔

اس نے قیدیوں کے لئے ایک کمرے میں خصوصی انتظامات کرائے
تھے اور اب وہ خود جزیرے کے ہیلی پیڈ پر کھڑا راسموتن کا انتظار

کر رہا تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد اُسے اطلاع ملی کہ راسپوتین قیدیوں کو لے کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے جزیرے کے قریب پہنچ چکا ہے۔ تو کرنل ہلگارڈ نے ٹرانسمیٹر پر خود اس سے رابطہ قائم کیا اور جب اس کی پوری طرح تسلی ہو گئی کہ آنے والا راسپوتین ہی ہے۔ تو اس نے ہیلی کاپٹر کو جزیرے کے ہیلی پیڈ پر اترنے کے احکامات جاری کر دیئے۔ ہیلی پیڈ پر پچاس کے قریب مسلح فوجی موجود تھے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر دور سے آتا دکھائی دیا۔ اور کرنل ہلگارڈ خوشی سے ہاتھ ملنے لگا۔ اسے دراصل یقین نہیں آرہا تھا کہ اتنی آسانی سے اتنی خطرناک ٹیم پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

ہیلی کاپٹر چند لمحے ہیلی پیڈ کے اوپر معلق رہا اور پھر آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا آیا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر کے پیڈز زمین پر ٹکے۔ دروازہ کھلا اور راسپوتین اچھل کر باہر آگیا۔ کرنل ہلگارڈ تیزی سے راسپوتین کی طرف بڑھا اور اس نے آگے بڑھ کر راسپوتین کو سینے سے لگا لیا۔

"راسپوتین ——— تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے" ——— کرنل ہلگارڈ نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب ——— بہر حال میں نے اپنے ملک کی خدمت کی ہے۔ آپ قیدیوں کو سنبھال لیں تاکہ میری ذمہ داری ختم ہو جائے" ——— راسپوتین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور کرنل ہلگارڈ نے ہیلی پیڈ پر موجود مسلح افراد کو احکامات دینے شروع کر دیئے۔ اور فوجی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھے اور پھر

چند لمحوں بعد انہوں نے ہیلی کاپٹر کے اندر بے ہوش پڑے ہوئے آٹھ مردوں اور ایک عورت کو باہر نکال لیا اور پھر انہیں کندھوں پر لاد کر وہ تیزی سے ایک طرف بڑھتے چلے گئے۔

"اب آپ کا ان قیدیوں کے بارے میں کیا پروگرام ہے" ——— راسپوتین نے پوچھا۔

"میں انہیں سسکا سسکا کر ماروں گا۔ ان کی بوٹی بوٹی علیحدہ کر دوں گا" ——— کرنل ہلگارڈ نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ضرور ایسا کیجیے۔ دشمنوں کے ساتھ رحم کرنا اپنے ساتھ ظلم کرنا ہے۔ ویسے کرنل ہلگارڈ مجھے پہلی بار ڈینجر لینڈ آنے کا اتفاق ہوا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ یہاں سائنسی لحاظ سے اہم ترین اڈہ بن رہا ہے بڑے انتظامات ہیں" ——— راسپوتین نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں راسپوتین ——— یہاں خوفناک سولر میزائلوں کا اڈہ بنایا جا رہا ہے۔ اس اڈے سے ہم پورے خطے کو کنٹرول کر سکیں گے۔ اور خاص طور پر پاکیشیا تو مکمل طور پر ہماری گرفت میں آجائے گا" ——— کرنل ہلگارڈ نے جواب دیا۔

"اوہ ——— سولر میزائل ——— پھر تو واقعی بہت خوفناک منصوبہ ہے" ——— راسپوتین کے لہجے میں بے پناہ اشتیاق تھا۔

"تمہیں اگر شوق ہو تو میں تمہیں پورا اڈہ دکھا دوں۔ اور دیکھنا میں نے اس کی حفاظت کا کیا کیا انتظام کر رکھا ہے" ——— کرنل ہلگارڈ نے اس کے اشتیاق کو بھانپتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہو جائے تو میں اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا" ـــــ راسپوتین نے جواب دیا۔

"آؤ پھر پہلے تمہیں اڈے کی سیر کرا لاؤں" ـــــ کرنل ہلگارڈ نے کہا اور وہ اسے لے کر ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ دائیں طرف ایک سرنگ زمین کے اندر جا رہی تھی۔ جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ کرنل ہلگارڈ اور راسپوتین اس سرنگ میں داخل ہو گئے۔ سرنگ کا اختتام ایک اندھے شیشے کے بنے ہوئے دروازے پر ہوا۔ جس کے اوپر سرخ رنگ کا ایک بلب جل رہا تھا۔ کرنل ہلگارڈ نے دروازے کے اوپر اپنی انگلی سے وی کا نشان بنایا۔ اور پھر اس کے نیچے انگلی سے تین لکیریں ڈال دیں۔ جیسے ہی اس کی انگلی نے تیسری لکیر ڈالی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ دروازہ ایک کمرے میں کھلتا تھا۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند ہو گیا اور اس کے بعد کمرے کی چھت پر مختلف رنگوں کی روشنیاں جھلملانے لگیں۔

"اس کمرے میں میک اپ چیک ہوتا ہے۔ کسی قسم کا بھی میک اپ ہو مشین اسے چیک کر لیتی ہے" ـــــ کرنل ہلگارڈ نے راسپوتین سے مخاطب ہو کر کہا اور راسپوتین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے میں سبز رنگ کی روشنی جل اٹھی اور اس کے ساتھ ہی کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ کمرہ رکا تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور وہ دونوں ایک ہال میں داخل ہو گئے۔ جہاں بیس پچیس آدمی کام میں مصروف تھے۔ بڑی بڑی دیو ہیکل مشین تیزی سے کام کر رہی تھیں۔ اور ہال میں دس بڑے بڑے میزائل رکھے ہوئے تھے۔ اور انہیں

مشینوں کے ذریعے سیٹ کیا جا رہا تھا۔

"اچھا ـــــ تو یہ ہیں وہ سولہ میزائل" ـــــ راسپوتین نے میزائلوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ سب فراڈ ہے راسپوتین ـــــ یہ میزائل سب کھوکھلے ہیں کھلونے ہیں۔ اصل اڈہ اس کے نیچے موجود ہے" ـــــ کرنل ہلگارڈ نے راسپوتین کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"ارے کمال ہے ـــــ واقعی بہت شاندار منصوبہ ہے۔ اگر کوئی یہاں تک آ بھی جائے تو اس کو اصل اڈہ سمجھ بیٹھے گا" ـــــ راسپوتین نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"ہاں ـــــ اسی لئے یہ بنایا گیا ہے۔ تاکہ اگر بفرض محال اسے تباہ کر بھی دیا جائے تو اصل اڈے کو کوئی نقصان نہ پہنچے ـــــ آؤ میرے ساتھ" ـــــ کرنل ہلگارڈ نے کہا اور پھر وہ اسے لے کر بائیں طرف والی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دیوار کے قریب پہنچ کر کرنل ہلگارڈ نے دیوار پر اپنی انگلی رکھی اور پھر اسے مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھمانا شروع کر دیا۔ تین چار بار اسے حرکت دینے کے بعد اس نے انگلی اٹھائی اور اس کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی۔

"اس دیوار کو صرف چند لوگوں کی انگلیوں کے مخصوص نشان سے ہی کھولا جا سکتا ہے" ـــــ کرنل ہلگارڈ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور راسپوتین نے سر ہلا دیا۔ دیوار کے خلا سے گزر کر وہ ایک سرنگ میں چلتے گئے۔ سرنگ کا اختتام ایک بار پھر پہلے کی طرح اندھے شیشے کے دروازے پر ہوا۔ کرنل ہلگارڈ نے شیشے پر انگلی سے مخصوص انداز

میں دستک دی تو جیسے شیشے کی دوسری طرف سے پردہ سا ہٹتا چلا گیا۔
اب شیشے کی دوسری طرف نظر آنے لگ گیا۔ یہاں بھی ایک بہت بڑا
ہال تھا جس میں بڑی بڑی مشینیں کام کر رہی تھیں۔ اور سفید لباس پہنے
چالیس کے قریب آدمی ان مشینوں پر مسلسل کام کر رہے تھے۔

"یہ وہ اصل اڈہ ہے۔ چونکہ اس میں صرف مخصوص افراد ہی جا سکتے
ہیں اس لئے اسے یہیں سے ہی دیکھ لو"۔۔۔ کرنل ہلگارڈ نے کہا اور
راسپوتین چند لمحے غور سے دیکھتا رہا۔

"بہت خوب ۔۔۔ واقعی بڑے زور شور سے کام ہو رہا ہے"۔
راسپوتین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب چلو ۔۔۔ ان قیدیوں کی خبر لیں"۔۔۔ کرنل ہلگارڈ
نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ کسی اور سائیڈ میں ہیں"۔۔۔ راسپوتین نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ اس اڈے سے ہٹ کر ایک وسیع زیر زمین عمارت
ہے جہاں میں نے انہیں رکھنے کے خصوصی انتظامات کئے ہیں"۔۔۔
کرنل ہلگارڈ نے کہا اور راسپوتین سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔

"آخر یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ہر بار کسی نئی جگہ پر ہی آنکھ
کھلتی ہے"۔۔۔ عمران نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ
سب ایک بڑے ہال نما کمرے کے فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کمرے کی
دیواریں شفاف شیشوں کی بنی ہوئی تھیں۔ اور تین اطراف میں مسلح
فوجی قطار باندھے کھڑے نظر آ رہے تھے۔ جب کہ ایک طرف ایک
چھوٹا سا کمرہ نظر آ رہا تھا جس میں مختلف مشینیں نصب۔ کمرے کے درمیان
میں ایک میز کے اردگرد چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔

"یہ فوجی تو روسیاہی ہیں۔ میرے خیال میں ہم اس وقت۔ کے۔
جی۔ بی کے قبضے میں ہیں"۔۔۔ ناٹران نے زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ۔۔۔ آخر ہم کہاں تک اسی طرح بے ہوش ہو
ہو کر لدے پھرتے رہیں گے"۔۔۔ صفدر نے جھنجھلائے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"جب تک جولیا میرے ساتھ شادی پر رضا مند نہیں ہو جاتی بارات تو چلتی ہی رہے گی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا نے بجائے جواب دینے کے منہ دوسری طرف کر لیا ۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی اور مسلسل خاموشی تھی ۔ اُسے شاید خطرناک سچویشن کا سب سے زیادہ احساس تھا ۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی عمران کی بات کا جواب دیتا ۔ اچانک مشینوں والے کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے ۔ عمران اور اس کے ساتھی چونک کر شیشے کی دوسری طرف انہیں اندر داخل ہوتے دیکھنے لگے ۔

"ارے ۔۔۔ یہ تو کرنل ملگارڈ ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"کرنل ملگارڈ" ۔۔۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔

"ہاں ۔۔۔ وہی کرنل ملگارڈ ۔۔۔ جس سے مشن شاڈویک میں مقابلہ ہوا تھا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا ۔

وہ دونوں آدمی میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئے اور پھر ان میں سے ایک نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا ۔

"آپ لوگوں کو ہوش آ گیا" ۔۔۔ دوسرے لمحے ہال میں کرنل ملگارڈ کی آواز گونج اٹھی ۔

"تمہاری موجودگی میں ہوش کیسے آ سکتا ہے کرنل ملگارڈ" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا ۔

"اوہ ۔۔۔ عمران ۔۔۔ تم بھی ان میں شامل ہو ۔ ویری گڈ ۔۔۔

ریسپوتین تم نے کمال کر دیا ۔ اب سمجھ لو کہ ہم نے کیشیا سیکرٹ سروس پر مکمل فتح حاصل کر لی ہے" ۔۔۔ کرنل ملگارڈ نے کرسی پر اچھلتے ہوئے کہا ۔ اس کا چہرہ خوشی سے گلنار ہو رہا تھا ۔ اس نے شاید عمران کو اس کے لہجے سے پہچان لیا تھا ۔

"مگر ہم تو شاگل کی قید میں تھے یہ تم نے ہمیں کیسے دعوت دے دی" ۔۔۔ عمران نے کہا ۔

"یہ کارنامہ راسپوتین نے سر انجام دیا ہے ۔ وہ تم سب کو بلیک ہاؤس سے نکال لایا ہے اور اب تم ڈینجر لینڈ میں موجود ہو ۔ وہی ڈینجر لینڈ جسے تباہ کرنے کا مشن لے کر تم یہاں آئے تھے ۔ اور اب تمہاری قبریں ڈینجر لینڈ میں ہی بنیں گی" ۔۔۔ کرنل ملگارڈ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا ۔

"چلو اچھا ہوا ۔ دشمنوں کی قید سے نکل کر دوستوں میں تو آئے ۔ لیکن کرنل یہ درمیان میں شیشے کی دیوار کیوں ہے ۔ میرا جی چاہ رہا ہے کہ تم سے گلے ملوں ۔ مگر یہ نامراد شیشے کی دیوار" ۔۔۔ عمران نے عاشقوں کے سے انداز میں کہا ۔

"میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں عمران ۔۔۔ تم نے پہلے تو مجھے شکست دی تھی لیکن اب اس شکست کے بدلے میں تمہاری بوٹی بوٹی علیحدہ کر کے لوں گا" ۔۔۔ کرنل ملگارڈ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"اس ملک میں تو تمام قصائی ہی بستے ہیں ۔ جہاں جاؤ ۔ ہر شخص بوٹیاں کرنے کی بات کرتا ہے ۔ اور تم کرنل قصائی ۔۔۔ واہ واہ ۔۔۔ بڑا

خوبصورت نام ہے ''۔۔۔۔۔ عمران کی زبان رک ہی نہ رہی تھی۔
''پہلے میرا پروگرام تو یہ تھا کہ تم لوگوں کو ذرا تڑپاؤں گا۔ اور پھر ماروں گا۔ مگر تمہاری موجودگی کا ہر لمحہ خطرناک ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم لوگ جلد از جلد موت کے سفر پر روانہ ہو جاؤ ''۔۔۔۔۔ کرنل بلگارڈ نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے موضوع بدل دیا۔ اور پھر اس کا ہاتھ میز کے ایک کنارے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
''سنو کرنل بلگارڈ ۔۔۔۔۔ تم شاید کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ علی عمران اتنی آسانی سے مرنے والوں میں سے نہیں ہے۔ اور تم نے اچھا کیا کہ ہمیں ڈینجر لینڈ میں خود ہی بلا لیا۔ ورنہ خواہ مخواہ یہاں داخل ہونے کیلئے ہمیں پاپڑ بیلنے پڑتے۔ ایک بات ذہن میں بٹھا لو۔ ڈینجر لینڈ اس وقت آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہے۔ تمہارا جو آدمی بھی ہمیں لے آیا ہے اس نے ہماری تلاشی لینے کی زحمت گوارا نہیں کی اس لئے تمہیں نہیں معلوم کہ میرے پاس کیا کیا چیز موجود ہے'' ۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرنل بلگارڈ کا ہاتھ تیزی سے واپس ہو گیا۔
''تم نے ان کی تلاشی نہیں لی راسپوتین '' ۔۔۔۔۔ کرنل بلگارڈ راسپوتین سے مخاطب ہو کر بولا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔
''جی تو نہیں ۔۔۔۔۔ دراصل مجھے اس کا خیال بھی نہیں آیا ویسے میرے خیال میں یہ شخص خواہ مخواہ ہمیں ڈرا رہا ہے۔ ڈینجر لینڈ کوئی مٹی کا ڈھیر تو نہیں ہے کہ یوں ہی تباہ ہو جائے گا'' ۔۔۔۔۔ راسپوتین نے کہا۔
''اوہ ۔۔۔۔۔ تم اس شیطان کو نہیں جانتے۔ میں کوئی رسک نہیں لے سکتا۔ مجھے پہلے ان کی مکمل تلاشی لینی ہو گی'' ۔۔۔۔۔ کرنل بلگارڈ

نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال کر میز پر رکھ دیا۔ میز کی دراز بند کر کے اس نے ڈبے پر لگی ہوئی ناب کو دائیں طرف گھمایا اور پھر ناب کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ہال کی دیواروں سے جیسے دھواں سا پھوٹ پڑا۔ سنہرے رنگ کا دھواں۔ اور دھواں تیزی سے ہال میں پھیلتا چلا گیا۔ اور دوسرے لمحے ہال میں موجود افراد یوں فرش پر گرنے لگے جیسے پکے ہوئے آم درخت سے گرتے ہیں۔ عمران سب سے آخر میں نیچے گرا۔
دھواں چند لمحے ہال میں چکراتا رہا اور پھر تیزی سے غائب ہوتا چلا گیا۔
''آؤ راسپوتین ۔۔۔۔۔ پہلے ان کی تلاشی لے لیں اب یہ میری مرضی کے بغیر ہوش میں نہیں آ سکتے'' ۔۔۔۔۔ کرنل بلگارڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرے کی چاروں دیواریں سرر کی تیز آوازیں نکالتی ہوئیں چھت میں غائب ہو گئیں۔ اور تینوں اطراف میں کھڑے ہوئے فوجی تیزی سے قدم بڑھا کر ہال میں داخل ہو گئے۔ وہ سب بڑے چوکنے انداز میں بے ہوش ہونے والوں کے سروں پر کھڑے تھے۔
ادھر کرنل بلگارڈ اور راسپوتین بھی ہال میں داخل ہو گئے۔ کرنل بلگارڈ کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔
''راسپوتین ۔۔۔۔۔ تم خود ذرا عمران کی تلاشی لو۔ یہ بہت بڑا شیطان ہے۔ اس لئے عام آدمی اس کے لباس کی خفیہ جیبیں تلاش نہ کر سکے گا''

کرنل ہلگارڈ نے راسپوتین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے" ——— راسپوتین نے جواب دیا اور پھر خود تیزی سے فرش پر پڑے ہوئے عمران پر جھک گیا۔ تمام فوجیوں اور کرنل ہلگارڈ کی نظریں راسپوتین اور عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ اور ہال کمرے میں مکمل سکوت طاری تھا۔ راسپوتین کے ہاتھ تیزی سے عمران کی جیبوں میں رینگ رہے تھے اور پھر اچانک وہ چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بلب تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے زیرو کا چھوٹا بلب ہو۔ بلب کا شیشہ ہلکے نیلے رنگ کا تھا اور اس کے اندر روشنیاں سی کوند رہی تھیں۔

"یہ کیا ہے" ——— کرنل ہلگارڈ نے چونک کر ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں ——— کوئی خطرناک چیز ہی لگتی ہے" ——— راسپوتین نے اس بلب کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسے مجھے دو ——— میں اسے لیبارٹری میں بھیجتا ہوں تاکہ سائنسدان اسے اچھی طرح چیک کر لیں" ——— کرنل ہلگارڈ نے بلب کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور راسپوتین نے بلب کرنل ہلگارڈ کی طرف بڑھا دیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اسے پکڑتا راسپوتین نے بلب چھوڑ دیا اور بلب اس کے ہاتھ سے پھسلتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ وہ سب یوں چونک کر پیچھے ہٹے جیسے ہال میں ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔ بلب نیچے گرتے ہی ہلکے سے دھماکے سے ٹوٹ گیا اور اس کے پرزے ادھر ادھر بکھر گئے۔ بلب کے اندر کچھ بھی نہ تھا۔

"ارے ——— یہ تو عام سا بلب ہے" ——— راسپوتین نے کہا۔

"ہاں ——— معلوم تو بڑی خوفناک چیز ہو رہا تھا۔ مگر ہوا کچھ بھی نہیں" کرنل ہلگارڈ نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اور کچھ تلاش کرتا ہوں" ——— راسپوتین تیزی سے دوبارہ فرش پر پڑے عمران پر جھکا اور ابھی وہ پوری طرح جھکا بھی نہ تھا کہ اچانک کمرے میں کھڑے ہوئے فوجی بیک وقت دھڑام سے نیچے فرش پر آ گرے۔ کرنل ہلگارڈ بھی لہراتا ہوا فرش پر گر چکا تھا۔ اور راسپوتین تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ واحد آدمی تھا جو بے ہوش نہ ہوا تھا۔

"کیا کام ہو گیا مسٹر راسپوتین" ——— اچانک عمران نے آنکھیں کھول کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— ٹھیک ٹھاک ہو گیا" ——— راسپوتین نے اس بار بدلے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی ناک کو چٹکی سے پکڑا اور پھر اس نے اس طرح ناک کو جھٹکا دیا جیسے کسی کو چھینک آتی ہو۔ اور اس کے ناک کے دونوں نتھنوں سے دو چھوٹے چھوٹے کارک کے ٹکڑے باہر آ گرے۔ راسپوتین نے بھی عمران جیسا عمل دوہرایا اور اس کی ناک سے بھی کارک کے ٹکڑے باہر آ پڑے۔ کارک پر سرخ رنگ کی دوائی سی لگی ہوئی تھی۔

"تم ان میں سے سات فوجیوں کی یونیفارم اتار دو۔ میں اتنے میں ممبروں کو ہوش میں لے آؤں" ——— عمران نے راسپوتین سے مخاطب ہو کر کہا اور راسپوتین سر ہلاتا ہوا تیزی سے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے فوجیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"عمران نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور پھر اس کا ڈھکن کھول کر اس نے باری باری ہر ممبر کی ناک سے لگانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ سب ہوش میں آ چکے تھے۔ سب سے آخر میں جولیا ہوش میں آئی۔ وہ سب آنکھیں پھاڑے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے فوجیوں کو دیکھ رہے تھے اور پھر ان کی نظروں میں شدید حیرت ابھر آئی جب انہوں نے کرنل ملگارڈ کے ساتھی راسپوتین کو ان فوجیوں کی وردی اتارتے دیکھا۔

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں ——— راسپوتین کے میک اپ میں فیصل جان ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب ممبروں کے چہروں پر خوشگوار سی مسکراہٹ تیر گئی۔

"فیصل جان ——— مگر یہ سب تبدیلی ہوئی کیسے ——— کیا ابھی" ——— نائٹران نے پوچھا۔

"ارے نہیں ——— جب ہمیں راسپوتین بلیک ہاؤس سے نکال کر اپنے اڈے پر لے گیا تو مجھے ہوش آگیا۔ اس وقت راسپوتین کرنل ملگارڈ کو ٹرانسمیٹر کال میں مصروف تھا۔ اور کال اس کمرے سے ملحقہ کمرے سے کی جا رہی تھی۔ جہاں ہم سب پڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس کال سے ہر بات واضح ہو گئی اور پھر میں نے بڑے اطمینان سے راسپوتین کو تو دوسری دنیا کے سفر پر روانہ کر دیا اور چونکہ راسپوتین کا قد و قامت فیصل جان سے مطابقت رکھتا تھا۔ اس لئے میں نے فیصل جان کو ہوش میں لا کر اس پر راسپوتین کا میک اپ کر دیا۔

اور اس کے بعد فیصل جان راسپوتین کے روپ میں ہم سب کو لے

کر یہاں ڈینجر لینڈ پہنچ گیا۔ یہاں مجھے معلوم تھا کہ کرنل ملگارڈ ضرور ہمیں کسی کمرے میں قید کر کے تشدد کرے گا۔ اس لئے میں نے سائم کلورائڈ گیس بلب کے متعلق اچھی طرح فیصل جان کو سمجھا دیا تھا اور اس بلب کی مدد سے فیصل جان سب کو بے ہوش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس گیس میں یہ خصوصیت ہے کہ پہلے پورے کمرے میں پھیل جاتی ہے اور دو منٹ بعد اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ کسی کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملتا۔ اور سب بیک وقت ہی بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ بہرحال فیصل جان نے اپنا کردار اتنی خوبی سے سر انجام دیا ہے کہ کرنل ملگارڈ کو اس پر ہلکا سا شک بھی نہیں ہو سکا" ——— عمران نے پوری سچویشن تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔ اور سب نے کھل کر فیصل جان کو داد دینی شروع کر دی کیونکہ انہیں آخر تک ذرا سا بھی شک نہ ہو سکا کہ راسپوتین کے میک اپ میں فیصل جان ہے۔

"اب تم سب لوگ ان فوجیوں کی وردیاں پہن لو۔ میں کرنل ملگارڈ کا میک اپ کر لیتا ہوں تاکہ اڈے کی تباہی کی کارروائی شروع کی جا سکے" ——— عمران نے کرنل ملگارڈ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"میں نے کرنل ملگارڈ کے سامنے اشتیاق ظاہر کر کے اڈے کی تمام تفصیلات معلوم کر لی ہیں" ——— فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ذرا کرنل ملگارڈ بن جاؤں پھر تفصیلات طے کر لیتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ سب لوگ تیزی سے لباس اور میک اپ تبدیل کرنے میں مصروف ہو گئے۔ صرف جولیا اپنے اصل لباس میں بیٹھی ہوئی تھی۔

ظاہر ہے وہاں کوئی عورت تو موجود نہ تھی جس کا میک اپ وہ کرتی۔

شاگل نے وزیر اعظم کی ہدایت کے مطابق راسپوتین اور
کرنل بلگارڈ کے درمیان ہونے والے گفتگو کا ٹیپ انہیں بھجوا دیا۔ گو وزیر
اعظم نے اُسے خاموش بیٹھے رہنے کی ہدایات کی تھیں۔ لیکن شاگل کے دل
میں پنکھے لگے ہوئے تھے۔ وہ کرنل بلگارڈ کے ہاتھوں اس شکست پر بے حد
بے چین تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ خود ہی جا کر ڈینجر لینڈ پر بمباری کر دے۔
لیکن وہ مجبور تھا۔ اڈہ اس کے اپنے ہی ملک کا تھا۔ لیکن اس کے باوجود
کرنل بلگارڈ سے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے اس کا دل تڑپ رہا تھا۔
اور ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک
دھماکہ سا ہوا۔ اور وہ چونک پڑا۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا پھر وہ تیزی
سے اٹھا اور اندرونی کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
بلیک ہاؤس سے نکل کر وہ اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا تھا۔ اور بلیک
ہاؤس کی دوبارہ مرمت کے لئے اس نے آدمی بھجوا دیئے تھے۔ اندرونی

کمرے میں آکر اس نے دیوار میں نصب ایک الماری کھولی اور پھر اس میں
سے ایک چھوٹا سا منفرد ساخت کا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ یہ ٹرانسمیٹر انتہائی
جدید ترین ایجاد تھا اور کے۔ جی۔ بی کے چیف نے ایک بار اُسے یہ ٹرانسمیٹر
ذاتی طور پر تحفے میں دیا تھا۔ اس کے دو سیٹ تھے۔ ان میں یہ خوبی تھی کہ
ان پر ہونے والی کال کو کوئی بھی ٹرانسمیٹر چیکنگ مشین نہ پکڑ سکتی تھی۔ شاگل
ٹرانسمیٹر اٹھا کر دوبارہ پہلے والے کمرے میں آ گیا۔ یہ اس کے ہیڈ کوارٹر
کا آپریشن روم تھا۔ جہاں سے وہ پوری آرگنائزیشن کو کنٹرول کرتا تھا۔ اُسے
دراصل اچانک ہی بلیک سٹار گروپ کا خیال آ گیا تھا۔ اور اس نے سوچا
تھا کہ جو حربہ کرنل بلگارڈ نے اس پر استعمال کیا ہے۔ کیوں نہ وہی حربہ
کرنل بلگارڈ پر ہی استعمال کیا جائے۔ بلیک سٹار گروپ کافرستان
کی ایک خفیہ تنظیم تھی۔ جس کے ذمہ صرف بڑی بڑی غیر ملکی حکومتوں کے
سربراہوں یا اہم غیر ملکی شخصیتوں کا قتل اور ان کا اغوا شامل تھا۔ حکومت
جب بھی کسی ملک کے سربراہ کو قتل کرانا چاہتی یا کسی غیر ملکی اہم شخصیت
کو اپنے مقاصد کے لئے اغوا کرنا مقصود ہوتا وہ اس تنظیم کو حرکت میں لے
آتی۔ اور اس طرح خود علیحدہ رہ کر کام کرا لیتی۔ بلیک سٹار گروپ کا
چیف میجر جوپڑہ تھا۔ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ۔ میجر جوپڑہ اور
شاگل کے نہ صرف ذاتی تعلقات تھے بلکہ وہ اکثر سرکاری طور پر بھی ایک
دوسرے سے تعاون کرتے رہتے تھے۔ اس لئے شاگل نے یہی منصوبہ بنایا
تھا کہ وہ میجر جوپڑہ سے ذاتی طور پر درخواست کرے اور اُسے کرنل بلگارڈ
سے ٹکرا دے۔ اور چونکہ بلیک سٹار گروپ اغوا میں ماہر تھا۔ اس
لئے وہ لوگ آسانی سے اڈے کو نقصان پہنچائے بغیر پاکیشیا سیکرٹ

ہیروس کے ممبران کو ڈینجر لینڈ سے نکال سکتا ہے۔ اس طرح قیدی دوبارہ شاگل کے پاس پہنچ جائیں گے اور نہ صرف وہ اپنا انتقام پورا کر سکے گا۔ بلکہ کرنل بلگارڈ کو شکست دینے کے ساتھ ساتھ وزیر اعظم پر بھی اپنی مزید کارکردگی ظاہر کر سکتا ہے کہ قیدی بلگارڈ کی قید سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن اس نے دوبارہ گرفتار کر لیا ہے۔ اور اس ٹرانسمیٹر کا دوسرا سیٹ اس نے میجر چوہڑہ کو دیا ہوا تھا تاکہ ان کی بات چیت خفیہ رہ سکے۔

شاگل نے ٹرانسمیٹر میز پر رکھا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔ اس پر چونکہ مستقل ایک ہی فریکونسی سیٹ رہتی تھی۔ اس لئے اُسے فریکونسی تبدیل کرنے کی ضرورت نہ پڑی تھی۔ چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو — شاگل سپیکنگ اوور" — رابطہ قائم ہوتے ہی شاگل نے کہا۔

"یس میجر چوہڑہ سپیکنگ فرام دس اینڈ اوور" — دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"میجر — میرا ایک ذاتی اور اہم کام کرو گے اوور" — شاگل نے کہا۔

"ارے جناب — آپ حکم تو کریں پورا بلیک سٹار گروپ آپ پر قربان کر دوں گا اوور" — میجر چوہڑہ نے دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ شکریہ — مجھے یقین تھا کہ تم انکار نہ کرو گے اوور" — شاگل نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے شروع سے لے کر آخر تک تمام حالات تفصیل سے میجر چوہڑہ کو بتا دیئے۔

"اوہ — واقعی آپ پر زیادتی ہوئی ہے۔ اب آپ کیا چاہتے ہیں اوور" — میجر چوہڑہ نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے گروپ کے چند آدمیوں کو لے کر ڈینجر لینڈ جاؤ اور جس طرح بھی ہو سکے ان قیدیوں کو وہاں سے نکال کر واپس میرے حوالے کر دو۔ لیکن اس سلسلے میں دو باتیں اہم ہیں ایک تو یہ کہ ڈینجر لینڈ کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچنا چاہیئے کیونکہ وہ ہمارے ملک کا اہم ترین منصوبہ ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ تمام کام انتہائی تیزی اور فوراً کرنا ہوگا۔ کیونکہ کرنل بلگارڈ کسی بھی لمحے ان قیدیوں کو موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے اوور" — شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب — آپ بے فکر رہیں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا بلیک سٹار گروپ سب کچھ ٹھیک کر لے گا۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ زیادہ سے زیادہ پانچ چھ گھنٹوں کے اندر قیدی آپ کے پاس پہنچ چکے ہوں گے اوور" — میجر چوہڑہ نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"میجر — یہ خیال رہے کہ سب کچھ خفیہ ہونا چاہیئے۔ ورنہ حکومت کی نظروں میں میری پوزیشن خراب ہو جائے گی اور دوسری بات یہ کہ ڈینجر لینڈ میں کے۔ جی۔ بی نے بڑا سخت حفاظتی نظام قائم کیا ہوا ہے۔ اور کرنل بلگارڈ اس نظام کے سلسلے میں خود بھی بے حد ہوشیار اور چوکنا رہتا ہے۔ اس لئے کوئی ایسی ترکیب سوچنا کہ کام جلد از جلد اور یقینی طور پر ہو سکے اوور" — شاگل نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب — میں سب کچھ اچھی طرح سمجھتا ہوں۔

میں نے فوری طور پر تمام پلان سوچ لیا ہے۔ میں پہلے اکیلا ہی ڈینجر لینڈ میں داخل ہوں گا مجھے اس کا ایک خفیہ راستہ معلوم ہے۔ اور پھر میں وہاں کرنل بلگارڈ کو بے ہوش کر کے اس کا میک اپ کر لوں گا۔ اس کے بعد سب کچھ آسان ہو جائے گا۔ میں بطور کرنل بلگارڈ قیدیوں کو وہاں سے نکال لاؤں گا اوور" ـــــ میجر جوپڑہ نے اپنا منصوبہ بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ پلاننگ ـــــ واقعی تم بے حد ذہین ہو۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر مشن کی تکمیل میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی اوور" ـــــ شاگل نے مسرت سے چہکتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ـــــ میں پہلے بھی کئی بار خفیہ طور پر ڈینجر لینڈ کا چکر لگا چکا ہوں مجھے وہاں کی ساری سچویشن معلوم ہے اوور" ـــــ میجر جوپڑہ نے جواب دیا۔

"او۔کے ـــــ میں مشن کی کامیابی کا شدت سے منتظر رہوں گا اوور" شاگل نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"شکریہ اوور" ـــــ میجر جوپڑہ نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ شاگل نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

اب اس کے چہرہ پر گہرا اطمینان تھا۔ وہ میجر جوپڑہ کی صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتا تھا اس لئے اُسے یقین تھا کہ میجر جوپڑہ ضرور اپنے مقصد میں کامیاب لوٹے گا۔ اور اس طرح وہ کرنل بلگارڈ کو ایسی شکست دے گا۔ کہ وہ ساری عمر ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔

وردیاں بدلنے اور میک اپ کرنے میں انہیں دس بارہ منٹ لگ گئے۔ اور جب وہ فارغ ہوئے تو عمران کرنل بلگارڈ کا روپ دھار چکا تھا۔ جب کہ ناٹران اور ٹیم کے باقی ممبر فوجی بنے ہوئے تھے۔ جولیا اپنے اصل لباس میں ہی کھڑی تھی اور فیصل جان بدستور راسپوٹین بنا ہوا تھا۔

"جولیا کا کیا کریں ـــــ اس کا مسئلہ رہ گیا" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اس کی میرے ساتھ شادی کرا دو صفدر ـــــ سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا" ـــــ عمران نے دبے لہجے میں صفدر سے کہا۔ جولیا چونکہ دور کھڑی تھی اس لئے وہ تو عمران کی بات نہ سن سکی۔ البتہ تنویر کے کانوں تک عمران کا فقرہ پہنچ گیا۔

"عمران صاحب ـــــ میں ایکسٹو کی وجہ سے اب تک خاموش رہا ہوں ورنہ......" ـــــ تنویر کے لہجے میں غصے کی جھلک تھی۔

"ایکسٹو نہ ہوا بریک ہو گئی جہاں گاڑی نہ رک رہی ہو وہاں ایکسٹو لگا دیا بہت خوب" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ــــ یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ ہم وقت ضائع کر سکیں" ــــ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جولیا کو اس کی جسامت کے مطابق فوجی وردی پہنا دو میک اپ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ خفیہ طور پر کے۔ جی۔ بی سے آئی ہے۔ انشاء اللہ خیر سلا" ــــ عمران نے تجویز پیش کی اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ہی جولیا کے جسم کے مطابق ایک فوجی مل ہی گیا۔ نتیجہ یہ کہ اب جولیا بھی فوجی وردی میں ملبوس ہو چکی تھی۔ سب نے ایک ایک سٹین گن اٹھالی تھی۔

"تم سب اسی طرح تینوں اطراف میں بٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔ صرف جولیا اور راسپوتین میرے ساتھ آئیں" ــــ عمران نے آپریشن روم کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر ایک طرف۔ نعمانی، چوہان اور صدیقی دوسری طرف اور ناٹران اکیلا تیسری طرف کھڑا ہو گیا۔ جب کہ عمران راسپوتین اور جولیا مشین روم میں پہنچ گئے۔ جولیا نے ایک سب مشین گن اٹھائی تھی۔ عمران آپریشن روم میں پہنچتے ہی تیزی سے کرنل ہلگارڈ والی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے وہاں موجود سسٹم کو سمجھنے کی کوشش شروع کر دی۔ اور چند ہی لمحوں بعد اس نے میز کے کونے پر لگے ہوئے بے شمار بٹنوں میں سے ایک بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے سر کی تیز آواز سے شیشے کی دیواریں چاروں طرف چھت سے نکل کر زمین کے اندر دھنستی چلی گئیں۔ اور اب اس ہال میں کرنل ہلگارڈ اور اس کے بیس بائیس فوجی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے بٹنوں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ چونکہ یہ تمام سسٹم

بالکل نیا ہی لگایا گیا تھا اس لئے ہر بٹن کے اوپر ابھی تک مخصوص نشانات موجود تھے۔ عمران غور سے ان نشانات کو دیکھ رہا تھا اور پھر اس کی آنکھوں میں چمک لہرائی اور اس نے ایک سرخ رنگ کے بٹن کو ایک جھٹکے سے دبا دیا۔ دوسرے لمحے ہال کمرے میں بجلیاں سی کوندنے لگیں۔ اور پورے کمرے میں نیلے رنگ کا دھواں سا ابھرتا چلا گیا۔ عمران نے چند لمحوں بعد بٹن آف کر دیا تو دھواں غائب ہوتا چلا گیا اور جب انہوں نے ہال کو دیکھا تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ہال میں پڑے ہوئے کرنل ہلگارڈ اور فوجیوں کی لاشیں غائب ہو چکی تھیں اور وہاں فرش پر راکھ ہی راکھ بکھری پڑی تھی۔ اور پھر ایک سائیڈ سے تیز ہوا چلی اور دوسری طرف کے سوراخ میں غائب ہو گئی۔ اور ہال میں بکھری ہوئی تمام راکھ ایک لمحے میں صاف ہو چکی تھی۔ اب ہال بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔

"کرنل ہلگارڈ ــ ہمارا بھی یہی حشر کرنے والا تھا" ــــ جولیا نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ اس کا ہاتھ بھی ادھر ہی بڑھا تھا۔ لیکن ظاہر ہے عمران صاحب کا منصوبہ مجھے معلوم تھا اس لئے میں خاموش رہا ورنہ پھر مجھے کوئی نہ کوئی اقدام کرنا پڑتا" ــــ فیصل جان نے جواب دیا۔

"اب مسئلہ ہے اس اڈے کو تباہ کرنے کا۔ اس کے لئے ہمیں اس جگہ پہنچنا ہوگا جہاں سولر میزائل نصب کئے جا رہے ہیں" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"راستہ اور جگہ کا تو مجھے علم ہے۔ لیکن وہاں تو کرنل ہلگارڈ کی انگلیوں کے مخصوص نشانات سے ہی راستہ کھل سکتا ہے" ــــ فیصل جان

نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے یہاں اس اڈے کے بارے میں کوئی تفصیلی نقشہ وغیرہ ضرور موجود ہوگا"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی درازوں کی تلاشی شروع کر دی۔ میز کی درازوں کے بعد اس نے کمرے میں موجود الماریاں کھول کھول کر چیک کرنی شروع کر دیں۔ اور چند لمحوں بعد اس کے چہرے پر مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ ایک الماری کی خفیہ دراز سے اسے وہ فائل مل گئی۔ جس میں اڈے کا نہ صرف تفصیلی نقشہ موجود تھا۔ بلکہ اس کا تمام حفاظتی نظام اور وہاں موجود افراد کے بارے میں بھی تفصیلی معلومات درج تھیں۔ فائل میں ہر آدمی کے فوٹو کے ساتھ ساتھ اس کا نام اور ذہنی مہارت اور دیگر کوائف بھی موجود تھے۔

عمران نے فائل لا کر میز پر رکھی اور پھر وہ اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ وہ ایک ایک صفحے کو غور سے پڑھ رہا تھا۔ دس منٹ میں اس نے فائل کا تفصیلی مطالعہ مکمل کر لیا۔ پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے فائل بند کر کے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالی۔ اب اس کے چہرے پر مکمل اطمینان موجود تھا۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی ناب گھمائی اور ایک مخصوص فریکونسی سیٹ کر کے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو کوبرا سپیکنگ اوور"۔۔۔ عمران کا لہجہ بالکل کرنل ہلگارڈ جیسا تھا۔

"یس مین سٹیشن اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے مبہم سا جواب دیا گیا۔

کوڈ۔۔۔ ایگل نمبر ون ہنڈرڈ تھرٹی تھری۔ سر شلخوف سے بات کرا دو اوور"۔۔۔ عمران نے فائل کے مطابق بڑے اطمینان سے کوڈ نمبر مین سٹیشن کے انچارج کا نام دوہرایا۔

"یس شلخوف سپیکنگ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک بوڑھی سی آواز سنائی دی۔ لیکن لہجے میں وقار موجود تھا۔

"سر شلخوف۔۔۔ ابھی ابھی مجھے ایک اہم اطلاع ملی ہے کہ کوئی رٹ ایجنٹ پوائنٹ نمبر سیون سے مین سٹیشن کے اندر پہنچنے کی شش میں مصروف ہے۔ اس لئے میں خود مین سٹیشن کے اس پوائنٹ اپنے ساتھیوں سمیت موجود رہنا چاہتا ہوں اوور"۔۔۔ عمران نے وقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پوائنٹ نمبر سیون۔۔۔ لیکن وہاں تو چیکنگ کمپیوٹر موجود ہے اوور"۔ خوف نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"سب کچھ موجود ہے لیکن موجودہ پوزیشن میں ہم کوئی رسک نہیں لے لتے اوور"۔۔۔ عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔۔۔ آپ آجائیں میں زیرو فور ڈسکنکٹ کر دیتا ہوں کتنے ادمی آپ کے ساتھ ہوں گے اوور"۔۔۔ شلخوف نے پوچھا۔

"میرے ساتھ فوجی اور کے۔ جی۔ بی کی سپیشل برانچ کے دو ایجنٹ ایک مرد اور ایک عورت ہمراہ ہوں گے اوور"۔۔۔ عمران نے جواب یا۔

کے۔ جی۔ بی کی سپیشل برانچ کے ایک مرد اور ایک عورت یہ لوگ دے پر کب آئے ہیں اوور"۔۔۔ شلخوف نے حیران ہوتے ہوئے

سوال کیا۔

"سر شگفتہ ـــــ میں یہاں کی سیکورٹی کا انچارج ہوں۔ آپ اپنے کام سے کام رکھئے۔ اور سوالات مت کیجئے اوور"۔ ـــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ آپ ناراض ہو گئے ـــــ میں تو ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔ بہرحال تشریف لائیے پوائنٹ زیرو فوراً خالی ہو گا اوور"۔ ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل"۔ ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے میز کے کنارے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

"ناٹران ـــــ تم گیلری میں دائیں طرف گھوم کر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گیلری میں پہنچ جاؤ ہم وہیں آ رہے ہیں"۔ ـــــ عمران نے میز کے کنارے پر موجود مائیک میں بولتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ناٹران سر ہلاتا ہوا تیزی سے دائیں طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس طرح عمران نے مختلف بٹن دبا کر دوسری سائیڈوں میں موجود ممبرز کو بھی مخصوص جگہوں پر پہنچنے کی ہدایات دیں اور خود اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مختلف گیلریوں میں گھوم کر وہ سب ایک جگہ اکٹھے ہو گئے اور پھر عمران ایک مخصوص سرنگ کا دھانہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

"آپ کو یہ سب سسٹم اور راستوں کا کیسے پتہ مل گیا عمران صاحب"۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میرے آباؤ اجداد نے یہ اڈہ تعمیر کیا تھا۔ اور اس کا نقشہ مجھے ورا
میں ملا ہے"۔ ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور صفد

وس ہو گیا۔ کیونکہ عمران کا لہجہ ہی بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت کوئی بات نے کے موڈ میں نہیں ہے۔

سرنگ کا اختتام ایک دیوار پر ہوا مگر وہ جیسے ہی اس دیوار کے قریب نچے۔ دیوار خود بخود ہٹتی چلی گئی۔ اور پھر وہ ایک شیشے کی دیواروں والے رے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے سے ایک بڑے ہال کا منظر نظر آ رہا تھا۔ ں میں مشینیں اور آدمی کام کر رہے تھے۔ یہ مین سٹیشن تھا۔ راسپوتین ے پہلے ہی عمران کو اصلی اور نقلی ہال کے متعلق بتا چکا تھا۔ اس لئے ن نے کمرے میں پہنچتے ہی راسپوتین کی طرف دیکھا تو راسپوتین نے ت میں سر ہلا دیا وہ اصل ہال کو پہچان چکا تھا۔ گو عمران نقشے میں دونوں ں کے متعلق پڑھ چکا تھا لیکن پھر بھی اس نے فیصل جان سے تصدیق ی کی بھی۔

ان کے کمرے میں پہنچتے ہی ایک سائیڈ میں دروازہ نمودار ہو گیا۔ پھر سب سے پہلے عمران اور اس کے بعد باقی افراد اس دروازے کو ر کر کے ہال میں پہنچ گئے۔

عمران ہال میں داخل ہوتے ہی تیزی سے بائیں طرف چلتا گیا اور پھر ایک دیوار کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ نقشے کے مطابق یہاں سے ایک نگ سمندر کے اندر سے ہوتی ہوئی نزدیکی ٹاپو تک چلی جاتی تھی۔ اور کا راستہ اس ویران ٹاپو میں سے تھا۔ یہ راستہ پوائنٹ سیون کہلاتا تھا۔ ں سے دراصل اڈے تک خفیہ طریقے سے مشینری اور دیگر پرزہ جات چائے جاتے تھے۔

"تم سب اس پوائنٹ پر پہرہ دو تاکہ اگر مجرم اس راستے سے یہاں

تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں تو انہیں پکڑا جا سکے ۔ اور میں سر شلغوف سے
کرتا ہوں تو ——— عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں اپنے ساتھیوں سے مخ
ہو کر کہا اور وہ سب مشین گنیں سنبھالے چوکنے ہو گئے ۔

ابھی عمران کا فقرہ مکمل ہوا ہی تھا کہ اچانک پوائنٹ سیون والی د
پر نصب ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی اور وہ سب چونک کر ا
سکرین کو دیکھنے لگے ۔ دوسرے لمحے عمران سکرین پر یہ دیکھ کر حیران ر
کہ سکرین کے اندر نظر آنے والی سرنگ میں ایک اور کرنل ہلگارڈ بڑی
سے چلتا ہوا آرہا تھا ۔

" کرنل ہلگارڈ اور اس سرنگ میں ۔ جب کہ کرنل ہلگارڈ یہاں بھی مو
ہے " ——— اچانک عمران کی پشت پر وہی مخصوص بوڑھی آواز ابھر
عمران چونک کر مڑا وہ شلغوف کی آواز پہچان چکا تھا ۔ وہ تیزی سے مڑا
دوسرے لمحے اس کا ہاتھ انتہائی تیزی سے حرکت میں آیا اور بوڑھے شلغ
کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹ گیا ۔ اور شلغوف اچھل کر پچھلی مشین کے
گرا اور پھر فرش پر ڈھیر ہو گیا ۔ ہال میں کام کرنے والے افراد شلغوف
گرتے ہی تیزی سے سیدھے ہوتے ان کے ہاتھ جیبوں کی طرف رینگے

" فائر ——— سب کو ختم کر دو " ——— عمران نے چیخ کر کہا اور پھر
عمران نے پلک جھپکتے میں ہی فائرنگ شروع کر دی ۔ مشین گنوں نے
میں موجود افراد کو اتنی مہلت ہی نہ دی کہ وہ جیبوں سے کوئی متھیا
نکال سکتے ۔

اسی لمحے پوائنٹ سیون والی دیوار سر رکی سی آواز نکالتی کھلتی چلی گئی ا
اور کرنل ہلگارڈ اچھل کر اندر داخل ہوا ۔ مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر

اسے شاید یہاں کرنل ہلگارڈ کا سامنا ہونے کی توقع نہ تھی ۔ اور اسی لمحے عمران
کی لات پھرتی سے چلی اور آنے والا کرنل ہلگارڈ لات کی ضرب کھا کر اچھل
کر قریبی مشین سے جا ٹکرایا اور پھر گرتے ہوئے اس کا ہاتھ مشین کے ساتھ
نصب ایک بڑے ہینڈل پر پڑا اور دوسرے لمحے مشین میں سے تیز گڑگڑاہٹ
کی آوازیں نکلیں ۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سب سنبھلتے ایک خوفناک
دھماکہ ہوا ۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ہال کی
چھت پرزے پرزے ہو کر ان کے اوپر آگری ہو ۔

میجر جوہڑہ نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے ملحقہ
کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ یہ ڈریسنگ روم تھا ۔ اس نے الماری
کھول کر میک اپ کا سامان نکالا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے میک
اپ میں مصروف ہو گئے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ کرنل ہلگارڈ کا میک اپ
کر چکا تھا ۔ اس نے ایک بڑی الماری کھول کر اس میں سے مخصوص روسیاہی
لباس نکال کر پہنا اور پھر مختلف سامان جیبوں میں ڈال کر وہ ایک خفیہ راستے
سے اپنے ہیڈ کوارٹر سے باہر آگیا وہ قیدیوں کو نکال لانے کا منصوبہ ترتیب

دے چکا تھا۔ اس کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ ٹاپو پر کرنل ہلگارڈ کے میک اپ میں پہنچے گا اور پھر وہاں سے خفیہ سرنگ کے راستے مین سٹیشن پہنچ جائے گا۔ جہاں شلخوف کا میک اپ کر کے وہ کرنل ہلگارڈ کے پاس آسانی سے پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا اور وہاں صورت حال کے مطابق وہ کرنل ہلگارڈ کو بے ہوش کر کے اس کا روپ دھارے گا اور اس طرح کرنل ہلگارڈ بن کر وہ قیدیوں کو ڈیجر لینڈ سے نکال لانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اُسے چونکہ اس راستے کا بخوبی علم تھا کیونکہ ایک بار شلخوف اُسے اس راستے سے مین سٹیشن لے گیا تھا۔ شلخوف سے اس کے پرانے تعلقات تھے۔ اور میجر جوپڑہ نے جب اس نئے اڈے کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی تو شلخوف نے اُسے اسی راستے سے مین سٹیشن دکھا کر واپس بھجوا دیا تھا۔ اس لئے اُسے منصوبے کی کامیابی کا مکمل یقین تھا۔ ہیڈ کوارٹر سے باہر آتے ہی اُس نے ٹیکسی پکڑی اور پھر اُسے پیراڈائز پوائنٹ چلنے کے لئے کہا۔ پیراڈائز پوائنٹ کے قریب ہی وہ ٹاپو موجود تھا جہاں سے ڈیجر لینڈ کو خفیہ راستہ جاتا تھا ـــــ چونکہ اس کا ہیڈ کوارٹر ساحل سمندر سے قریب ہی تھا اس لئے دس پندرہ منٹ بعد وہ پیراڈائز پوائنٹ پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ ایک ویران جگہ پر اس نے ٹیکسی چھوڑی اور پیدل ہی ساحل کے ساتھ ساتھ چلتا چلا گیا۔ تقریباً آدھا میل چلنے کے بعد وہ ساحل سمندر کے کنارے بنے ہوئے لکڑی کے کیبن کے سامنے پہنچ گیا۔ کیبن کا دروازہ بند تھا۔ میجر جوپڑہ نے آہستہ سے دروازہ پر دستک دی تو اندر سے ایک آواز سنائی دی۔

"کون ہے" ـــــ بولنے والے کی آواز خاصی کرخت تھی۔

"کوبرا" ـــــ میجر جوپڑہ نے کرنل ہلگارڈ کے لہجے میں کہا۔ وہ شلخوف کے ساتھ چونکہ کئی بار مختلف تقریبات میں کرنل ہلگارڈ سے مل چکا تھا۔ اس لئے اُس نے نہ صرف آسانی سے اس کا میک اپ کر لیا تھا۔ بلکہ اس کے لہجے پر بھی قادر تھا۔

کوبرا کا لفظ جیسے ہی اس کے منہ سے نکلا۔ دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ اور اس کے سامنے ایک بوڑھا یوگی کھڑا تھا۔ جس کے جسم پر صرف انڈرویئر تھا اور تمام جسم پر اس نے مختلف قسم کے رنگ ملے ہوئے تھے۔

"اوہ جناب آپ" ـــــ یوگی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ میں ٹاپو کے ذریعے ایک خاص وجہ سے مین سٹیشن جانا چاہتا ہوں۔ تم لانچ منگواؤ جلدی" ـــــ میجر جوپڑہ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب" ـــــ بوڑھے یوگی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کیبن کے کونے میں پڑے ہوئے ایک ٹوٹے پھوٹے صندوق کی طرف بڑھا۔ اس نے صندوق کھول کر اس میں بھری ہوئی مختلف بوتلیں باہر نکالیں۔ اور پھر صندوق کی تہہ کو دائیں کونے سے دبایا تو تہہ کسی ڈھکن کی طرح اٹھتی چلی گئی۔ یہ صندوق کا خفیہ خانہ تھا۔ جس میں ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر نصب تھا۔ یوگی نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـــــ زیرو ون سپیکنگ اوور" ـــــ یوگی نے بٹن آن کرتے ہی کہا۔

"یس پوائنٹ سکس اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز

سنائی دی۔

"فوراً ایک لانچ بھیجو ——— ڈینجر لینڈ کے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل بلگارڈ پوائنٹ سکس کے ذریعے مین سٹیشن جانا چاہتے ہیں اوور" ——— یوگی نے جواب دیا۔

"کرنل بلگارڈ ——— اوہ ——— اچھا ——— ہم ابھی لانچ بھیج دیتے ہیں اوور" دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"تھینک یو" ——— میجر جوپڑہ نے یوگی سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کیبن سے باہر آ گیا۔ یوگی بھی اس کے پیچھے چلتا ہوا باہر آیا اور وہ دونوں سمندر کے کنارے آ کر ٹھہر گئے۔ چند لمحوں بعد دور سے ایک لانچ تیزی سے ساحل سمندر کی طرف آتی دکھائی دی۔ اور دونوں کی نظریں اس لانچ پر جم گئیں۔ پھر جیسے ہی لانچ کنارے پر آ کر ٹھہری۔ میجر جوپڑہ تیزی سے لانچ میں داخل ہو گیا اور لانچ ڈرائیور نے لانچ واپس موڑ دی۔ یوگی میجر جوپڑہ کو سلام کر کے واپس کیبن کی طرف مڑ گیا۔

لانچ خاصی تیز رفتاری سے سمندر میں بڑھتی چلی گئی۔ لانچ میں صرف ڈرائیور ہی تھا۔ تھوڑی دیر بعد لانچ ایک ویران سے ٹاپو کے پاس پہنچ کر رک گئی۔ وہاں پانچ افراد کرنل بلگارڈ کے استقبال کے لئے پہلے سے موجود تھے۔

"سر ——— آپ کچھ پینا چاہیں گے" ——— میجر جوپڑہ کے نیچے اترتے ہی ایک نے آگے بڑھ کر قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ سب کرنل بلگارڈ کی حیثیت اور اختیارات سے اچھی طرح واقف تھے۔

"نہیں ——— میں ایمرجنسی میں ہوں مجھے فوراً مین سٹیشن پہنچنا ہے" ——— میجر جوپڑہ نے کرخت اور تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— تشریف لائیے" ——— اس نے جواب دیا اور پھر میجر جوپڑہ ان کے ساتھ چلتا ہوا ایک غار کے دھانے پر پہنچ گیا۔ ان میں ایک نے بڑھ کر غار کے دھانے کے کافی اندر ایک پتھر کو زور سے دبایا تو پتھر ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ اب وہاں ایک سوئچ بورڈ نظر آنے لگا تھا۔ اس آدمی نے تیزی سے دو تین سوئچ دبائے اور پھر پتھر برابر کر دیا۔ میجر جوپڑہ چونکہ پہلے بھی اس راستے سے گزر چکا تھا اس لئے اسے معلوم تھا۔ کہ اب چیکنگ کمپیوٹر آف ہو گیا ہے اور وہ آسانی سے بغیر کسی رکاوٹ کے مین سٹیشن میں داخل ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ تیزی سے چلتا ہوا غار کے اندر داخل ہو گیا۔ اندر ایک طویل اور کھلی سرنگ تھی جس کے درمیان میں ریل کی پٹڑی بچھی ہوئی تھی۔ غار کے دہانے کے قریب ہی ایک کٹاؤ سا تھا جس میں اس وقت پانچ چھ بڑی بڑی ٹرالیاں کھڑی تھیں۔ یہ سامان پہنچانے کے کام آتی تھیں۔ میجر جوپڑہ تیزی سے سرنگ میں چلتا گیا۔ اور پھر تقریباً دس منٹ کے عرصے میں وہ سرنگ کے اختتام پر پہنچ گیا۔ چونکہ چیکنگ کمپیوٹر آف تھا۔ اس لئے اس کے دیوار کے قریب پہنچتے ہی خود بخود ایک دروازہ نمودار ہوا۔ اور میجر جوپڑہ اچھل کر دروازہ پار کر گیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ اس کے عین سامنے اصل کرنل بلگارڈ کھڑا تھا۔ میجر جوپڑہ کا ذہن ایک لمحے کے لئے ماؤف ہو گیا۔ اسے ایک فی صد بھی توقع نہ تھی کہ اس طرح اچانک مین سٹیشن میں داخل ہوتے ہی وہ اصل کرنل بلگارڈ سے ٹکرا جا

نے پوری قوت سے اس کے پہلو میں لات ماری ۔ اور میجر جو پڑھ اچھل کر قریب موجود ایک مخروطی قسم کی مشین پر جا گرا ۔ اس کا ہاتھ مشین کے ہینڈل پر پڑا ۔ اور دوسرے لمحے ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور میجر جو پڑھ کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اُسے تنکے کی طرح فضا میں اچھال دیا ہو ۔ وہ سامنے والی دیوار سے پوری قوت سے ٹکرایا اور اس کے بعد اس کے ذہن پر تاریکیوں کے بادل چھاتے چلے گئے ۔

خوف ناک دھماکہ ہوتے ہی چھت کا ملبہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر گرا ۔ اور وہ سب دھماکے کی وجہ سے زمین پر جا گرے تھے لیکن دوسرے لمحے وہ سب اچھل کر کھڑے ہو گئے ۔ سرنگ سے آنے والا کرنل بلگارڈ مشین سے اچھل کر دیوار سے ٹکرایا تھا اور اس کا سر کئی ٹکڑوں میں بکھر چکا تھا ۔

"نکلو ——— سرنگ سے نکلو" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور خود بھی اس نے سرنگ میں چھلانگ لگا دی ۔ کیونکہ ہال میں چلنے والی سب مشینیں خوف ناک دھماکے کے بعد عجیب و غریب آوازیں نکالنے لگی تھیں ۔ اس مشین کے پھٹتے ہی اس کا پلیٹ فارم بھی اکھڑ گیا تھا اور پلیٹ فارم کے

پرزے دوسری مشینوں سے جا ٹکرائے تھے ۔ اور ان سب میں سے گھڑ گھڑاہٹ کی تیز آوازیں نکلنے لگی تھیں ۔ عمران کے سرنگ میں چھلانگ لگاتے ہی وہ سب بھی تیزی سے سرنگ میں داخل ہو گئے ۔ اور پھر عمران کے پیچھے بے تحاشا دوڑتے چلے گئے ۔ ان کے قدموں میں زمین بری طرح ہل رہی تھی اور پھر ابھی انہوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک اور خوف ناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ان کے قدموں میں زمین جیسے پھٹتی چلی گئی اور وہ سب لڑکھڑا کر گرے اور پھر انہوں نے اپنے آپ کو پانی کی تہہ میں بیٹھتے ہوئے محسوس کیا ۔ پانی میں شدید بحرانی کیفیت تھی ۔ اور دھماکے مسلسل ہو رہے تھے ۔

وہ پہلے تو پانی کی تہہ میں بیٹھتے چلے گئے لیکن پھر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور تیزی سے اوپر کو ابھرے ۔ لیکن پانی کی تیز اور خوف ناک لہروں نے انہیں یوں اچھال دیا کہ وہ ایک دوسرے کا بھی پتہ نہ کر سکے ۔

تھوڑی دیر بعد جب پانی کی بحرانی کیفیت دور ہوئی تو ان سب نے جو پانی کی تہہ پر حقیر تنکوں کی طرح تیر رہے تھے اپنے آپ کو سنبھالا ۔ اور پھر ہاتھ ہلا ہلا کر انہوں نے ایک دوسرے کو اپنی موجودگی کا احساس دلایا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بار پھر اکٹھے ہو گئے ۔ دور انہیں سمندر میں خوف ناک آگ بھڑکتی ہوئی نظر آ رہی تھی ۔ اور پھر جب ان کی نظریں دائیں طرف پڑی تو انہیں سمندر سے دور آگ کے خوف ناک ستون سے بلند ہوتے نظر آئے ۔ یوں لگتا تھا جیسے چاروں طرف آگ ہی آگ ہو اور وہ آگ کے سمندر میں تیر رہے ہوں ۔

"ارے وہ لانچ" ——— اچانک تنویر زور سے چیخا اور پھر انہوں نے دور سے ایک لانچ کو تیزی سے اپنی طرف آتے دیکھا ۔ چند لمحوں بعد بڑی

سی لانچ ان کے قریب پہنچ گئی۔ اس پہ چار افراد سوار تھے۔

"آپ بچ گئے سر" ۔۔۔ ان میں سے ایک نے عمران کو جو کرنل ہلگارڈ کے روپ میں تھا دیکھتے ہی خوشی سے چیخ ماری۔

"ہاں ۔۔۔ ہم بچ گئے" ۔۔۔ عمران نے کرنل ہلگارڈ کے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ سب تیزی سے لانچ پہ چڑھتے چلے گئے۔

"جناب ۔۔۔ سر یہ کیا ہو گیا ہے۔ ڈینجر لینڈ تو تباہ ہو گیا۔ سولہ میزائل چل پڑے ہیں۔ بڑی خوف ناک تباہی ہوئی ہے۔ ویسے سر ۔۔۔ شکر ہے کہ کوئی میزائل آبادی پہ نہیں گرا۔ ورنہ کافرستان کا دارالحکومت مکمل طور پہ تباہ ہو جاتا۔ سب میزائل سمندر میں ہی گر رہے ہیں" ۔۔۔ اسی آدمی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں شکر ہے ۔۔۔ ورنہ بڑی خوف ناک تباہی آجاتی" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر ۔۔۔ آپ کے جانے کے فوراً بعد ایک میزائل اچانک ڈینجر لینڈ سے باہر نکلا اور سمندر میں جا گرا۔ ہم ابھی حیران ہو رہے تھے کہ پھر یکے بعد دیگرے بقیہ تینوں میزائل بھی چل گئے۔ اور سرنگ تباہ ہو گئی۔ ہم نے سوچا کہ شاید کوئی بچ نکلا ہو۔ اس لئے ہم ٹاپو سے لانچ ادھر لے آئے" ۔۔۔ دوسرے نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے بڑا عقلمندانہ کام کیا ہے۔ میں تم چاروں کی ترقی کے لئے بھرپور سفارش کروں گا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ٹاپو کے پہرہ دار ہیں جہاں سے سرنگ مین سٹیشن میں جاتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد لانچ سمندر کے کنارے ایک کیبن کے پاس رک گئی۔

کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس میں سے ایک بوڑھا یوگی باہر نکل کر سمندر کی طرف دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پہ شدید خوف کے آثار نمایاں تھے۔

"سر ۔۔۔ ابھی ابھی تو آپ گئے ہیں پھر یہ کیا ہو گیا۔ توبہ توبہ قیامت ٹوٹ پڑی ہے" ۔۔۔ یوگی نے آگے بڑھ کر کہا۔

"یہ سب ان جاسوسوں کا کام ہے جن کے پکڑنے کے لئے میں گیا تھا" عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"بڑی تباہی ہوئی سر ۔۔۔ سارا منصوبہ ہی ختم ہو گیا" ۔۔۔ یوگی نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا اور عمران نے صرف مسکرانے پر ہی اکتفا کیا۔

"آیئے سر ۔۔۔ میں آپ کو جیپ میں لے چلوں آپ نے رپورٹ بھی کرنی ہو گی" ۔۔۔ یوگی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں کرنی ہے" ۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا اسے خیال بھی نہ تھا کہ یہاں جیپ بھی موجود ہو سکتی ہے مگر یوگی بھاگتا ہوا کیبن کے پیچھے گیا اور چند لمحوں بعد وہ جیپ چلاتا ہوا واپس آیا جیپ شاید کیبن کے پچھلے حصے میں چھپی ہوئی تھی۔

"تم لوگ واپس جاؤ ۔۔۔ شاید کوئی اور ہمارا آدمی بچ نکلا ہو" ۔۔۔ عمران نے لانچ والوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے واپس لانچ میں سوار ہو گئے۔

"تم یہیں ٹھہرو" ۔۔۔ عمران نے یوگی سے مخاطب ہو کر کہا اور یوگی جو ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا تھا۔ سر ہلاتا ہوا نیچے اتر آیا۔ اور پھر عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی اور اس کے باقی ساتھی جیپ پہ سوار ہو گئے اور عمران نے جیپ تیزی سے آگے بڑھا دی۔

"خس کم جہاں پاک" ——— جیپ کے آگے بڑھتے ہی صفدر نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو صرف چار خس ہی کم ہوئے ہیں۔ بہرحال اب کافرستان والے کم از کم دس سال مزید نیا اڈہ نہیں بنا سکتے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے اگر یہ خوف ناک سولر میزائل آبادی پر گر جاتے تو واقعی خوفناک تباہی آجاتی" ——— جولیا نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"یقیناً ایسا ہوتا۔ بس اتفاق ہی ہے کہ سب سمندر میں جا گرے۔ میں تو شاید ان سولر میزائلوں کو اس طرح تباہ کرنے کی جرأت نہ کرتا بس وہ نقلی کرنل ہلگارڈ کا ہاتھ میزائل آن ہونے والے ہینڈل پر پڑ گیا" عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ تھا کون ——— اصل کرنل ہلگارڈ تو ختم ہو چکا تھا" ——— ناٹران نے کہا۔

"جو بھی تھا بہرحال اس نے ہمارا ادھورا مشن خود ہی پورا کر دیا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب ہنس پڑے۔ جیپ تیزی سے آبادی کے قریب ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور پولیس کی گاڑیوں کی نقل وحرکت اور ان کے بجتے ہوئے سائرن اب صاف سنائی دینے لگے تھے۔ مگر وہ سب مطمئن تھے کہ انہیں روسیاہی سمجھ کر کوئی نہ روکے گا اور وہ آسانی سے اپنے خفیہ ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گے۔

مگر جیسے ہی وہ آبادی کے قریب پہنچے ان کو روک لیا گیا۔ اور پھر عمران شاگل کو وہاں دیکھ کر حیران رہ گیا جو تیزی سے ان کی جیپ کی

طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔

"یہ کیا ہو گیا کرنل ہلگارڈ ——— ڈینجر لینڈ مکمل طور پر کیسے تباہ ہو گیا" شاگل کے لہجے میں شدید جھلاہٹ تھی۔

"ایک نامعلوم آدمی ٹاپو کے ذریعے مین سٹیشن میں داخل ہوا۔ اور جب ہم نے اس پر قابو پانا چاہا تو اس نے سولر میزائل چلا دیا۔ اور اس طرح سب کچھ تباہ ہو گیا۔ ہم بھی سرنگ کے ذریعے بچ نکلنے میں کامیاب ہو سکے ہیں" ——— عمران نے کرنل ہلگارڈ کی آواز میں جواب دیا۔

"اوہ ——— تو یہ سب کچھ اس آدمی کی وجہ سے ہوا۔ میں نے سمجھا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبروں نے یہ تباہی مچائی ہے" ——— شاگل نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ اس نے اس آدمی کے بارے میں کوئی تفصیلات نہ پوچھی تھیں۔ اس لئے عمران فوراً ہی سمجھ گیا کہ وہ آدمی شاگل کا ہی بھیجا ہوا ہو گا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ——— وہ وہاں کہاں آگئے" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے سب معلوم ہے کرنل ہلگارڈ ——— میں نے آپ کی اور راسپوتین کی ٹرانسمیٹر کال ٹیپ کر لی تھی اور یہ ٹیپ اب میں نے وزیراعظم صاحب کو بھجوا دی ہے۔ اور یہ سب تباہی صرف آپ کی بے جا ضد کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اب آپ خواہ مخواہ کسی آدمی کا نام لے رہے ہیں۔ بہرحال میں آپ کو گرفتار تو نہیں کر سکتا۔ آپ کی حکومت تک رپورٹ پہنچ چکی ہے۔ وہ خود ہی آپ کو سزا دے گی" ——— شاگل نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"سنو مسٹر شاگل ——— میرے پاس ثبوت موجود ہے کہ جس آدمی کی وجہ سے تباہی ہوئی تھی وہ تمہارا بھیجا ہوا تھا۔ اس لئے تم بھی اپنی خیر مناؤ" عمران نے کہا اور پھر جیپ تیزی سے آگے بڑھا دی اس نے شاگل کا چہرہ واضح طور پر تاریک پڑتا دیکھ لیا تھا۔ اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

جیپ اب تیزی سے شہر کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی اور عمران دل ہی دل میں اس سچویشن پر ہنس رہا تھا کہ جب شاگل کو وہ پاکیشیا پہنچ کر کال کر کے یہ بتلائے گا کہ جسے وہ کرنل ملکارڈ اور اس کے ساتھی سمجھا تھا وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران تھے۔ تو شاگل کا کیا حال ہو گا۔

"شکر ہے جولیا پر اس کی نظر نہیں پڑی ورنہ وہ ضرور اسے پہچان لیتا" ——— قریب بیٹھے ناٹران نے کہا۔

"ارے ہاں واقعی اس بات کی طرف تو میرا خیال ہی نہیں گیا۔ ورنہ خواہ مخواہ شاگل کو رام کرنے کے لئے جولیا کی اس کے ساتھ شادی کرنی پڑتی" ——— عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تم باز نہیں آؤ گے شیطان" ——— جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور جیپ قہقہوں سے گونج اٹھی۔

ختم شد